منهاج الصالحين

یعنی

تحفۂ متسابقین

حسب ایماء وارشاد: خادم القرآن حضرت مولانا غلام محمد وستانوی دامت الطافکم العالیہ
بانی ورئیس جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا مہاراشٹر

زیر اہتمام: جامعة القاسم دار العلوم الاسلاميه

بموقع: ساتواں کل ہند، ریاستی مسابقات القرآن الکریم وتعلیمی بیداری کنونشن

بتاریخ: ۱،۲/ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۴، ۲۵/فروری ۲۰۱۲ء بروز جمعہ، شنبہ

﴿مرتب﴾
مولانا مجتبیٰ بن مولانا احمد لولات صاحب رویدروی
شیخ الحدیث دار العلوم ہدایت الاسلام، عالی پور، گجرات

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : منهاج الصالحين یعنی تحفۂ متسابقین
مرتب : مولانا مجتبیٰ بن مولانا احمد لولات صاحب رویدروی
شیخ الحدیث دار العلوم ہدایت الاسلام عالی پور، گجرات
تعداد اشاعت: ۲۵۰۰
سن اشاعت : صفر المظفر ۱۴۳۳ھ دسمبر ۲۰۱۱ء
بموقع : ساتواں کل ہند، ریاستی مسابقات القرآن الکریم وتعلیمی بیداری کنونشن
کمپوزنگ : (مفتی) محمد سفیان عالی پوری
ڈیزائنر : القاضی کمپیوٹر سینٹر (محمد ارشد عالم ندوی)
ناشر : جامعۃ القاسم دار العلوم الاسلامیہ
طباعت منیجر : شاہد عبد اللہ (09873629832)
پرنٹنگ : زیڈ کمپیوٹر حضرت نظام الدین نئی دہلی۔ (09810845366)

...... ﴿ملنے کا پتہ﴾ ......

- جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا ضلع نندوربار، مہاراشٹر (الہند)
(فون: 02567-252256, 252356)
- امام قاسم اسلامک ایجوکیشنل ویلفیئر ٹرسٹ انڈیا
این، ۹۳، سیلنگ کلب روڈ، لین نمبر ۲، بٹلہ ہاؤس جامعہ نگر نئی-۲۵
(فون: 011-26981876 فیکس: 011-26982907)
- دار الإرشاد والإعلام عالی پور، گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید برائے طبع جدید

اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کا بے حد وحساب احسان ہے جس نے انسان کوقلم کے ذریعہ سکھایا اوراسی قلم سے مضامینِ شریعت امت تک پہنچانے کی سعادت بخشی ......صلوۃ وسلام ہواس آقا پرجس نے امت کے سامنے رسمی قلم وکتابت سیکھے بغیر علومِ الٰہی کا بحرِ مواج بہا دیا،اس طرح آپ قدرتِ الٰہی کے مظہر بنے......اورآپ کے ان آل واصحاب پرجن کے روشن کارنامے خامہ وقلم کے سہارے امت کے لئے بصورت رہنما محفوظ ہیں،ہم دعاء گو ہیں امت کے حق میں جو اس عقیدے کی حامل ہے کہ بندہ جوبھی کرتا ہے وہ سب فرشتوں کے ذریعہ نقوش وسطور میں مندرج ہوجاتا ہے۔

امابعد!بندے نے آج سے دوسال قبل ”انوار الاربعین“ نامی اخلاقیات کی چہل حدیث پر مشتمل ایک رسالہ شائع کیا تھا،بہت جلد یہ رسالہ ختم ہوگیا،ایک مدت سے اس کی طبعِ نو کا تقاضا ہورہا تھا،مگر قضاء وقدر کا فیصلہ کچھ اورتھا،بالآخر جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کی (چشم بد دور) مثالی دستاویزی خدمات کی سنہری تجدیدی انقلابی کڑی جوبصورت مسابقات منعقد ہوتی ہے،اس کے ساتویں کل ہند مسابقہ کی مناسبت سے خالِ محترم،خادمِ قرآن،محبوبِ بندگاں،رئیس الجامعہ مخدومی ومکرمی حضرت مولانا غلام محمد وستانوی دامت برکاتہم وعمت فیوضھم کے حسب ایماء بندے نے ضروری اضافات اورمناسب ترمیمات کے ساتھ رسالۂ مذکورہ کواز سرنو مرتب کیا،اس امید پرکہ اربعین کا یہ تحفہ امت کے ایک بڑے حلقہ کی خدمت میں پہنچے جوبندہ اورجملہ امت کے لئے ذریعۂ نجات اورموجب خیر وبرکات بنے (اللّٰھم آمین) ممکن ہے باذوق حضرات رسالہ کوپسند فرماکر مسابقہ کے علاوہ بھی اپنے طلبہ ومتعلقین کی توجہ اس جانب مبذول کرائیں،اس طرح یہ عمومی افادیت ازدیادِ اجور کا باعث بنے۔

اس موقع پر میں ان تمام حضرات کا تہ دل سے شکرگزار ہوں جنہوں نے اس کارخیر میں کسی نہ کسی طریقہ سے حصہ لیا،بعض نے تو اس اہم کام کی طرف صرف توجہ ہی مبذول نہیں کرائی بلکہ حسبِ روایاتِ سابقہ،حوصلہ افزائی،فردسازی کے جذبۂ پرخلوص کے ساتھ مناسب مشورے دے کررہنمائی بھی فرمائی،اس سے میری مراد حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی دامت برکاتہم (استاد حدیث وتفسیر جامعہ اکل کوا) ہیں،بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں حضرت مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی بانی ومہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ،سپول بہار کا تذکرہ نہ کروں جنہوں نے میرے انتھک کاوشوں کو سراہتے ہوئے ساتواں کل ہند مسابقۃ القرآن الکریم و تعلیمی بیداری کنونشن منعقدہ ۲۴/۲۵رفروری ۲۰۱۲ء مطابق ۱/۲رربیع الثانی ۱۴۳۳ھ کے پروگرام کی مناسبت سے طبع کراکر اساتذہ،طلبہ وطالبات ہی کے لئے نہیں بلکہ عام انسانوں کے لئے استفادہ کا موقع فراہم فرماکرشکریہ کا موقع دیا،مفتی صاحب کا یہ عمل یقیناً قابل تحسین ہے۔اور بعضوں نے شب وروز کے قیمتی لمحات کے عظیم سرمایہ کوصدقۂ جاریہ بناتے ہوئے بندۂ ناچیز کا ناقابل فراموش علمی وعملی تعاون پیش کیا،(خصوصاً مولانا محمد امین کھولوڑی فلاحی، اورعزیزم مفتی محمد سفیان بن قاری عبدالحی عالی پوری) اللہ پاک ان سبھی حضرات کو دارین میں شایان شان بدلہ عطاء فرمائے......آمین یارب العالمین۔

اس اشاعت میں بندے نے حسب ذیل امور مدنظر رکھے ہیں:

(۱) سابقہ اشاعت میں طباعت وکمپوز کی ہونے والی اغلاط کی تصحیح۔

(۲) ہر حدیث پاک پرعناوین،اورتخریج میں مزید مراجعت کا اہتمام۔

(۳) ہرحدیث کے تحت حل مفردات،مختصر تراجم رواۃ اورفوائد حدیث۔

(۴) رسالہ کی محدود ضخامت کوسامنے رکھتے ہوئے سابقہ اشاعت میں حلیۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مضمون بھی تھا اسے اس اشاعت میں شامل نہیں کیا۔

(۵) چونکہ رسالہ کی تیاری میں کافی تاخیر ہوگئی،ادھر مطالبہ شدید تھا،لہٰذا لغات وغیرہ

میں انفرادی حوالوں کو چھوڑ دیا گیا۔

(۶) مذکورہ اضافات کے سبب رسالے نے مستقل ایک نئی شکل اختیار کرلی ہے، اس لئے نام میں تبدیلی کرتے ہوئے **منہاج الصالحین** یعنی تحفۂ متسابقین نام تجویز کیا گیا ہے کہ احادیث مبارکہ کا پر مغز خزانہ مختصر ہو یا مطول ہر طالب خیر کے لئے دستور حیات ہے جس کی روشنی میں شاہراہ زندگی پر چل کر منزل مقصود تک پہنچا جا سکتا ہے، گویا یہ حق کے متلاشی کے لئے مشعلِ راہ ہے،، علاوہ ازیں نام کے آخری جزء کو موقعِ مسابقہ کے ساتھ مناسبت بھی ہے، نام کا یہ حسن انتخاب نامہ سازی میں بھی ید طولیٰ رکھنے والے میرے محسن استاد، مشیر خاص، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی ہی ہیں، جن کی توجہات کو اس رسالے کے منظر عام پر لانے میں بہت دخل ہے، اللہ پاک انہیں سلامت با کرامت رکھے ۔(آمین)

اخیراً معزز و مخلص حضرات ناظرین سے بندہ التماس کرتا ہے کہ از راہ بشریت جو بھی قابل اصلاح امر نظر سے گزرے ان سے ضرور مطلع فرمائیں، تا کہ آئندہ اسے شامل اشاعت کیا جائے، بندہ آپ حضرات کا احسان مند رہے گا۔ فقط،

مجتبیٰ رویدروی

۱۹ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۲۰۱۱ء

حفظِ اربعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کا ضامن

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام علی سید المرسلین محمد وعلی اله واصحابه ومن تبعهم الی یوم الدین ، امابعد

یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہئے کہ قرآن کریم کے بعد شریعت کا سب سے بڑا اور اہم ماخذ حدیث پاک ہے، حدیث کو اسلام میں ہمیشہ اساسی و بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے، اور قرآن کریم کی تفہیم و تفصیل بھی حدیث پاک کے ہی ذریعہ ہوتی ہے، عقائد کی گرہیں بھی اسی سے کھولی جاتی ہیں، فقہ کی سند بھی اسی سے لی جاتی ہے، حدیث کے بغیر اسلام کا کوئی موضوع مکمل نہیں ہوسکتا، اس لیے محدثین نے ہر زمانہ و دور میں حفاظتِ حدیث کا خوب اہتمام کیا ہے، قرآن کریم کی حفاظت کے سلسلہ میں **انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون.** فرمایا کہ ہم نے قرآن مجید کو نازل کیا، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں، اس حفاظت میں جہاں قرآن مجید شامل ہے، وہیں احادیث نبویہ بھی شامل ہیں، اسی دین اسلام کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالی نے اپنی کتاب نازل کی، اور خود اس کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا، اور اس کی توضیح وتشریح اور مقصد و منشاء بیان کرنے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، قرآن متن ہے حدیث اس کی شرح ہے، قرآن ایک فکر ہے حدیث اس کی عملی تشکیل ہے، حدیث پاک کو ادلہ شرعیہ میں قرآن کریم کے بعد سب سے بنیادی حیثیت حاصل ہے، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انتہائی مؤثر اور بلیغ ترین اشارات میں حفاظ حدیث کے لیے قیامت کے دن اپنی سفارش کی بشارت سنائی ہے، جیسا کہ قارئین کتاب جانتے ہیں کہ جامعہ نے روایتِ سابقہ کے بموجب امسال بھی کل ہند پیمانہ پر مسابقۃ القرآن کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے، جس میں پختگی حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ مدارس اسلامیہ کے ذریعہ امت کو ائمہ ودعاۃ بھی فراہم کئے جاسکیں، اس کے لیے خطبات وترتیل کے فرع کے ساتھ ساتھ حفظ حدیث سے علماء کو واسطہ کرنے کے لیے فرع حفظ حدیث کو بھی شامل کیا گیا ہے، اس سلسلہ میں طلباء متسابقین کی سہولت کے لیے ہمارے جامعہ کے انتہائی متحرک و مشنی خدمات انجام دینے والے اور قرآنی خدمت کو اوڑھنے

والے مؤقر استاذ حدیث وتفسیر مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی کے ایماء واشارہ پر مدرسہ ہدایت الاسلام عالی پور کے جواں سال، جواں عمر، جواں جذبات، شیخ الحدیث وعالمِ باوقار عزیزم مولانا مجتبی صاحب نے بڑی عرق ریزی دل سوزی اور جانفشانی وکمالِ محنت کے ذریعہ مذکرۃ الحدیث مرتب کیا ہے، امید ہے کہ انشاء اللہ طلبہ کو حفظِ حدیث کے ساتھ ساتھ فہمِ حدیث، تدبر فی الحدیث کا لطیف ذوق بھی حاصل ہوجائے گا، مذکرۃ الحدیث کا یہ مبارک مجموعہ جس میں ہر حدیث کا سلیس ترجمہ، لغات، مفردات، شانِ ورود اور راوی حدیث پر مختصر کلام بھی شامل ہے، گویا کہ یہ مجموعہ مساہمین فی المسابقہ کے لیے ہر اعتبار سے گنجینۂ علم ثابت ہو رہا ہے، اس مجموعہ حدیث سے صرف مساہمین ہی مستفید نہیں ہوسکیں گے بل کہ ہر طالبِ حدیث اس گراں قدر تحفہ سے اپنے آپ کو مستفیض کر پائے گا، اور کل قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابدی سفارش کا مستحق قرار پائے گا، ہم سب کے برادرم مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی کو صد بار مبارکبادی دیتے ہوئے عزیزم مولانا محمد مجتبی صاحب کو دل کی گہرائیوں سے خوب دعائیں دیتے ہیں کہ انہوں نے امت کے لیے حدیث پاک ایک بہترین نمونہ ومجموعہ پیش کیا، اللہ تعالی مزید اس طرح کی حدیثی خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ یہاں پر یہ تذکرہ بھی ناگزیر ہے کہ سال رواں میں ساتواں کل ہند ریاستی مسابقات وتعلیمی بیداری کنونشن بہار کی معروف دینی درسگاہ جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ میں فروری کے آخری عشرہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ مسابقات وکنونشن کی کامیابی کیلئے دعا گو ہوں۔ اللہ تبارک وتعالی بانی جامعہ مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب کی اس تعلق سے کی گئی کوششوں کو شرف قبولیت سے نوازے۔

امید کرتا ہوں کہ مسابقات وکنونشن کے موقع پر جامعۃ القاسم کی جانب سے شائع ہو رہے اس مجموعہ کی شائقین حدیث انشاء اللہ ضرور قدر کریں گے، اور ان احادیث کو یاد کرنے کا خوب اہتمام کریں گے، اللہ تعالی مؤلف موصوف کو دارین میں بہترین بدلہ عنایت فرمائے۔ **وما ذلک علی اللہ بعزیز۔**

(مولانا) غلام محمد وستانوی

رئیس جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، نندوربار، مہاراشٹر، الہند

تقریظ

فخر گجرات، استاذ الاساتذہ حضرت اقدس مفتی عبداللہ صاحب رویدروی

(بانی، مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ مظہر سعادت، ہانسوٹ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً — اما بعد! حدیث نبوی شریف، اسلامی نظام زندگی، تشریع اور قرآن مقدس کی تبیین وتشریح میں شہ رگ کی حیثیت رکھتی ہے، لہذا حدیث پاک کے ساتھ اشتغال اور کسی بھی درجے میں اس کی خدمت واشاعت، انتہائی خوش بختی وسعادت مندی ہے، خود صاحب وحی، معلم انسانیت، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء مستجاب بھی ہمیشہ اس گروہ مقدس کے جلو میں رہتی ہے "**نضر اللّٰہ امرأ سمع مقالتی فحفظها ووعاها وأداها إلیٰ من سمعها**" اس لئے علماء وقت اور بزرگانِ سلف نے مختلف نہج اور متنوع انداز سے علم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات میں اپنی عمریں کھپا دیں، اور علم روایت ودرایتِ حدیث کی تقریباً دوسو انواع اس شان سے وجود میں آئیں کہ ہر نوع کو مستقل فن کی حیثیت حاصل ہوگئی، علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تو صرف علم حدیث کے مرکزی عناوین کے متعلق کہہ دیا کہ "**ان انواع علوم الحدیث کثیرة لا تعد**" جب کہ علامہ حازمیؒ کو بھی یہ کہہ کر سپر ڈالنا پڑا کہ علم حدیث کی تقریباً سو انواع ہیں، ان میں سے ہر نوع کو مستقل فن کی حیثیت حاصل ہے، (**العجالة**) اگر طالب حدیث اپنی ساری عمر صرف ایک نوع میں کھپائے تب بھی وہ اس کے آخر سرے تک نہ پہنچ سکے گا؛ (تدریب ج ۱/ ص ۵۳)

خدمت حدیث میں اسلاف کا ایک طرز یہ رہا ہے کہ انہوں نے چالیس احادیث کے جمع وانتخاب کا اہتمام فرمایا، دیگر اہداف نبیلہ کے ساتھ اربعین کی فضیلت پر مشتمل یہ حدیث بھی ان کے پیش نظر رہی ہے: "**من حفظ علی امتی اربعین حدیثا من أمر دینها بعثه الله فقیها وکتب له یوم القیامة شافعاً وشهیداً**" اس حدیث کے طرق پر علماء نے مستقل کلام کیا ہے، حتی کہ ابوبکر الآجریؒ، حافظ منذریؒ، امام نوویؒ، اور امام عسقلانیؒ نے اپنی اربعینات کے اواخر میں اس حدیث کے ضعیف ہونے کی وضاحت کی ہے، لیکن چونکہ کثرت طرق سے

ضعف کا انجبار ہو جاتا ہے اور ویسے بھی یہ حدیث فضائل کے باب سے تعلق رکھتی ہے، اس لئے ہر زمانہ میں علماء نے ''چہل حدیث'' کا اہتمام کیا ہے، اور حضرت عبداللہ بن مبارکؒ متوفی ۱۸۱ھ، محمد بن اسلم الطوسیؒ ۲۴۲ھ اور احمد بن حرب بن احمدؒ ۲۶۵ھ اس حوالے سے خدمت انجام دینے والے ابتدائی مصنفین ومحدثین ہیں، ان کے بعد تو ایک سلسلہ ہی چل پڑا۔

امام ذہبیؒ کے بقول ستّر سے زائد اور حاجی خلیفہ چلپیؒ کے بقول ۸۵ کتابیں اس فن میں لکھی گئیں، علامہ رودانیؒ نے اس حوالہ سے ۱۲۴ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، پھر بعد میں اس میں اضافہ ہوتا ہی رہا، خود ہمارے جامعہ کے کتب خانہ میں بحمد اللہ ۲۷؍ ''چہل حدیث'' موجود ہیں، تاہم ان اربعینات میں جو شہرت اور قبول عام شیخ الاسلام ابوزکریا یحیٰ بن شرف النوویؒ کی ''اربعون حدیثاً'' کو حاصل ہوا، وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آیا، اس کی ۳۶ شروحات لکھی جا چکی ہیں، جن میں ۱۶ شروحات اس وقت مکتبہ جامعہ میں بھی موجود ہیں۔

مجھے نہایت خوشی ہے کہ انہیں سعادت مندوں کی فہرست میں عزیز گرامی قدر جناب مولوی مجتبیٰ صاحب شیخ الحدیث مدرسہ ہدایت الاسلام عالیپور بھی شامل ہو رہے ہیں، مولانا نے نہایت کدوکاوش اور تحقیق سے ان احادیث مبارکہ کے جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے کتاب کے شروع میں موضوع کی مناسبت سے تحقیقی اور علمی مواد پر مشتمل ایک قیمتی مقدمہ بھی ہے، جس کا مطالعہ ہر طالب حدیث کو ضرور کرنا چاہئے، ماشاءاللہ مولانا موصوف گزشتہ تیرہ سالوں سے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا درس دے رہے ہیں، اور خواص میں بھی اپنی ایک شناخت رکھتے ہیں، انہیں کسی تقریظ کی چنداں ضرورت نہیں، تاہم انہوں نے بندے کے ساتھ حسن ظن اور اس جامعہ سے انہیں جو نسبت ہے کہ موصوف یہاں کے پہلے طالب تھے جنہوں نے جامعہ میں تعلیم مکمل کی تھی، چند کلمات لکھنے کی فرمائش کی، میں عزیز محترم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور دعا گو ہوں کہ اللہ پاک اس خدمت کو بے انتہاء قبول فرمائیں، اور مزید خدمات جلیلہ کی توفیق ارزانی کریں۔ نیز مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی بانی ومہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ جو ساتویں کل ہند ریاستی مسابقات وتعلیمی بیداری کنونشن کے موقع پر اس گراں قدر مجموعہ حدیث کی اشاعت کر رہے ہیں، خدائے پاک ان کے اس جذبہ اور خلوص کو بھی قبول فرمائے۔ آمین

تقریظ

مفسر قرآن حضرت الاستاذ مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی مدظلہ العالیٰ

(استاذ حدیث وتفسیر جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا)

فخر موجودات، افضل کائنات، جامع ارشادات وملفوظات، محبوب رب مخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی اپنے اندر کیسی معنویت وجامعیت سموئے ہوئے ہے کہ **انما الاعمال بالنیات** جیسے جوامع الکلم، اس کلام بامعنی کے پیش نظر حسن نیت اور جذبۂ رضاء الٰہی سے جو کام سرانجام دیا جائے وہ شرف قبولیت پاکر کامل ومکمل اجر کثیر کا موجب ہوتا ہے، خواہ وہ عمل، افعال واحوال کے قبیل سے ہو یا تحریر وتقریر کے اسلوب میں ہو، چاہے علوم آلیہ سے متعلق ہو یا علوم عالیہ سے متعلق ہو، مقصود ہو یا وسیلۂ مقصود ہو، حسن نیت عبادت کو اعلیٰ ترین اور مقصود سے قریب ترین کر دیتا ہے، تو عادت کو عبادت سے تبدیل کر دیتا ہے، چنانچہ مؤمن سے مؤمن کی ملاقات طلاقت وجہ سے کرنا، بیوی کے منہ میں لقمہ دینا، بیمار کی عیادت کرنا، گم گشتۂ راہ کی رہنمائی کرنا یہ سب وہ عادات ہیں جو حسن نیت سے عبادت بن جاتے ہیں۔

انبیاء کرام کی مقدس جماعت میں نبی امی، آقاءِ مدنی کا ہی یہ طرۂ امتیاز ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادائے دلنواز کی حفاظت کا غیبی نظم اللہ ایسا فرماتے ہیں کہ جب جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اداء سامنے آئی تو سننے والا یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا، کہ

فداء ہوں آپ کی کس کس ادا پر ☆ ادائیں لاکھ ہیں بے تاب دل ایک

من جملہ ادائے محبوب اور اقوال محمود کے ایک قول وارشاد، حفاظت اربعین پر بروز قیامت علماء وفقہاء کے ساتھ اٹھائے جانے سے متعلق بھی ہے، اس ارشاد اور فرمان کو امت مسلمہ میں وہ تلقی نصیب ہوئی کہ ہر دور اور ہر زمانہ میں صرف اس ایک حدیث پاک کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے علماء باتمکین نے اربعینات جمع کرنے کا اتنا اہتمام کیا ہے، کہ محققین کی تحقیق کے مطابق تقریباً ایک سو چوبیس اربعینات اب تک وجود پذیر ہو چکی ہیں، اور گلشن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باذوق خوشہ چینوں میں یہ پاکیزہ ذوق، دن بدن پروان چڑھتا جا رہا ہے۔

زیر نظر اربعینات جو ''چالیس نبوی کرنیں'' کے نام سے موسوم ہے ایسی کارآمد اور جامع احادیث کا انتخاب ہے، کہ جس کی ایک ایک کرن دل ودماغ کی تاریکی کو ختم کرنے کیلئے نسخۂ

اکسیر ہے، جس میں غافلوں کے لئے حمد وذکر کی ترغیب بھی ہے، ہمدردیٔ مخلوق کے لئے حسن ظن اور صدقہ وخیرات کی تلقین بھی، حسن اخلاق، حسن تربیت کی تعلیم بھی، بداخلاقی، کبر، شماتت، چغلی، عار دلانے کی مذمت بھی، نرم خوئی، توکل واتحاد، پاکیزگی کا اہتمام، نماز فجر کی عظمت، روزے کی فضیلت، حج کی اہمیت، کسب حلال اور انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ ایسے دلچسپ مضامین پر مشتمل ہے، کہ مرتب کے حسن انتخاب پر یہ شعر زبان قلم پر رقص کر رہا ہے کہ..........!

کوئی خدا سے عیش مانگے، میں کروں گا غم طلب ☆ وہ ہے ان کا انتخاب یہ ہے میرا انتخاب

درحقیقت یہ چہل حدیث اپنے اندر ایک کشش، البیلا پن اور انوکھا پن لئے ہوئے ہے جو درحقیقت دریا بکوزہ کا مصداق ہے، اور کیوں نہ ہو! جبکہ اس کے مؤلف اور مرتب مولانا مجتبیٰ سعادتی جامعہ مظہر سعادت کے ان سعادت مند فرزندوں میں سے ہیں جنہوں نے وہاں کی علمی فضاء میں اپنے آپ کو پروان چڑھایا، پھر مظاہر علوم میں تکمیل کی، اور فراغت کے فوراً بعد سے اب تک تیرہ مرتبہ تکمیل بخاری شریف کی سعادت بھی نصیب ہوئی، اس نوعمری میں یہ بہت بڑی سعادت ہے، اللہ تعالیٰ عمر بھر اس سعادت سے بہرہ ور فرماتے رہیں، اور علمی میدان میں مزید سے مزید ترقی ہوتی رہے، اس کتاب کی ایک خاصیت اس کا مقدمہ بھی ہے، جو نہ صرف طلبہ بلکہ علماء کے لئے بھی علمی اضافہ کا باعث ہے، جس میں حدیث ضعیف کی تعریف، حکم وغیرہ بہت اہم علمی مواد ہے، جو مطالعہ سے تعلق رکھتا ہے، بندہ ہیچ مداں دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتا ہے اور دعاء کرتا ہے کہ یہ چہل حدیث محبت کے ہاتھوں لی جائے، عظمت کی آنکھوں سے پڑھی جائے، اور عشق نبوی کی لو دلوں میں جلاتی جائے۔

یہ کتاب ان کے جمیع اصول کے لئے اور علمی مقدس وسائط کے لئے ذخیرۂ آخرت بنے، بالخصوص ان کے والد مرحوم حضرت مولانا احمد لولات صاحبؒ کے لئے توشۂ آخرت ثابت ہو۔ قابل ذکر ہے کہ مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی اپنے جامعہ میں امسال منعقد ہو رہے ساتویں کل ہند مسابقات و تعلیمی بیداری کنونشن کے موقع پر اس عظیم تحفہ حدیث پاک کو شائع کر رہے ہیں۔ باری تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور اجر عظیم سے نوازے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

عبدالرحیم فلاحی

خادم جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا

فیضان نبوت کی روشن کرنیں

ناموس رسالت کے علمبردار حضرت مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی

بانی ومہتمم جامعۃ القاسم دار العلوم الاسلامیہ، سپول بہار

شریعت اسلامی کا ماخذ ومصدر قرآن وحدیث ہے اور جملہ اصول واحکام قرآن وحدیث سے ہی مستنبط ہوتے ہیں۔ مفسرین نے قرآن کو متن اور احادیث کو اس کی شرح قرار دیا ہے۔ محدثین نے اس پر کلام کرتے ہوئے یہ بات واضح کردی ہے کہ قرآنی احکام کے مقاصد ومفہوم کو سمجھنے کے لیے احادیث ناگزیر ہیں، چنانچہ اصول وکلیہ اور شرعی احکام کی تدوین کے بیشتر دلائل ہمیں احادیث نبوی کے ذخیرہ میں ہی ملتے ہیں۔ احادیث نبوی کی حکمت وموعظت اور ان کی رحمتوں کو محسوس کرنے والے محدثین واہل نظر جس قدر ان کی توضیح ومعنویت کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہیں، انہیں اتنی ہی روشنی وروحانیت کے قوس قزح کا احساس ہوتا چلا جاتا ہے۔

احادیث کو مختلف موضوعات وابواب میں تقسیم کرکے امت کی رہنمائی کا کام انجام دینے والے علماء ومحدثین ہر دور میں کم وبیش موجود رہے ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری وساری ہے۔ چہل احادیث کی ترتیب اور مختلف زبانوں میں ان کے تراجم کی افادیت سے کبھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ چہل احادیث کے مرتبین کی فہرست خاصی طویل ہے لیکن امام نوویؒ کے مجموعۂ چہل احادیث کو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی۔ زیر نظر کتاب میں بھی جواں سال ممتاز عالم دین مولانا مجتبیٰ سعادتی نے ان احادیث مبارکہ کو جمع فرمایا ہے جو عام زندگی کے لیے مشعل راہ ہیں۔ رضائے الٰہی، محبت رسول اور نیکوکاری کی ترغیبات پر مبنی احادیث کا یہ قیمتی مجموعہ یقیناً امت کے لیے مفید وکارآمد ثابت ہوگا۔

چہل احادیث کے سبھی مرتبین اس لئے قابل اجر ہیں کہ ان کے پیش نظر امت کو احادیث کے تئیں رغبت پیدا کرنا اور احادیث کا مطالعہ اور ان پر عمل پیرائی رہا ہے۔ بلاشبہ تمام رسالہائے احادیث مبارکہ سے امت نے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے، چونکہ احادیث کی موٹی موٹی کتابوں تک عام مسلمانوں اور کم پڑھے لکھے لوگوں کی رسائی آسان نہیں اس لیے چہل احادیث مع ترجمہ عوام الناس کی رہنمائی کے لیے عظیم توشہ ثابت ہوتی رہی ہیں۔

مولانا مجتبیٰ سعادتی ان خوش بختوں میں ہیں جنہیں بزرگان دین اور علماء امت

بالخصوص خادم القرآن حضرت مولانا غلام محمد وستانوی بانی ورئیس جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوامہاراشٹر، نمونۂ اسلاف حضرت مولانا مفتی عبداللہ مظاہری بانی مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ گجرات، اور حضرت مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ قاضی شریعت وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ جیسے علوم اسلامی کے رمزشناسوں سے راست طور پر استفادہ کا موقع ملتا رہا ہے اور وہ خود بھی فقہ وفتاویٰ کے میدان کے شہسوار ہیں، نیز ایک عرصے سے طالبان علوم نبوت کو احادیث نبوی کے فیضان سے روشناس کرارہے ہیں۔ مولانا بحیثیت شیخ الحدیث تعلیمات نبوی کو عام کرنے اور عشق رسول کی جوت جگانے کی عظیم خدمت ڈیڑھ دہائی سے انجام دے رہے ہیں۔
اسی کا زرین ثمرہ کتابی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ احادیث کا یہ مجموعہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والوں کے لیے توشہ اور اس پر عمل کرنے والوں کے لیے زاد آخرت ہے۔ اس کتاب میں فیضان نبوت کی وہ کرنیں ہیں جو انسانی زندگی کے لیے شمع ہدایت بن سکتی ہیں۔ اس میں اکثر وہ احادیث درج ہیں جو معاشرتی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں، چنانچہ یہ کتاب علماء، طلبہ اور حدیث سے شغف رکھنے والوں کے ساتھ ساتھ عام مسلمانوں کے لیے نہایت اہم ہے۔ ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے مخلص وکرم فرما دوست کا تذکرہ نہ کروں اور ان کی خدمت میں امتنان وتشکر پیش نہ کروں جو نہایت ہی قابل مبارک باد ہے مولانا مفتی عبدالرحیم فلاحی نائب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوامہاراشٹر اور مولانا حذیفہ وستانوی معتمد جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوامہاراشٹر جن کی توجہ اور انتھک کاشوں سے اس پروگرام کا موقع میسر آیا اور "ساتواں ریاستی مسابقہ قرآن کریم وتعلیمی بیداری کنونشن" ہونے جارہا ہے۔ الحمدللہ اس مسابقہ وکنونش کے فیض کو دوبالا کرنے کیلئے حضرت مولانا قاری حبیب احمد باندوی مہتمم جامعہ عربیہ ہتھورا باندہ اور حضرت مولانا قاری رشید احمد اجمیری شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ راندیر گجرات، حضرت مولانا حنیف لوہاروی شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ کھروڈ بھروچ گجرات، حضرت مولانا بدرالدین اجمل قاسمی (ایم پی) قابل ذکر ہیں۔ اللہ رب العزت ملت وانسانیت کے لئے اس کنونشن کو سنگ میل کا پتھر ثابت کرے اور نونہالان ملت اور بہی خواہان امت کے لئے مشعل راہ بنائے۔

مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
بانی ومہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ، سپول بہار
۶؍صفر المظفر ۱۴۳۳ھ مطابق یکم؍جنوری ۲۰۱۲ء

حفظ اربعین گراں قدر تحفہ

اہل علم سے یہ پوشیدہ ومخفی نہیں ہے کہ قرآن وحدیث یہی دو اساسی وبنیادی مصادر ہیں شریعت اسلامیہ کے، اور دونوں وحی ہیں، جن کو اصطلاح میں وحی متلو اور وحی غیر متلو کہا جاتا ہے، قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالی نے لیا ہے، اور اس زمرہ میں وحی غیر متلو حدیث پاک کے حفاظت کا وعدہ پر مضمر ہے۔

علماء محدثین اور جرح وتعدیل کے ماہرین نے حدیث پاک کی حفاظت وصیانت میں ہر زمانہ میں بڑی وقیع اور گراں قدر خدمات انجام دی ہیں، کوئی صدی اور کوئی علمی دور اس سے خالی نہیں ہے، اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس بلیغ قول **عن ابی الدرداء رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حفظ على امتى اربعين حديثا فى أمر دينه يعثه الله ففيها و كنت له يوم القيامة شافعا و شهيدا،** کے ذریعہ حافظین حدیث کے لیے بشارتیں بھی سنائی ہے۔

زیرِ نظر جامع ترین رسالہ جسے درالعلوم ہدایت الاسلام عالی پور کے شیخ الحدیث اور فن حدیث پر غایت درجہ کی تحقیقی نظر رکھنے والے اور محدثِ گجرات علامہ مفتی عبداللہ صاحب مظاہری حفظہ اللہ کے مؤقر ادارہ کے خوشہ چین اور تربیت یافتہ اور جامعہ کے قابل صد تکریم مؤفق استاذِ حدیث وتفسیر مدیر مسابقات حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی کے شاگردِ رشید حضرت مولانا مجتبی صاحب رویدروی نے اخلاقیات پر مشتمل ۴۰۔ احادیث کو بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے مرتب کیا ہے، جس میں قابلِ قدر بڑا مضبوط مقدمہ شامل ہے، الفاظِ حدیث پر بڑی مہارت اور باریک بینی کے ساتھ اعراب بھی لگائے گئے ہیں، ہر حدیث کے مفردات اور فقہ اللغہ پر بھی جامع تحقیقی قلم کاری کی گئی ہے، فقہ الحدیث کے نام سے محدثین کے اقول کے روشنی میں طالبین حدیث کو افادہ سے بھی نوازا گیا ہے،

ساتھ ہی اکثر احادیث کے شانِ ورود پر بھی روحانی کلام کیا ہے، اسی کے ساتھ ہر حدیث کے راوی پر مختصر و جامع کلام موجود ہے۔ مزید یہ کہ ہر چیز کو براہین و دلائل کے ساتھ منضبط کیا گیا ہے، یقیناً یہ ماہر اور قادر الکلام فرد کا ہی کام ہوسکتا ہے، مرتب کتاب حفظہ اللہ نے اپنے خاندان اور غیر خاندان کے ماہرین فن بزرگ علماء سے اکتساب کیا ہے۔

اب جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم کے روحِ رواں و بانی خادم کتاب و سنت خلیفہ حضرت علامہ باندویؒ حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی صاحب نے کل ہند مسابقات میں فرعِ حدیث کے لیے اس کتاب کو منتخب کیا ہے، اللہ تعالی خوب قبول فرمائے، اور حضرت دامت برکاتہم کو دارین میں تمام طالبین حدیث کی جانب سے بہترین بدلہ عنایت فرمائے۔ احقر نے پوری کتاب کا احاطہ کیا گرچہ اس کی ضرورت نہ تھی لیکن گرامی قدر حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب فلاحی نے محبتاً بندہ کو اس سعادت کے لیے مکلّف کیا، بہر حال ایسی سعادتیں ہر کسی کا مقدر نہیں ہوا کرتی، اللہ تعالی کتاب کو خوب قبول فرمائے اور مؤلف کتاب کو مزید اس طرح کی علمی کاوشیں منظرِ عام پر لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس قیمتی ''مجموعہ'' کو جامعۃ القاسم دار العلوم الاسلامیہ میں فروری ۲۰۱۲ء میں دو روزہ مسابقات و تعلیمی بیداری کنونشن کی مناسبت سے مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی (بانی و مہتمم جامعہ ہذا) شائع کررہے ہیں۔ میری دلی تمنا ہے کہ خدا ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور مسابقات و تعلیمی بیداری کنونشن کو مکمل کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرے۔ آمین

والسلام

عبد الرحمٰن الملی الندوی

خادم تدریس جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، مہاراشٹر

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لمن یوفق عبادہ الیٰ خدمۃ امۃ سید الانام، والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد عالی المقام، وعلیٰ الہ وصحبہ الذین لھم التشرف بمثل الصیام والقیام۔

مالک کا کس قدر لطف وکرم ہے کہ اس نے امت محمدیہ کو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے صدقے بے حدوحساب ثواب حاصل کرنے کیلئے متعدد آسان نسخے عنایت فرمائے کہ ذرا سی محنت پر دسیوں سال کی محنت ومجاہدہ پر ملنے والے ثواب کے مانند اجر وثواب عطا کرنے کا وعدہ فرمایا، کہیں یہ کہ بازار سے گزرتے ہوئے چوتھا کلمہ پڑھنے پر دس لاکھ نیکیاں [1] تو کہیں فجر سے اشراق تک جائے نماز پر ذکر وعبادت میں لگے رہنے اور چہار گانہ ادا کرنے پر مقبول حج وعمرہ کا ثواب،[2] تو کسی جگہ یہ کہ جمعہ کے دن مشہور چھ سنتوں کے اہتمام کے ساتھ نماز جمعہ کیلئے مسجد کی حاضری پر گھر سے مسجد تک اٹھنے والے ہر ہر قدم کے عوض اتنے ہی سالوں کی مقبول نفلی نماز وروزہ رکھنے کے ثواب کا وعدہ فرمایا [3] اور کہیں یہ بتایا کہ وضو کے بعد دعا پڑھنے پر جنت کے آٹھوں دروازے استقبال کے لئے کھل جاتے ہیں،[4] تو کہیں یہ بتایا کہ نماز میں امام کے ساتھ آمین کہنے پر مغفرت کی جاوے گی[5]، اسی وعدۂ اجر وثواب کے سلسلہ کی ایک کڑی چالیس احادیث امت تک پہنچانے پر گراں قدر اجر وثواب کی بشارت ہے جو مشکوٰۃ نبوت کی لسان مبارک سے سنائی گئی (جیسا کہ آئندہ آرہا ہے) علماء امت نے اس اجر وثواب کے حصول

---

[1] ترمذی: باب ما یقول اذا دخل فی السوق ج۲/ص۱۸۱/رقم الحدیث ۳۴۲۹، ابن ماجہ: باب الاسواق ودخولہ ص۱۶۱/رقم الحدیث ۲۲۳۵ [2] ترمذی: باب ما ذکر من ما یستحب من الجلوس فی المسجد بعد صلوٰۃ الصبح حتی تطلع الشمس ج۱/ص۱۳۰، رقم الحدیث ۵۸۶۔ [3] ابوداؤد: باب فی الغسل یوم الجمعۃ ص۵۰/رقم الحدیث ۳۴۵، ترمذی: باب فی فضل الغسل یوم الجمعۃ ص۱۱۱/ج۱/رقم الحدیث ۴۹۶، نسائی: باب فضل غسل یوم الجمعۃ ج۱/ص۲۰۵/رقم الحدیث ۱۳۸۵، ابن ماجہ: باب ما جاء فی الغسل یوم الجمعۃ ص۷۶/رقم الحدیث ۱۰۸۷۔ [4] مسلم: باب ذکر المستحب عقب الوضوء ج۱/ص۱۲۲/رقم الحدیث ۵۵۳، ترمذی: باب فی ما یقال بعد الوضوء ص۱۸/ج۱/رقم الحدیث ۵۵۔ [5] بخاری: دعوات باب فی التأمین ج۲/ص۹۴۷/رقم الحدیث ۶۱۵۵

کے لئے بیشمار اربعینات مرتب فرمائی ہیں، بندۂ ناچیز نے بھی حدیث پاک کا امتثال اور اکابر کی اتباع کو مدنظر رکھتے ہوئے زیرِ نظر کتابچہ (چہل حدیث) ترتیب دیا ہے، جو درحقیقت ''دارالعلوم ہدایت الاسلام'' ہی میں روزانہ قبل العصر منعقد ہونے والے طلبہ کے تربیتی حلقوں کے لئے مرتب کیا تھا، لیکن رفقاء کے اصرار پر اس کو عام کتابی شکل دے دی گئی، ایسا کرنے میں بندے کے پیشِ نظر ایک اور فائدہ یہ بھی ملحوظ رہا کہ سال کے آخر میں جلسۂ دستار بندی کے موقع پر دورۂ حدیث کے طلبہ کو عالمیت کی شہادت، جملہ اساتذہ کی توقیعات (دستخط) کے ساتھ تقسیم ہوتی ہے، اس سلسلہ میں بندہ کا تدریس کے پہلے ہی سال سے یہ اہتمام رہا کہ دستخط کرنے سے قبل ہر طالب علم سے چالیس احادیث اہتمام کے ساتھ زبانی سنتا ہے، تاکہ اس بہانے انہیں اتنی حدیثیں بھی یاد ہو جائیں اور یہ عالمیت کی شہادت فرمانِ رسول ''فقیھاً'' کے ظاہر کے مطابق ہو جائے، ...... مگر چونکہ طلبہ اپنے اپنے ذوق کے مطابق چالیس احادیث کیف ما اتفق یاد کر کے لے آتے ہیں، لہذا مناسب معلوم ہوا کہ ضروریاتِ دین واخلاقیات پر مشتمل ایسی چالیس احادیث کی نشان دہی کر دی جائے، جو مختصر ہونے کے ساتھ متداول کتب حدیث (صحاح ستہ، شعب الایمان وغیرہ) کی ہوں، تاکہ دورۂ حدیث کے طلبہ پورے اعتماد کے ساتھ بآسانی سنا سکے۔

بندہ نے اس رسالہ میں بطور خاص ان امور کو مدِّ نظر رکھا ہے۔

(۱) حوالہ جات میں کتب ستہ اور مشکوٰۃ کے صفحات کے لئے ہندوستانی نسخوں کا اعتبار کیا ہے۔

(۲) چالیس احادیث کا انتخاب کرنے کے بعد اس کی ترتیب میں حتی الامکان مناسبت وربط کا لحاظ کیا گیا ہے، تاکہ حفظ میں آسانی ہو۔

(۳) حدیث پاک کے ترجمہ کے ذیل میں بہت سی جگہوں پر بین القوسین مختصر ضروری شرح نقل کر دی ہے، تاکہ فہم حدیث میں دشواری نہ ہو۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے لطف وکرم سے قبول فرما کر دارین میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

امتنان وتشکر

حدیث پاک ''من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ'' کے پیشِ نظر بندہ کا فریضہ بنتا ہے کہ ان سارے حضرات کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کروں، جن کی قابلِ رشک حوصلہ افزائی اور مخلصانہ تعاون ہی درحقیقت اس رسالہ کو منظرِ عام پر لانے کا ذریعہ بنا، جن میں سرفہرست اپنے ہر دو اخوالِ محترم، مربیان مکرم، استاذان معظم، حضرت اقدس مفتی عبداللہ صاحب دامت برکاتہم (بانی ومہتمم وشیخ الحدیث جامعہ مظہر سعادت، ہانسوٹ) اور مفسرِ قرآن حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی مدظلہ العالی (نائب شیخ الحدیث واستاذ تفسیر جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا) مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی (بانی ومہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ، سپول بہار) ہیں، میں ان کا تہہ دل سے ممنون ومشکور ہوں، جنہوں نے اپنی گوناگوں مشغولیات کے باوجود بندہ کے اس رسالہ پر اپنی گراں قدر تقریظات بمنزلۂ جواہرات تحریر فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان افراد ساز، ماہرین فن، تجربہ کار حضرات کے احسانات کا بندۂ ممنون جس قدر اظہار کرے، کم ہے، مگر اختصار کے پیشِ نظر عنانِ قلم کو روک دینا پڑا، حق جل مجدہ اپنی شایانِ شان ان حضرات کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین

اسی طرح میں حضرت مولانا رضی عالم صاحب استاذ حدیث وتفسیر دار العلوم ہدایت الاسلام اور حضرت مولانا یحییٰ صاحب استاذ حدیث دارالعلوم ہذا کا شکرگزار ہوں کہ سابقہ روایت کے مطابق انہوں نے پورے خلوص اور ہم دردی کے ساتھ سال کے اخیر میں تکمیل اسباق کی مصروفیات کے باوجود وقت کی کافی قربانی دی، اور مراجعت کتب میں کافی مدد فرمائی، ایسے ہی حضرت مولانا وقاری ذاکر صاحب ایلولوی اور مولانا محمد شمیم اختر صاحب کا بھی شکرگزار ہوں کہ جنہوں نے مقابلہ اور کمپوزنگ میں بہت ہی جاں فشانی کا ثبوت دیا، نیز بڑی ناسپاسی ہوگی اگر عزیزم مولوی سفیان عالی پوری سلّمہٗ کا شکریہ ادا نہ کیا جائے کہ جنہوں نے دوران تعلیم وقت فارغ کر کے اس بیش بہا قیمتی ذخیرہ کو جمع کرنے میں ہاتھ بٹایا، اللہ تعالیٰ سبھی حضرات کو دارین کی خوشیاں نصیب فرمائے، اور بندہ وجملہ احباب ومتعلقین کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین

......﴿ باب اوّل ﴾......

مقدمۂ چھل حدیث

یعنی چہل حدیث سے متعلق ضروری مباحث

﴿۱﴾ چہل حدیث کی فضیلت

عن ابی الدرداء رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من حفظ علیٰ أُمتی أربعین حدیثاً فی أمر دینھا بعثہ اللّٰہ فقیھاً وکنت لہ یوم القیامۃ شافعاً وشھیداً.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جوشخص میری امت کو دین داری سے متعلق چالیس احادیث پہنچائے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو علماء وفقہاء کی جماعت میں اٹھائیں گے (جب ہر کوئی نفسی نفسی کے عالم میں ہوگا، اس وقت) میں اس کے لئے (جہنم سے نجات اور جنت میں داخلے کی) سفارش کرونگا، نیز اس کے حق میں (ایمان کی) گواہی دونگا۔[۱]

﴿۲﴾ حدیثِ اربعین سے حاصل ہونے والے فوائد

اس حدیث مبارک سے غور وفکر کے بعد حسب ذیل فوائد بخوبی حاصل ہوتے ہیں۔

۱- علماء کی جماعت میں اسکو شامل کیا جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ علماء جس طرح لوگوں کو دین داری پر ابھارنے اور آمادہ کرنے کا ثواب پائیں گے، اسی طرح اسے بھی ثواب عطا کیا جائے گا۔

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ج ۱/ص ۳۶/ کتاب العلم الفصل الثالث، رقم الحدیث ۲۵۸ شعب الایمان ج/۲/ص ۲۷۰/ تا ص ۲۷۱/ رقم الحدیث ۱۷۲۶ تا ۱۷۲۷، باب فی طلب العلم، فصل فی فضل العلم وشرفہ

۲- اس کے لئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی گواہی دیں گے۔

۳- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ......اس کے حق میں دخول جنت اور جہنم سے دور کئے جانے کی سفارش فرمائیں گے۔

۴- حسب صلاحیت امت تک احادیثِ پاک کا پیغام پہنچاتے رہنا چاہئے، بالفاظِ دیگر محدث کی ذمہ داریوں میں سے یہ بھی ہے کہ امت کو احادیث پہنچا کر سیراب کرتا رہے۔

۵- امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ مختصر عمل پر **عمل قلیلا واجر کثیرا** (عمل کم نفع زیادہ) کا مصداق بن جاتی ہے، جیسے یہاں چالیس احادیث کے حفظ پر فقیہ کی سند عطا کی گئی۔

۶- بروز قیامت ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شفاعت اور شہادت والے دونوں وصف بہت ہی زیادہ نمایاں نظر آئیں گے، کہیں کسی کی سفارش کر رہے ہوں گے، تو کہیں کسی کے عمل کے متعلق گواہی دے رہے ہوں گے، منجملہ ان کے چہل حدیث کے حفظ کرنے والے کے لئے سفارش اور گواہی دے رہے ہوں گے۔

۷- **شھیداً** کا مطلب ایمان کی گواہی دینا ہے، معلوم ہوا کہ جو بھی احادیث کا اشتغال رکھتا ہے، انشاء اللہ اس کو خاتمہ بالخیر نصیب ہوگا، اور کیوں نہ ہو! حدیث پاک میں **نضر اللّٰہ امرأ** وارد ہوا ہے جس میں دنیا وآخرت ہر دو کی تازگی کی بشارت ہے، اور آخرت کی تازگی میں خادم الحدیث کا ایمان کے ساتھ اٹھایا جانا بھی شامل ہے۔

﴿۳﴾ تشریح حدیث

(۱) **مَنْ حَفِظَ**: یہاں حفظ سے مراد احادیث کی نقل واشاعت ہے، تاکہ عام مسلمانوں کو فائدہ پہونچے، خواہ خود نقل کرنے والے کو زبانی (حفظ) یاد نہ ہو۔ **اَیْ نَقَلَ وَاِنْ لَمْ یَحْفَظِ اللَّفْظَ وَلَمْ یَعْرِفِ الْمَعْنیٰ اِذْ بِہٖ یَحْصُلُ انْتِفَاعُ الْمُسْلِمِیْنَ**

بِخَلَافِ حِفْظِ مَا لَمْ يَنْقُلْ إِلَيْهِمْ ۔

(۲) عَلٰى أُمَّتِي : یہاں علیٰ لام کے معنی میں ہے، **لاجلها ای شفقةً عليه۔ علیٰ۔ بمعنیٰ اللام۔**[1]

(۳) أَرْبَعِينَ حَدِيثاً: حدیث بالا میں چالیس کے عدد کی تخصیص فرمانے کی دو حکمتیں سمجھ میں آتی ہیں:

۱- اس چالیس کے عدد میں اللہ تعالیٰ نے انقلابی تاثیر رکھی ہے جیسا کہ آئندہ ''چلہ کی تاثیر'' کے ذیل میں بخوبی سمجھ میں آجائے گا، تو یہ امید کرتے ہوئے کہ ان احادیث کے ذریعہ امت میں خاطر خواہ انقلاب پیدا ہوگا، چالیس کے عدد کی تخصیص فرمائی، اور کیوں نہ ہو! ''**فی امر دینها**'' میں **دینها** کے مطلب کے مطابق جب اس حدیث میں معاشرہ کے بگاڑ کو دور کرنے والی احادیث کا مطالبہ ہے، تو ضرور یہاں اس بات کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہوگا جس سے اس طرح کے انقلاب میں مدد ملتی ہو، اسی میں سے ایک عدد اربعین ہے۔

۲- دوسری حکمت علامہ عبدالرؤف المناوی نے نکتہ بعد الوقوع کے طور پر یہ بیان فرمائی ہے کہ زکوۃ میں پورے مال سے چالیسواں حصہ نکال دینے پر باقی انتالیس حصص سالم محفوظ ہو جاتے ہیں، تو یہاں بھی چالیس احادیث میں سے ایک حدیث پر عمل کرنے سے انشاء اللہ بقیہ احادیث بھی حکماً معمول بہ بن جائے گی۔ علامہ ابن دقیق العیدؒ نے اس پر مزید یہ فرمایا کہ حضرت بشر حافیؒ فرمایا کرتے تھے، اے محدثین کی جماعت! ہر چالیس احادیث میں سے کم از کم ایک حدیث پر عمل کرنے کو لازم پکڑو، **یا اهل الحديث اعملوا من كل اربعين حديثاً بحديثٍ** .[2]

(۴) فِي أَمْرِ دِيْنِهَا:- ویسے تو تمام ہی احادیث کے مضامین دینی ہوتے ہیں، پھر بھی یہ کہنا کہ ''امت کے دین سے متعلق احادیث'' اس سے تو یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ بعض احادیث دینی ہیں اور بعض میں کچھ اور ہیں، حالانکہ ایسی بات نہیں، لہذا احادیث

---

[1] شرح ابن دقیق العیدص ۲۰/ [2] فیض القدیر ج ۶/ ص ۱۵۴/، شرح ابن دقیق العید علی الاربعین ص ۲۱/

کے اس جملہ کا مطلب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہر زمانہ میں جو دینی بگاڑ پیدا ہوا ہو خاص اس سے متعلق چالیس احادیث پہنچائی جائے، اس کی تائید حدیث کے اس متن سے ہوتی ہے جسکو علامہ خطیب بغدادیؒ نے ''شرف اصحاب الحدیث'' میں صفحہ ۲۰/ پر بطریق حضرت انسؓ نقل کیا ہے، اس میں ''**من امر دينها**'' کے بجائے **مما يحتاجون اليه من الحلال والحرام** مذکور ہے۔ واللہ اعلم

﴿۴﴾ چلہ کی تاثیر

اللہ تبارک وتعالیٰ نے چالیس کے عدد میں بہت ہی خیر و برکت رکھی ہے، نصوص کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عدد میں انقلابی صفت ہے۔ جیسے؛

(۱) انسان کی پیدائش کے سلسلہ میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ جب حمل قرار پاتا ہے تو چالیس دن تک نطفہ کی صورت میں رہنے کے بعد علقہ (جما ہوا خون) میں تبدیل ہو جاتا ہے، پھر چالیس دن تک علقہ رہ کر مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) میں تبدیل ہوتا ہے، پھر چالیس دن مضغہ رہ کر اس میں روح پڑ جاتی ہے ۔[1]

(۲) حدیث میں ہے کہ **من اخلص لِلّٰه اربعين يوماً ظهرت ينابيع الحكمة من قلبه علي لسانه.** جو چالیس دن تک بطور خاص اخلاص کے ساتھ رہا اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔[2]

(۳) مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ جس مسلمان کی نماز جنازہ چالیس ایمان والے پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ میت کے حق میں ان حضرات کی سفارش قبول فرماتے ہیں۔[3]

(۴) حضرات انبیاء کو چالیس سال کی عمر میں نبوت سے نوازا جاتا تھا، چنانچہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا کئے جانے سے متعلق حدیث پاک میں رشاد ہے ''انزل

---

[1] بخاری شریف: باب خلق آدم و ذريته ج ۱/ص ۴۶۹/، رقم الحدیث ۳۲۲۲، ابوداؤد: کتاب السنة باب فی القدر ص ۶۴۸/، رقم الحدیث ۴۷۰۸، [2] جامع الصغیر مع فیض القدیر ج ۶/ ص ۴۳/، رقم الحدیث ۸۳۶۱، [3] مسلم: کتاب الجنائز باب من صلی علیه اربعون شفعوا فیه ج ۱/ ص ۳۰۸/، رقم الحدیث ۹۴۸، ابوداؤد: باب فضل الصلوٰة علی الجنائز وتشییعها ص ۴۵۲/، رقم الحدیث ۳۱۷۰۔

علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو ابن اربعین"۔ [۱]

(۵) جو شخص خالص اللہ تعالیٰ کے لئے چالیس دن تک باجماعت نماز پڑھتا ہے، اسے جہنم اور نفاق سے براءت کا پروانہ عطا کیا جائے گا۔ [۲]

مذکورہ نصوص کے مطالعہ سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ چالیس دن کے عرصہ میں صفات میں تبدیلی آجاتی ہے، اسی لئے تو حضرات صوفیاء کرام تزکیۂ نفس کیلئے چالیس دن کے ریاضات ومجاہدات کا (جس کو چلہ کہا جاتا ہے) اہتمام فرماتے ہیں۔

قرآن وحدیث میں بہت سے احوال وواقعات میں چالیس دن یا چالیس سال کی مدت کا تذکرہ ملتا ہے، مثلاً:

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام توریت لینے کے لئے کوہِ طور پر گئے تو چالیس دن کا اعتکاف فرمایا، **"فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ"** [۳]

(۲) بنی اسرائیل کے لئے انکے جرم شدید کی پاداش میں ایک مختصر قطعۂ ارضی کو چالیس سال تک وادیٔ تیہ بنادیا گیا تھا، **"فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ"**۔ [۴]

(۳) بروز قیامت فقراء ومساکین، مالداروں سے چالیس سال قبل جنت میں داخل ہوں گے۔ [۵]

(۴) حضرت ابوذرؓ کی روایت میں ہے کہ مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے مابین چالیس سال کا فاصلہ تھا **"قلت کم کان بینھما قال اربعون سنۃ"** [۶] (اس حدیث میں حضرت ابراہیم وحضرت سلیمان علیہما السلام والی تعمیر مراد نہیں ہے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام والی تعمیر مراد ہے)

(۵) نمازی کے آگے سے گزرنے کا وبال معلوم ہوجاوے تو ہر کوئی گزرنے کے

---

۱ بخاری: باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج۱/ص۵۴۳، رقم الحدیث ۳۷۱۳۔ ۲ ترمذی: باب ما جاء فی فضل التکبیرۃ الاولیٰ ج۱/ص۵۶، رقم الحدیث ۲۴۱۔ ۳ پارہ ۹/سورۂ اعراف، آیت نمبر ۱۴۲۔ ۴ پ۷، آیت ۲۶/سورۂ مائدہ۔ ۵ مسلم: کتاب الزھد ج۲/ص۴۱۰، رقم الحدیث ۲۹۷۹۔ ۶ بخاری: باب قول اللہ عز وجل واتخذ اللہ ابراھیم خلیلاً ج۱/ص۴۷۷، رقم الحدیث ۳۲۵۴۔

بجائے، چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال تک کھڑے رہنے کو پسند کرے۔ [۱]

(۶) دجال وقت مقررہ پر جب آئے گا تو چالیس دن رہیگا، اس کا ایک دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن مہینہ کے برابر، تیسرا دن ہفتے کے برابر ہوگا اور بقیہ ایام تمہارے عام دنوں کی طرح۔ [۲]

(۷) قیامت کے مشہور دو نفخے؛ نفخۂ اماتت اور نفخۂ احیاء کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔ [۳]

(۸) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے یہ فرمایا کہ قرآن پاک کی تلاوت چالیس دن میں مکمل کرو۔ [۴]

(۹) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں عام طور پر نفاس والی عورتوں کی عبادت ایام نفاس میں چالیس دن تک موقوف ہوتی تھی۔ [۵]

(۱۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دن پر بغل کے بالوں کو اکھاڑنے کی تاکید فرمائی۔ [۶]

(۱۱) حدیث میں ہے کہ شراب پینے پر چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوگی۔ [۷]

(۱۲) حضرت ابوہریرہؓ نے (نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سن کر) فرمایا زمین میں مجرمین پر حدود (شرعی سزا) نافذ کرنا، زمین والوں کیلئے چالیس رات بارش برسنے سے بہتر ہے۔ [۸]

(۱۳) حضرت عمرؓ کے زمانہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک خوبصورت عورت باجماعت

---

۱ بخاری ج۱/ص۷۳، باب اثم المار، رقم الحدیث ۵۰۴، مسلم: باب سترۃ المصلی ج۱/ص۱۹۷، رقم الحدیث ۵۰۷، مؤطا مالک: باب التشدید فی ان یمر احد بین المصلی ص۵۴، رقم الحدیث ۱۶۸) ۲ (مسلم: فی الفتن باب فی خروج الدجال ومکثہ فی الارض ج۲/ص۴۰۱، رقم الحدیث: ۲۹۴۰، ابوداؤد: ملاحم باب خروج الدجال ص۵۹۳، رقم الحدیث: ۴۳۲۱، ابن ماجہ: فتن باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم ص۲۹۶، رقم الحدیث: ۴۰۷۵۔ ۳ بخاری: باب قول اللہ یوم ینفخ فی الصور ج۲/ص۷۳۵، رقم الحدیث ۴۷۴۵۔ ۴ ترمذی: ابواب القرأۃ باب فی کم اقرأ القرآن ج۲/ص۱۲۳، رقم الحدیث: ۲۹۴۷۔ ۵ ترمذی: باب ما جاء فی کم تمکث النفساء ج۱/ص۳۵، رقم الحدیث: ۱۳۹۔ ۶ ابوداؤد شریف: باب فی اخذ الشارب ص۵۷۷، رقم الحدیث: ۴۲۰۰ ۷ ابوداؤد: باب ما جاء فی السکر ص۵۱۸، رقم الحدیث: ۳۶۸۰، ابن ماجہ: باب من شرب الخمر لم تقبل صلوٰہ ص۲۴۲، رقم الحدیث ۳۳۷۷۔ ۸ نسائی: باب الترغیب فی اقامۃ الحد ج۲/ص۲۵۷، رقم الحدیث: ۴۹۰۹

نماز پڑھا کرتی تھی، کسی نوجوان کی نظر پڑی تو عاشق ہوگیا، اس نے عورت کو ملاقات کا پیغام بھیجا، وہ بھی سمجھ گئیں کہ یہ شخص فتنے میں مبتلا ہوگیا ہے، چونکہ وہ عورت کامل الایمان تھی کہنے لگی کہ میں تجھے ملاقات کا موقع اس شرط پر دینے کو تیار ہوں کہ تم حضرت عمرؓ کے پیچھے چالیس دن تک نماز ادا کرو اور یہ اس حالت میں ہو کہ تمہاری تکبیرِ اولیٰ فوت نہ ہو، اس شخص نے اسے نہایت آسان کام سمجھتے ہوئے نماز باجماعت شروع کر دی، ابھی بارہ روز ہی گزرے تھے کہ اس میں تبدیلی آنی شروع ہوگئی، جب چالیس دن مکمل ہوگئے تو اس شخص کی کایا ہی پلٹ چکی تھی، اب اس عورت نے پیغام بھیجا کہ تم نے شرط پوری کر دی ہے تم آ کر ملاقات کر سکتے ہو، نوجوان نے جواب دیا کہ اب میری ملاقات اللہ تعالیٰ سے ہو چکی ہے تمہاری ملاقات کی ضرورت باقی نہیں رہی، چالیس دن کے چلّے کا اُس نوجوان پر یہ اثر ہوا، اس کے بعد اس عورت نے اس واقعہ کا ذکر اپنے خاوند سے کیا اور اس نے سارا واقعہ حضرت عمرؓ کو سنا دیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: **صدق اللّٰہ تعالیٰ** اللہ تعالیٰ نے بالکل سچ فرمایا "**اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ**" (بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے)۔

اور پھر نماز بھی ایسی جو امیر المؤمنین کے پیچھے ادا کی گئی ہو، سبحان اللہ! اس کا کیا ہی اثر ہوگا؟ بہرحال چالیس کے عدد کا یہ خاص اثر ہے۔[1]

﴿۵﴾ چہل حدیث کا شانِ ورود

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آدمی کے پاس کس قدر اور کتنی حدیث کا علم ہونا چاہئے؟ جس کی وجہ سے وہ فقیہ اور عالم ہو سکے، تو اسکے جواب میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے مذکورہ حدیث ارشاد فرمائی۔[2]

مگر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ آدمی ان چالیس احادیث پر بس کر لے

[1] خزینہ ص ۱۹۰ از معالم العرفان ص ۲۱۲ [2] البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث ج ۳ ص ۲۱۱۔

کیونکہ یہ تو محض ترغیب ہے، کہ اس طرح آہستہ آہستہ امور دینیہ (احادیث وقرآن) کی طرف آدمی کا میلان ہو جاوے، غالبًا اسی حقیقت کو علامہ ابوبکر آجریؒ نے سوال وجواب کی صورت میں اس طرح بیان فرمایا ہے، کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں دور دراز سے دیہات میں رہنے والے حضرات بھی کسی طرح وقت نکال کر کچھ مدت کیلئے تشریف لاتے، اور اسلام قبول کرنے کے بعد ضروری علم حاصل کرتے، پھر جو کچھ یہاں حاصل کرتے اسے اپنے وطن پہنچ کر آیت کریمہ "**لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا**" کے مطابق آبادی کے لوگوں کو سکھلاتے، غرض اس مختصر وقت میں کما حقہ ضروریات دین سے یہ حضرات آراستہ ہو جائے اس کی اللہ کے نبی علیہ الصلاۃ والسلام بے حد فکر فرماتے تھے، اسی لئے سر دست احادیث کا یہ مختصر سا آسان نصاب ارشاد فرمایا، اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ چالیس احادیث کے علاوہ دیگر احادیث کو حاصل کرنا ضروری نہیں، اور یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کیوں کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے دوسری روایات میں احادیث کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی رغبت دلائی ہے، مثلاً **نضّر اللّٰہ امرأً سمع مقالتی** الخ[1] (یہ حدیث تیرہ صحابہ سے منقول ہے)

﴿۶﴾ تخریج حدیث

یہ حدیث متعدد صحابہ سے مروی ہے، تقریباً ہر ایک کا متن بھی جداگانہ ہے جسکی قدرے تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم "مَنْ حَمَلَ مِنْ اُمَّتِی اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثاً لَقِیَ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَقِیْھاً عَالِماً"۔

(۲) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم "مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِی اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثاً مِنَ السُّنَّۃِ حَتّٰی یُؤَدِّیَھَا اِلَیْھِمْ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعاً اَوْ شَھِیْداً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ"۔

[1] الاربعین للآجری ص ۶۸

(۳) عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم "من حفظ علی أمتی أربعين حديثا فيما ينفعهم فی أمر دينهم بعثه الله يوم القيامة" يعنی فقيهاعالما ۔

(۴) عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم "من حفظ علی أمتی أربعين حديثا من السنة كنت له شفيعا يوم القيامة" ۔

(۵) عن معاذبن جبلؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم "من تعلم أربعين حديثا من أمر دينه بعثه الله فی زمرة الفقهاء والعلماء" ۔

(۶) عن عبد اللهؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: مَن حفظ علی أمتی أربعين حديثا ينفعهم الله بها قيل له: ادخل من أی ابواب الجنة شئت ۔ [1]

اس حدیث کو روایت کرنے والے صحابہ کرام کی تعداد چودہ کے قریب ہے (۱) حضرت علیؓ (۲) ابن مسعودؓ (۳) ابن عباسؓ (۴) ابن عمرؓ (۵) حضرت انسؓ (۶) ابوسعید خدریؓ (۷) حضرت ابو ہریرہؓ (۸) معاذ بن جبلؓ (۹) عبد اللہ بن عمرو بن العاص (۱۰) ابودرداءؓ (۱۱) ابوامامہؓ (۱۲) جابر بن سمرۃؓ (۱۳) بریدۃؓ (۱۴) سلمانؓ۔ جن میں سے تیرہ (۱۳) کو ابن جوزیؒ نے اپنی "العلل المتناهية" میں وجہ ضعف کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (اللامع ج ۱/ص ۴۸) قال ابن حجر حديث من حفظ ورد فی رواية ثلاثة عشر صحابيا.

خرجها ابن الجوزی فی العلل وبين ضعفها كلها (فيض القدير ص ۱۵۴/ ج ۶/) اور حافظ ابن عبد البرؒ نے کل پانچ صحابہ سے اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔ [2]

دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ مثلاً:

---

[1] شرف اصحاب الحديث للبغدادی ص/۲۰، جامع بیان العلم وفضلہ ص/۴۲ [2] جامع بیان العلم وفضلہ ص/۴۲۔

حدیث ابن عباس اور حدیث ابو ہریرہ کو ابن عدیؒ نے الکامل (ج ۱/ص ۳۲۴) میں، نیز ابن عبد البرؒ نے اپنی جامع بیان العلم (ص/۲۸) میں بھی اسکو ذکر کیا ہے۔ [1]

﴿۷﴾ حدیث کا مرتبہ

محدثانہ اصول وضوابط کے مطابق اس حدیث کے درجے کے بارے میں علماء کے اقوال مختلف ہیں، ہاں اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث بالکلیہ صحیح نہیں ہے، نیز یہ بھی طے ہے کہ موضوع بھی نہیں ہے، بلکہ مذکورہ دونوں درجات کے درمیان درجۂ ضعف میں داخل ہے، اجلۂ علماء حدیث نے اس کے متعلق مختلف انداز سے اظہار خیال فرمایا ہے:

(۱) امام نوویؒ فرماتے ہیں: بہت سے طرق سے منقول ہونے کے باوجود یہ حدیث ضعیف ہے۔ [2]

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی اسانید کو ایک جگہ اکٹھا کیا (ایک جزء میں جمع کیا) مگر اس کی ہر سند میں اصول وضوابط کے پیش نظر قابل جرح عیب نظر آیا، [3] قال ابن حجر وافرده المنذری بجزء ولخصت القول فی الاملاء ثم جمعت طرقه فی جزء ليس فيها طريق تسلم من علة قادحة. [4]

ایسے ہی ابن حجرؒ نے اپنی تخریج مشکوٰۃ میں یہ فرمایا ہے متن مشهور بين الناس وليس له اسناد صحيح ۔ [5]

(۳) علامہ منذریؒ نے بھی اس حدیث پر ایک جزء مرتب کیا ہے، ان کا بھی یہی تبصرہ ہے کہ اس حدیث کا کوئی ایک طریق بھی قابل حجت نہیں ہے۔ [6]

(۴) امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث لوگوں کے درمیان مشہور تو ہے مگر اس کی کوئی بھی سند صحیح نہیں۔ [7]

(۵) علامہ صلاح الدین علائیؒ یہ فرماتے ہیں کہ اسحاق بن نجیح الملطیؒ اس

---

[1] ماخوذ از کتاب الاربعین حدیثاً لابی بکر الآجری ص/۶۵۔ [2] نووی ص/۵۔ [3] مقدمہ دار قطنی ص/۱۸۔ [4] فیض القدیر ج ۶/ص ۱۵۴۔
[5] هداية الرواة ج ۶/ص ۱۶۸۔ [6] البدر المنير ج ۷/ص ۲۷۸۔ [7] بیہقی فی شعب الایمان ج ۲/، رقم الحدیث ۱۷۲۷/، مقدمہ دار قطنی ص/۱۸

روایت میں منفرد ہیں، جب کہ ان کے بارے میں امام احمدؒ اور یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ وہ کذاب ہے، اور ابن عدیؒ نے یہ بتایا ہے کہ وہ وضاع ہے، صالحؒ یہ فرماتے ہیں "**ھذا الحدیث باطل**"۔

(۶) ابن عبد البرؒ نے حدیث انسؓ کے تحت یہ فرمایا 'قال ابوعمر: **علی بن یعقوب بن سوید ینسبونہ الی الکذب ووضع الحدیث واسناد ھذا الحدیث کلہ ضعیف**"۔ یعنی جملہ اسانید ضعیف ہے اور اسکے ایک راوی پر کذب اور وضعِ حدیث کا الزام ہے۔[۱]

(۷) ابن دقیق العیدؒ کا بیان ہے "**لایخلو طریق من طرق ھذ الحدیث من ان یکون فیہ مجھول او مشھور بالضعف**" اس حدیث کا کوئی طریق بھی ایسا نہیں ہے جس میں راویٔ مجہول یا ضعف میں شہرت یافتہ کوئی راوی نہ ہو۔[۲]

امام نوویؒ نے اپنے مقدمہ میں یہ فرمایا ہے کہ اصحاب علم حدیث کا اس حدیث کے متعلق یہ فیصلہ ہے کہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہونے کے باوجود ضعیف ہے، البتہ اپنے اسلافِ اعلام کی اقتداء کرتے ہوئے میں نے چہل حدیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا، اور کیوں نہ ہو! فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی اجازت وگنجائش ہے۔

مگر اس اربعین کو مرتب کرنے کیلئے میرے نزدیک فقط یہی حدیث باعث نہیں ہے، بلکہ '**لیبلغ الشاھد الغائب**"[۳] اور ایسے ہی '**نضّر اللّٰہ**"[۴] جیسی احادیث ملحوظ ہے اور اسی پر میرا اعتماد ہے۔[۵] یہی وجہ ہے کہ ابن حجرؒ جیسے محدث نے حدیث کے ضعیف ہونے کے باوجود متعدد اربعینات مرتب فرمائی، جس میں سے ایک "**الاربعین الادبیۃ**" ہے جو فقط عدل وانصاف کے مضمون کی چالیس احادیث پر مشتمل ہے، اسے مرتب فرما کر اپنے وقت کے فرماں روا سلطان سلیم اللہ خاں کو ہدیہ فرمایا۔[۶]

---

[۱] جامع بیان العلم وفضلہ ص/۴۳۔ [۲] شرح ابن دقیق العید ص/۲۱۔ [۳] بخاری ص/۱۶ رقم الحدیث ۶۸، مسلم کتاب القسامۃ ص/۶۰ ج/۲، ابن ماجہ ص/۲۱ عن ابی ہریرۃ۔ [۴] ابن ماجہ ص/۲۱، ابوداؤد باب فضل نشر العلم ص/۵۱۵، ترمذی شریف ص/۹۴ **باب الحث علی تبلیغ السماع**، مسند احمد، دارمی عن زید بن ثابت۔ [۵] **الاربعین للنووی** ص/۶۔ [۶] اللامع ص/۴۸

﴿۸﴾ حدیث ضعیف اور اس کا حکم

جس حدیث میں صحیح اور حسن کی شرط نہ ہو یعنی روایت میں کوئی انقطاع یا شذوذ یا علت ہو یا راوی میں عدالت کا فقدان یا عدمِ ضبط کا عیب ہو تو وہ حدیث ضعیف کہلاتی ہے۔

اصول حدیث کی کتابوں میں حدیث ضعیف کی ۴۲/ سے لے کر ۱۲۹/ تک اقسام کا ذکر ملتا ہے، اور حدیث موضوع بھی ضعیف کے تحت ہی داخل ہے۔

حکمِ روایت: حضرات محدثین فرماتے ہیں کہ حدیث موضوع کو تو وضع کی تصریح کے بعد ہی نقل کر سکتے ہیں، اور ضعیف کی بقیہ اقسام کو ضعف کی صراحت کے بغیر بھی بیان کر سکتے ہیں، بشرطیکہ حدیث ضعیف کو سند کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہو، اور اگر اسے سند کے بغیر بیان کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ '**قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم**' جیسے وہ کلمات جس سے بالیقین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد معلوم ہوتا ہو، وہ استعمال نہ کرے، بلکہ احتیاطی لفظ استعمال کرتے ہوئے یہ کہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے' یا "آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پہنچی ہے'۔

حکم برائے عمل: عقائد اور حلال وحرام میں حدیث ضعیف قابل استدلال نہیں، ہاں فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب میں اس پر عمل کیا جا سکتا ہے، مگر علماء محققین نے اس کے لئے بھی تین شرطیں ذکر فرمائی ہیں۔

(۱) ضعف شدید نہ ہو (یعنی) راوی کذاب یا متہم بالکذب یا بہت زیادہ غلطی کرنے والا نہ ہو۔

(۲) حدیث کسی شرعی قاعدہ کلیہ کے تحت آتی ہو، اس سے خارج نہ ہو۔

(۳) مضمون حدیث پر عمل کرتے ہوئے اسکے سو فیصد ثابت ہونے کا یقین نہ رکھے۔

﴿۹﴾ ملاحظہ

یہ قاعدہ مشہور ہے کہ تعددطرق کی وجہ سے جس طرح حدیث حسن، صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے، ایسے ہی حدیث ضعیف، حسن لغیرہ بن جاتی ہے، مگر یہ قاعدہ علی الاطلاق نہیں ہے، بلکہ یہ قول اس حدیث ضعیف کے بارے میں ہے جس کا ضعف، راوی کے کذب یا متہم بالکذب ہونے کے سبب نہ ہو، معلوم ہوا کہ اگر وہ ضعف، کذب راوی یا اتہام راوی کے سبب ہوتو ایسی حدیث تعددطرق کے باوجود ضعیف ہی رہے گی اور یہاں اربعین والی حدیث (**من حفظ علی امتی الخ**) میں ایسا ہی ہے، اس وجہ سے تعددطرق کے باوجود ضعیف ہی رہے گی، اسی جانب امام نوویؒ نے مقدمۂ اربعین میں اشارہ فرمایا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جب یہ حدیث ضعیف ہے اور حدیث ضعیف پرعمل نہیں کیا جاتا، جبکہ محدثین کی ایک بڑی جماعت کے یہاں قدیم زمانہ سے اربعینات کا سلسلہ جاری ہے، تو اسکا کیا جواب ہوگا؟

اسکے دو جواب ہوسکتے ہیں:

(۱) یہ حدیث فضائل سے متعلق ہے اور فضائل میں حدیث ضعیف بشرطیکہ موضوع کے درجہ کی نہ ہوتو بقول امام نوویؒ اور ملا علی قاریؒ بالاتفاق مقبول ہے، جیسا کہ ''تحقیق المقال'' میں (ص۱۰۶، ۱۰۷) نقل کیا گیا ہے، اور ضعفِ شدید والی حدیثِ ضعیف، باب فضائل میں بھی قابل عمل نہیں ہے، اس میں ضعفِ شدید سے مراد حدیث کا موضوع ہونا ہے۔ جیسا کہ علماء محققین کی حسبِ ذیل تصریحات اس پر دلالت کرتی ہے۔

﴿۱﴾ وقال فی **"التقريب فی شرح التدريب"** (ص/۱۹۶) **يجوز عند اهل الحديث التساهل فی الاسانيدالضعيفة ورواية ما سوى الموضوع من الضعيف والعمل به من غير بيان ضعفه فی غير صفات الله والاحكام انتهٰی۔**

﴿۲﴾ **وقال فی الاذكار (ص۸۰۷) قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم: يجوز ويستحب العمل فی الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف ما لم يكن موضوعا انتهیٰ۔**[1]

﴿۳﴾ **"الضعيف غير الموضوع يعمل به فی فضائل الاعمال"**[2]

اکابر نے شرائط ثلاثہ میں نمبر ایک پر جس شدت ضعف کو بیان کیا ہے اس کی تشریح سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس شرط سے حدیث موضوع کا استثناء مقصود ہے۔ چنانچہ حسب ذیل تصریح اس پر دلالت کرتی ہے۔

علامہ عبدالحیٔ لکھنویؒ نے ''ظفر الامانی'' میں اسی بحث کے تحت علامہ سیوطیؒ کی شرح تقریب سے پہلی شرط کو اس طرح نقل فرمایا ہے: **الاول عدم شدة ضعفه بحيث لا يخلو طريق من طرقه عن كذاب أو متهم بالكذب** اور علامہ سخاویؒ کی **القول البديع** کے حوالہ سے اس طرح نقل فرمایا ہے: **الاول متفق عليه وهو ان يكون الضعف غير شديد فيخرج من انفرد من الكذابين والمتهمين الخ.**[3]

مولانا لطیف الرحمٰن بہرائچی صاحب تحقیق المقال فرماتے ہیں: **قلت المراد بشدة الضعف الحديث الموضوع ۔**

حاصل کلام یہ ہے کہ اکابر نے باب فضائل میں حدیث ضعیف کو معتبر ماننے کے لئے جو شرائط ثلاثہ بیان فرمائی ہیں ان میں شرطِ اول سے مقصود حدیث موضوع کو خارج کرنا ہے، لہٰذا اس کی روشنی میں یہ کہہ سکتے ہیں ''**من حفظ**'' والی حدیث چونکہ موضوع نہیں ہے، لہٰذا اس پر عمل کرتے ہوئے اربعینات کا یہ سلسلہ بالکل بجا اور درست ہے، اس باب میں کوئی خلجان نہ ہونا چاہئے۔

فائدہ: - فضائل میں حدیث ضعیف پر عمل کرنے کا راز بقول ابن حجر ہیثمیؒ یہ ہے کہ ''ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ وہ حدیث ضعیف اگر فی نفسہٖ صحیح ہو تو گویا اس

[1] تحقيق المقال فی تخريج احاديث فضائل الاعمال ص/۱۱۰، ۱۱۱۔ [2] فتح القدیر للشوکانی [3] ظفر الامانی ص/۱۱۱، و ۱۱۶۔

کو اسکا حق مل گیا، اور فی الواقع صحیح نہ ہو تو تحلیل وتحریم والافساد اس میں نہیں پایا جاتا ہے''۔

(۲) جملہ محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ حدیث ضعیف کو جب تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو اس پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے وہ کیسی ہی ضعیف ہو؟ حتی کہ قطعیات کیلئے وہ ناسخ بھی بن سکتی ہے، جیسا کہ حدیث ''لا وصية لوارث'' کو آیت کریمہ ''كتب عليكم اذا حضر احدكم الموت الخ'' کے لئے ناسخ قرار دیا گیا ہے، گویا کہ اس صورت میں ضعیف حدیث احکام ومسائل میں بھی قابل حجت ہو جاتی ہے، چنانچہ شیخ الاسلام علامہ تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے درس ترمذی (ص۸۵/ج۱) میں قاعدہ نمبر سات کے تحت اس کو مفصل بیان کیا ہے، اسی طرح علامہ عبدالحئی لکھنویؒ نے ''الاجوبة الفاضلة للاسئلة العشرة الكاملة'' میں ابن حجرؒ اور علامہ سخاویؒ سے نقل فرمایا ہے:

وقال الحافظ ابن حجرؒ فی الافصاح علی نكت ابن الصلاح ''ومن جملة صفات القبول التی لم يتعرّض لها شيخنا يعنی الحافظ العراقیؒ - ان يتفق العلماء علی العمل بمدلول حديث فانه يقبل حتی يجب العمل به، وقد صرح بذلک جماعة من ائمة الاصول''۔

وقال الحافظ السخاوی فی فتح المغيث بشرح ألفية الحديث (ص ۱۲۰ - ۱۲۱) وكذا اذا تلقت الامةُ الضعيفَ بالقبول يعمل به علی الصحيح، حتی انه ينزل منزلة المتواتر فی انه ينسخ المقطوع به۔ [1]

ان نصوص کی روشنی میں جب یہ ثابت ہوا کہ تلقی بالقبول والی حدیثِ ضعیف، باب احکام میں حجت ہے، اور چونکہ یہ حدیث ''من حفظ علی امتی'' تقریباً اسی قبیل سے ہے، لہذا فضائل میں بطریقِ اولیٰ اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

[1] الاجوبة الفاضلة للاسئلة العشرة الكاملة ص۲۳۱/و۲۳۲۔

﴿۱۰﴾ تالیفات چہل حدیث

حضرات اکابر نے چہل حدیث سے متعلق مذکورہ فضیلت کے پیشِ نظر بے شمار کتابیں لکھی ہیں، البتہ بقول امام نوویؒ چہل حدیث پر سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے کتابچہ مرتب فرمایا، پھر عالم ربانی محمد بن اسلم طوسیؒ نے، ان کے بعد حسن بن سفیان نسائیؒ اور ابوبکر آجریؒ وغیرہ نے، اسکے بعد یہ سلسلہ چل پڑا، اور اس موضوع پر بیشمار کتابیں لکھی گئی۔ [1]

چنانچہ حاجی خلیفہؒ نے کشف الظنون (ج۱/ کے ص۵۲/ تا ۶۲) پر کل ۶۷ اربعینات شمار فرمائی ہے، اور علامہ کتانیؒ نے ۲۶/شمار کرائی ہے، اس وقت بندے کے مطالعہ میں محدود ذخیرۂ احادیث کے باوجود اس موضوع پر متقدمین ومتاخرین کی کل ۱۴/ اربعینات موجود ہیں، جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) كتاب الأربعين حديثا للامام أبی بكر محمد بن الحسين الآجری المتوفیٰ ۳۶۰ھ محققه بدر بن عبيد الله البدر معه كتاب الأربعين من مسانيد المشايخ العشرين عن الاصحاب الأربعين للامام أبی سعد عبد الله بن عمر القشيری المتوفیٰ ۶۰۰ھ (۲) أربعون حديثا من مسند بريد بن عبد الله بن ابی برده عن جده عن ابی موسیٰ لأبی الحسن الدار قطنی المتوفی ۳۸۵ھ محققه محمد بن كريم (۳) الامتاع بالاربعين المتباينة السماع للعسقلانی معه الاسئلة والأجوبة للعسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ محققه محمد حسن الشافعی (۴) الاربعون الابدال العوالی لابی القاسم علی بن الحسن ابن عساكر الدمشقی المتوفی ۵۷۱ھ (۵) كتاب الأربعين حديثا (لاربعين من أربعين عن أربعين) مؤلفه

[1] الاربعین للنووی ص۶/

صدر الدين ابى على الحسن بن محمد البكرى المتوفى ٦٥٦ھ، محققه محمد محفوظ(٦)متن الأربعين النووية من الاحاديث الصحيحة النبوية للامام النووى (٧)أربعون حديثا من رواية شيخ الاسلام ابن تيمية عن كبار مشايخه (٨)الأربعون البلدانية فى الاحاديث النجدية (أربعون حديثا من أربعين كتابا) لسعود بن عبد الله الفنيسان استاذ بكلية الرياض (٩) الأربعون المنيرة فى الأجور الكبيرة على الأعمال اليسيرة، انتقاء وترتيب وشرح لعيادة بن أيوب الكبيسى (١٠) الأربعون الأخلاقية والسلوكية لاحمد بن صالح بن الطويان (١١) الأربعون فى الشفقة والرحمة لعطاء الله بن عبد الغفار ابومطيع السندى (١٢) رفع الجناح وخفض الجناح بأربعين حديثا فى النكاح لملا على القارى الهروى المكى محققه خالد على محمد (١٣) كتاب الأربعين فى فضائل البحرين لبشار بن يوسف بن صالح الحادى المالكى (١٤) أربعون حديثا كل حديث فى اربع خصال صالح بن غانم السدلان۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ان اربعینات کو مرتب کرنے میں ہر کسی نے الگ الگ اسلوب اختیار کیا ہے۔مثلاً:

(۱) بعض نے فقط مضامینِ تصوف کی چالیس احادیث جمع کیں، چنانچہ ابونعیم الاصفہانیؒ المتوفی ۴۳۰ھ نے ''أربعون حديثاً علىٰ مذهب المتخصصين من التصوف'' اورابوعبدالرحمٰن السلمیؒ نے ''ألاربعون فى اخلاق الصوفية'' لکھی ہے۔

(۲) بعض نے اخلاقیات کی احادیث کوترتیب دیا مثلاً علامہ منذریؒ نے لوگوں کونیکیوں پرابھارنے والی چہل حدیث کو''أربعون حديثا فى اصطناع المعروف بين المسلمين'' نامی اربعین مرتب فرمائی۔

(۳) بعض نے مضامین عقائدوتوحید میں، جیسے ابواسماعیل الہرویؒ المتوفی ۴۸۱ھ

نے ''ألاربعون فى دلائل التوحيد'' اورابونعیم الاصفہانیؒ نے ''ألاربعين حديثاً على مذهب اهل السنة'' نیزامام ذہبیؒ المتوفی ۷۴۸ھ نے ''كتاب الأربعين فى صفات رب العالمين'' لکھی۔

(۴) مسائل واحکام کی چہل حدیث، مثلاً علامہ عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذریؒ المتوفی ۶۵۶ھ کی ''الأربعون الاحكامية''، اورعلامہ سیوطیؒ کی ''الأربعون حديثا فى قواعد احكام الشريعة وفضائل الاعمال''۔

(۵) متون جہاد کی چہل حدیث، مثلاً ابن عساکرؒ المتوفی ۵۷۱ھ نے ''الأربعون فى الحث على الجهاد''، اورابوالفرج المقریؒ المتوفی ۶۱۸ھ نے ''الأربعون فى الجهاد والمجاهدين'' لکھی ہے۔

توکسی نے فن حدیث کے اقسام وانواع کے اعتبار سے چہل حدیث کوجمع کیا ہے۔

(۱) **باعتبارِاستخراج**:- اصطلاح محدثین میں استخراج کہتے ہیں حدیث کی کسی مشہور کتاب کی احادیث کواس کتاب کے مصنفؒ کی سند کوچھوڑ کراپنی اسانید سے روایت کرنا، مثلاً ابن حجرعسقلانیؒ المتوفی ۸۵۲ھ کی ''الأربعون المنتقاة من صحيح مسلم''، اس میں آپ نے صحیح مسلم کی احادیث کوامام مسلم کی سند کوچھوڑ کراپنی سند سے ذکرفرمایا ہے، اورعلامہ سخاویؒ المتوفی ۹۰۲ھ نے ''الأربعون من الادب المفرد للبخارى'' امام بخاریؒ کی کتاب ''الادب المفرد'' کی احادیث سے چہل حدیث اپنی سند سے روایت کیا ہے۔

(۲) **باعتبارِ اساتذہ**:- چالیس ایسی احادیث جوچالیس الگ الگ اساتذہ سے سنی ہو، مثلاً علامہ ابن تیمیہؒ المتوفی ۷۲۸ھ کی ''الأربعون حديثا'' اس میں ابن تیمیہؒ جیسے بے مثال عالم محقق نے چالیس الگ الگ اساتذہ سے سنی ہوئی احادیث کو

جمع کیا ہے، جن میں کچھ احادیث ایسی بھی ہیں جن کو آپ نے وقت کی مشہور محدثات سے حاصل فرمایا تھا۔

(۳) **باعتبارِ لطائف سند**:- ایسی چہل حدیث جس کی سند یا متن میں کوئی علمی لطیفہ ہو، مثلاً شیخ عبد بن حمید بن نصر بن الکشیؒ المتوفی ۲۴۹ھ کی ''**الأربعون حديثا الثلاثيات**'' جس میں ایسی چالیس حدیثیں ہیں کہ صاحب کتاب اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فقط تین راویوں کا واسطہ ہے، ایسے ہی ''**الأربعون البلدانية**'' ابوطاہر احمد السلفیؒ المتوفی ۵۷۶ھ کی جس میں ایسی چالیس احادیث ہیں جسے مصنف نے چالیس شہروں کے چالیس اساتذہ سے سنی ہیں، اسکے بعد محمد شام ابوالقاسم علی بن حسین بن عساکرؒ المتوفی ۵۷۲ھ نے بھی بلدانیہ مرتب فرمائی، جس میں السلفی کی بلدانیہ کے بنسبت ایک اور امر کا التزام کیا ہے، وہ یہ کہ ساری چالیس احادیث الگ الگ صحابہ سے مروی ہوں، علیٰ ہذا امام سیوطیؒ کی ''**الأربعون حديثاً عن مالك عن نافع عن ابن عمر**''۔

(۴) **باعتبارِ لطائف متن**:- چالیس حدیث کو جمع کرتے ہوئے متن حدیث کے بارے میں کسی لطیفہ کا خیال کرنا، مثلاً: حدیث کم سے کم کلمات پر مشتمل ہو، چنانچہ ابن السنیؒ کی الاربعین، ایسے ہی مسند ہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی چہل حدیث جس کے بارے آپ نے فرمایا ''**مبانيها يسيرة ومعانيها كثيرة**'' حضرت مولانا یحییٰ صاحب کاندھلویؒ کے یہاں مفید الطالبین کی جگہ اسی کو پڑھانے کا التزام تھا، جس سے اس کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے، اور ان چالیس احادیث کو شاہ صاحبؒ نے ''**الفضل المبين**'' کے (ص/۱۰۴) پر حدیث نمبر (۴۰/تا۷۹) میں ایک ہی سند سے بیان فرمایا ہے، اس اربعین کی پہلی حدیث ''**ليس الخبر كالمعاينة**'' اور آخری حدیث ''**خير الزاد التقوىٰ**'' ہے۔

غرض اس طرح اس موضوع پر کافی تالیفات معرضِ وجود میں آئیں، جس کا اندازہ شیخ ابوبکریؒ المتوفی ۶۵۶ھ کے اس بیان سے ہوتا ہے، کہ میں نے جب چہل حدیث پر مشتمل ایک رسالہ مرتب کرنے کا ارادہ کیا، تو موضوع کی تعیین میں بہت پریشان ہوا، کیونکہ کوئی بھی موضوع ایسا نہیں تھا جس پر کسی مؤلف نے کچھ نہ لکھا ہو۔[1]

مگر ان سب اربعینات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نوویؒ المتوفی ۶۷۶ھ کی اربعین کو جو قبولیت عامہ وتامہ عطا فرمائی وہ اپنی مثال آپ ہے، یہی توجہ ہے کہ ''**الأربعين للنووی**'' کو شراح حدیث نے مرکزِ توجہ بنایا، اور حاجی خلیفہ نے اپنے زمانہ کے اعتبار سے کل بیس شروحات شمار کرائی، اسکے بعد خدا جانے کتنی شروحات لکھی گئی ہوگی؟ نیز باذوق محدث اسکے تلفظ میں بھی فخر وشرف محسوس کرتا ہے۔

[1] مقدمہ دارقطنی ص/۲۲

...... ﴿باب ثانی﴾ ......

چہل حدیث

(۱) حسن افتتاح کا طریقہ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ كَلَامٍ لاَ يُبْدَأُ فِيْهِ بِحَمْدِ اللّٰهِ فَهُوَ اَجْذَمُ. (ابوداؤدشریف ج/۲ص/۶۶۵)[۱]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا جس مہتم بالشان کلام سے پہلے اللہ کی تعریف نہ ہووہ ادھورا (کم نفع والا) ہوتا ہے۔ (باب الهدی فی الکلام رقم الحدیث ۴۸۴۰،ابوداؤدشریف ص/۶۶۵)

حل مفردات:

﴿**بِحَمْدِ اللّٰه**﴾ (اللہ کی تعریف)

فعل و متعلقات: یہ باب سمع سے ہے؛حَمِدَ حمداً تعریف کرنا،سراہنا،حَمِدَ فلاناً بدلہ دینا،شکریہ اداء کرنا۔

اسم و متعلقات: اس مادہ سے اسماءِ حسنیٰ میں ”الحمید“ ہے،یعنی ہر حال میں قابل ستائش۔

فائدہ: ☆ حمد اور شکر قریب المعنی ہیں،البتہ حمد عام ہے،کسی انسان کی تعریف اس کے ذاتی کمالات (علم،عقل وغیرہ) یا اس کی نوازشات (داد ودہش) یعنی دوسروں کو دینا،دونوں پر ہوتی ہے،جبکہ شکر صرف انعام ونوازش پر ہونے والی تعریف کو کہا جاتا ہے۔

☆ مجموعی طور پر قرآن مجید میں حمد کا استعمال پانچ معانی (مراد) کے لئے ہوا ہے (۱)حمد وثناء جیسے ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا (آل عمران. ۱۸۸) (۲)امر جیسے یوم یدعوکم فتستجیبون بحمده (سورۂ اسراء . ۵۲) (۳)احسان جیسے و قالوا الحمد اللذی صدقنا وعده (الزمر . ۷۴) (۴)شکر جیسے الحمد لله رب العالمین(فاتحه. ۱) (۵)نماز جیسے وله الحمد فی السمٰوات

---

[۱] ابوداؤدشریف،ج۲،ص۶۶۵،باب الهدی فی الکلام،رقم الحدیث ۴۸۴۰/ کنز العمال،ج۱،ص۵۵۹،رقم الحدیث ۲۵۱۱

والارض وعشیاً و حین تظھرون(الروم. ۱۸)

﴿**اَجذَم**﴾ (بہت زیادہ کٹا ہوا، بے برکت) درحقیقت یہ کلمہ "جذم" کٹنا سے بنا ہے، اور جو چیز کٹی ہوئی ہوتی ہے اس کی افادیت متأثر ہو جاتی ہے اس لئے لازمی معنی کم نفع والا اور بے برکت وغیرہ سے اس کا ترجمہ کرتے ہیں۔

اسم و متعلقات: الاَجذَم (ج) جَذماء و جَذمی، ہاتھ یا انگلی کٹا ہوا آدمی، کوڑھی۔

فعل و متعلقات: جذم (س) جَذَماً (یَدُہُ) ہاتھ کٹ جانا، (۲) الرَجُل: آدمی کا کوڑھی ہونا۔

تعارف راوئ حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ

آپ کا سلسلۂ نسب **ابو ھریرہ بن عامر بن عبد ذی الشری بن طریف بن عتاب بن ابی صعب الدوسی** ہے، نام کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، دور جاہلیت کے نام میں دو قول ہیں، عبد شمس اور عبد عمرو، علی ہذا زمانۂ اسلام کے نام میں عبد اللہ یا عبد الرحمٰن یہ دو قول مشہور ہیں، آپ کی کنیت ابو ہریرہ (بلی والے) تھی، کیونکہ بلی سے بڑی انسیت تھی، خیبر کے سال ۷ھ آپ مسلمان ہوئے، صحبت رسول کے کل تین سال کو اس طرح وصول فرمایا کہ رات دن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کرتے رہے، جماعت صحابہ میں سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے کا شرف آپؓ ہی کو حاصل ہوا، چنانچہ ابن ابی داؤد فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی مرویات جمع کر رہا تھا خواب میں آپ کی زیارت ہوئی، تو آپ نے مجھ سے فرمایا میں دنیا میں سب سے پہلا بڑا محدث صحابی ہوں (**انا اول صاحب حدیث کان فی الدنیا**) کل روایات ۵۳۷۴ ہیں۔ شاعر نے مذکورہ تعداد کو اس شعر میں جمع کیا ہے؛

کن روایات بو ہریرہ را شمار　　　پنج الف وسہ صد وہفتا دو چہار

(حضرت ابو ہریرہؓ کی روایات کو گن لے کہ وہ پانچ ہزار تین سو چوہتر ہیں)

متفق علیہ روایات ۳۲۵ / اور منفرد بخاری ۷۹ جب کہ منفرد مسلم ۹۳ ہیں۔

آپ کی وفات ۵۷ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں ہوئی، کل عمر ۷۸ / سال پائی۔

(الاکمال لاسماء الرجال ملحقہ بمشکوۃ ۶۲۲، الاصابہ ج/ ۷ص: ۳۴۸، اسماء الصحابہ الرواۃ لابی محمد علی بن احمد الاندلسی ص: ۳۷، تذکرۃ الحفاظ ج/ ۱ص: ۳۲)

فقہ الحدیث: (۱) جس کلام کے شروع میں حمد الٰہی کا اہتمام ہو، اس کی افادیت یقینی ہو جاتی ہے۔

(۲) اگر ابتداء بالحمدلہ سے کلام نافع بنتا ہے تو صاحب کلام (انسان) حمد الٰہی کی کثرت سے بدرجۂ اولیٰ نافع اور مفید بنے گا، لہٰذا آدمی کو ہمہ وقت اللہ کی تعریف میں مشغول رہنا چاہیے۔

(۳) ارشاد نبوی میں ابتداء مطلق ہے، زبان سے بولنے یا تحریر کی کوئی قید نہیں ہے، اس لئے دونوں میں سے کسی بھی شکل کو اختیار کیا جا سکتا ہے، اسے ابتداء بالحمد کہا جائے گا۔

(۴) حدیث پاک میں صیغۂ حمد کی بھی تعین نہیں ہے، اسلئے آدمی کو صیغہ کے انتخاب میں اختیار ہے، مثلاً **أحمد، نحمد، الحمد، إن الحمد** وغیرہ میں سے جو کلمہ استعمال کرے وہ درست ہے۔

❀ ❀ ❀

(۲) ہر نیکی کا شرعی درجہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ. (بخاری شریف ص۸۹۰/ج۲)[۱]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر بھلائی صدقہ ہے۔(صدقہ دینے کا ثواب ہے)۔

حل مفردات: ﴿مَعرُوف﴾ (بھلائی، نیکی، حسن سلوک) دراصل یہ صیغۂ مفعول ہے، جس کے معنی پہچانا ہوا کے ہوتے ہیں، چونکہ نیکی اور بھلائی لوگوں میں پہچانی ہوئی ہوتی ہے، اس لئے نیکی کو معروف کہتے ہیں، اس کی ضد ''منکر'' ہے۔

فعل و متعلقات: عَرَفَ (ض) عِرفَاناً و مَعرِفَةً: پہچاننا، (لفلان ما صنع) احسان شناش ہونا، کسی کے احسان کا بدلہ دینا۔

فائدہ: معروف کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ ہر وہ فعل جس کی خوبی عقلاً و شرعاً ثابت ہو۔

هُوَ اِسمٌ جَامِعٌ لِكُلِّ مَا عُرِفَ مِن طَاعَةِ اللّٰهِ و التَّقَرُّبِ إليه و الِاحسَانِ إلى النَاسِ.

تعارف راوئ حدیث: حضرت جابر بن عبداللہؓ

جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام بن الخزرجی السّلمی۔

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمان اور ابوعبداللہ ہے، اپنے والد کے ساتھ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے، ۱۹ غزوات میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی، فقط بدر اور احد میں والد ماجد کی ممانعت کے سبب شریک نہ ہو سکے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی

[۱] بخاری شریف ص۸۹۰/ج۲، باب کل معروف صدقة رقم الحدیث ۶۰۲۱/ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۴۷۰۹

اونٹنی کا ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا وہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹنی کے سست پڑ جانے کا شکوہ کیا، اللہ کے نبی ﷺ نے ایک چھڑی لگائی جس کی برکت سے وہ تیز رفتار دوڑنے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ ہی میں ان سے خرید لی مگر مدینہ پاک پہونچ کر قیمت سمیت وہ اونٹنی واپس کردی، حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اس اونٹی والی رات میں میرے لئے پچیس مرتبہ مغفرت کی دعاء فرمائی، آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے، کل روایات کی تعداد ۱۵۴۰، متفق علیہ ۵۸، منفرد بخاری ۲۶، منفرد مسلم ۱۲۶ ہیں۔ آپ کی وفات مدینہ پاک میں ۷۴ھ میں ہوئی کل ۹۴ سال کی عمر پائی۔ (الاکمال لاسماء الرجال ملحقہ بمشکوۃ ۵۸۹، الاصابۃ ج/۱ ص:۲۱۴، تہذیب التہذیب ج/۱ ص:۳۵۰، اسماء الصحابۃ الرواۃ، ص۴۱)

فقہ الحدیث: (۱) نیکی چھوٹی ہو یا بڑی، بہرحال باعث ثواب ہے، وقت پر جونسی نیکی کرنے کا موقع میسر ہو، اسے ضرور انجام دے دینا چاہیے۔

(۲) مال کی صورت میں نفلی صدقہ دینے سے جس طرح بلائیں دور ہوتی ہیں، ایسے ہی ہر کار خیر سے ناگوار حالات دور ہوجاتے ہیں، اور کیوں نہ ہو؟ ارشاد ربانی ہے **إن الحسنات يذهبن السيئات** (اچھائیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں) لہٰذا نفلی مالی صدقہ کی استطاعت نہ ہو تو کسی بھی طرح کی نیکی کر لینے سے یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی، چنانچہ بعض احادیث میں اس کو صراحۃً بیان کیا گیا ہے۔

(۳) جس طرح صدقہ مالی ہوتا ہے ایسے ہی صدقۂ غیر مالی بھی ہوتا ہے۔

❁ ❁ ❁

(۳) ذکرِ الٰہی میں استمرار مطلوب ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْها اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَذْکُرُ اللّٰهَ عَلیٰ کُلِّ اَحْیَانِهٖ. (ابن ماجہ ص/۲۶)[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کو یاد کیا کرتے تھے۔

حل مفردات: ﴿أحیَانه﴾ (وقت)

اسم و متعلقات: حِیۡنٌ (ج)أحیانٌ(جج)أحایین وقت، موقع، زمانہ کا ایک حصہ کم ہو یا زیادہ، طویل ہو یا مختصر، کلام میں اس طرح کا استعمال بھی پایا جاتا ہے حیناً بعد حِینٍ موقع بموقع، إلی حِینٍ کچھ عرصہ کے لئے، ایک عرصہ تک۔

فعل و متعلقات: حَانَ(ض)حَیناً وقت ہونا، (الرَّجُلُ) آدمی کا وقت آجانا، یعنی ہلاک ہوجانا۔

تعارف راویٔ حدیث: حضرت عائشہ صدیقہؓ

عائشہ بنت ابوبکر، والدہ کا نام ام رومان بنت عامر بن عویمر الکنانیہ، بعثت نبوی کے چار یا پانچ سال بعد آپ کی ولادت ہوئی، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نکاح حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ہجرت سے تین سال قبل ہوا، اس وقت آپ کی عمر چھ سال کی تھی، اس کے تین سال بعد نو سال کی عمر میں بماہ شوال ۱ھ میں رخصتی ہوئی، بوقت وفات نبوی آپ کی عمر ۱۸/سال تھی، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ آپ کے بھانجے ہوتے ہیں، اسی نسبت سے حضرت عائشہ کی کنیت ام عبداللہ تھی، آپ کا لقب صدیقہ ہے، آپ صاحب علم وفضل تھیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں جب بھی کسی مسئلہ میں پریشانی ہوتی، تو اس مسئلہ میں حضرت عائشہؓ سے ہی سے

[1] ابن ماجہ ص/۲۶، باب ذکر اللّٰہ عز وجل علی الخلاء والخاتم فی الخلاء رقم الحدیث۳۰۲/ مسند احمد، رقم الحدیث۲۵۲۰۰

دریافت کرتے، اور ان کے یہاں سے ہمیں مسئلہ کی صحیح رہنمائی ہوجاتی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے کہ "**فضل عائشة علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام**" (ساری عورتوں میں حضرت عائشہؓ کی برتری اسی طرح ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی)

آپ سے مروی احادیث کل ۲۲۱۰ ہیں جن میں سے ۱۷۴ متفق علیہ، منفرد بخاری ۵۴، اور منفرد مسلم ۶۸ ہیں، حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں مدینہ پاک میں آپ کی وفات ۱۷/رمضان بروز منگل ۵۸ھ میں ہوئی، اور بقیع میں دفن ہوئیں، حضرت ابوہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (الاکمال لاسماء الرجال ملحقہ بمشکوۃ ۶۱۲، الاصابہ ج/۸ص:۲۳۱، الاستعاب ج/۳ص:۶۵۷، اسماء الصحابۃ الرواۃ، ص:۳۹)

فقہ الحدیث: ۔(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اور صرف اللہ ہی سے محبت تھی، جب ہی تو دائماً اللہ کو یاد فرماتے تھے، دستور ہے کہ آدمی کو جس سے محبت ہوتی ہے ہمیشہ اسی کو یاد کرتا رہتا ہے، یہی بات ایک حدیث میں صراحۃً مذکور ہے **وَلَوْ کُنْتُ متخذا من الناس خلیلا لاتخذت أبا بکر خلیلا** (اللہ کے سوا اگر کسی اور کو میں دوست بناتا تو ابوبکر کو اپنا دوست بناتا) (صحیح بخاری ج/۱ص:۶۷)

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے ہر بندۂ مؤمن کو ہمیشہ ذکر الٰہی میں لگے رہنا چاہئے۔

ملاحظہ: علیٰ کل أحیانه: یہاں پر "علیٰ، فی" کے معنی میں ہے جس طرح آیت کریمہ ﴿ودخل المدینة علی حین غفلة﴾ میں "علیٰ، فی" کے معنی میں ہے۔

(۴) حسن اخلاق کمال ایمان کی علامت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَاناً اَحْسَنُهُمْ خُلُقاً. (ابوداؤدشریف ص/۶۴۳ ج/۲)[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان والوں میں سب سے زیادہ با کمال ایمان والا وہ ہے جسکے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

حل مفردات: ﴿خُلُقاً﴾ (اخلاق)

اسم و متعلقات: الخُلُقُ (ج) اخلاق عادت، طبیعت، مزاج، فطرت۔

فعل و متعلقات: خَلَقَ (ض) خَلاقَةً (فُلانٌ) اچھے اخلاق کا ہونا، عمدہ جسمانی ساخت والا ہونا، کہا جاتا ہے هو خليق (وہ با اخلاق ہے)

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر ایک کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) اسلام میں حسن اخلاق کو امتیازی درجہ حاصل ہے کہ اس کو کمال ایمان کی علامت قرار دیا گیا۔

(۲) اچھے اخلاق کی کمی بیشی سے ایمانی کیفیت میں اتار چڑھاؤ ہوتا ہے۔

(۳) مؤمنین کے فرق مراتب کا ایک معیار اخلاق حسنہ کی کمی بیشی ہے کہ جو شخص جس قدر اچھے اخلاق کا حامل ہوگا وہ اسی قدر کامل مؤمن ہوگا، اور جو شخص اوصاف حمیدہ میں کمتر ہوگا وہ اس قدر کمزور مؤمن سمجھا جائے گا۔

❁ ❁ ❁

[1] ابوداؤدشریف ص/۶۴۳ ج/۲، باب الدليل على الزيادة والنقصان رقم الحدیث ۴۶۸۲/ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۰۱۰۶، شعب الایمان، رقم الحدیث ۷۹۷۷

(۵) اچھا گمان ایک اہم عبادت ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ. (ابوداؤدشریف ص/۶۸۲ ج/۲)[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (مسلمان یا اللہ کے ساتھ) اچھا گمان رکھنا ایک بہترین عبادت ہے۔

حل مفردات: ﴿الظّنُّ﴾ (گمان)

اسم و متعلقات: الظَنُّ: (ج) ظنون، وأظانين خیال، شک، اٹکل، اندازہ، یقین۔

فعل و متعلقات: ظَنَّ (ن) ظَناً بلا یقین کسی بات کا علم ہونا، گمان کرنا، خیال کرنا۔

فائدہ: قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں هو من الأضداد (یہ لغت اضداد میں سے ہے) یعنی جس طرح تہمت، شک، عدم اعتماد کے معنی میں آتا ہے اسی طرح علم اور یقین کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے قران کریم میں ہے قال الذين يظنون انهم ملاقو الله الخ (ایسے لوگ جن کو یقین تھا وہ اللہ کے روبرو پیش ہونے والے ہیں)

﴿العبادة﴾ (بندگی، اطاعت)

فعل و متعلقات: عبد (ن) عِبادَةً و عُبُودِيَةً (اللّٰهَ) خدا کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا، عبادت کرنا، آداب بندگی بجا لانا، صرف خدا ہی کو مالک وخالق اور واجب الاطاعت ماننا۔

فائدہ: ☆ عبادت کے معنیٰ لغوی ذلت کے ہیں، کہتے ہیں طَرِيْقٌ مُعَبَّدٌ أَیْ

[1] ابوداؤدشریف ص/۶۸۲ ج/۲، باب فی حسن الظن رقم الحدیث ۴۹۹۳/ مشکوٰۃ شریف ص/۴۲۹/ مسند احمد، رقم الحدیث ۸۷۰۹، شعب الایمان، ۱۰۱۸

مُـذَلَّلٌ عرفاً عبادۃ اللہ کا مفہوم اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے مکمل اجتناب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی فرمابرداری کرنا ہے۔

☆ مجموعی طور پر قرآن کریم میں دو معانی (مراد) میں استعمال ہوا ہے (۱) توحید جیسے واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا (النساء ۳۶) (۲) اطاعت وفرمابرداری جیسے ألم اعہد إلیکم یا بنی آدم لا تعبدوا الشیطان (یسین ۶۰)

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر ایک کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) حُسن کے لفظ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ عبادت میں از روئے شرع کمیت (کثرت) مطلوب نہیں ہے بلکہ کیفیت (عمدگی) مطلوب ہے، اس لئے ہر عبادت کو اس کے جملہ لوازمات (ارکان شرائط، آداب) کے ساتھ ادا کرتے ہوئے عمدہ بنانا چاہئے۔

(۲) عبادت صرف اعمال ظاہرہ میں منحصر نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ وسیع ہے، قلبی اعمال صالحہ بھی عبادت میں شامل ہے۔

(۶) اولاد کے دو اہم حقوق

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَھُمْ. (ابن ماجہ ص/۲۶۹)[1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی اولاد کی قدر کرو (خدا کی اس عظیم نعمت کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو) اور انہیں اچھے آداب سکھلاؤ۔

حل مفردات:

﴿**ادب**﴾ (تہذیب، سلیقہ)

اسم و متعلقات: الأدَب: تہذیب، سلیقہ، اچھا طریقہ، کسی علم وفن یا صنعت و حرفت کے آداب، قواعد وضوابط، (ج) آداب.

فعل و متعلقات: ادب (ض) اَدَباً (فُلاناً) ادب سکھانا، اخلاق سکھانا، (ن) اَدَباً ادب حاصل کرنا، ادیب بننا۔

فائدہ: ☆ علمائے کرام نے ادب کی متعدد تعریفات بیان فرمائی ہیں جس میں سے چند یہ ہیں، (۱) ایسا قول وفعل استعمال کرنا جو حاضرین کو پسند آوے اور وہ اس پر تعریف کریں استعمال ما یحمد قولا و فعلا (۲) عمدہ اخلاق اختیار کرنا الأخذ بمکارم الأخلاق (۳) عمدہ طریقے پر جمے رہنا الوقوف مع المستحسنات (۴) اپنے بڑوں کی تعظیم کرنا اور چھوٹوں پر نرمی کرنا، التعظیم من فوق والرفق بمن دونک (۵) علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: حدود شرع کی حفاظت اور افراط وتفریط کے مابین راستہ اختیار کرنے کو ادب کہتے ہیں (۶) مفتیٔ اعظم حضرت مولانا محمود الحسن گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ ہر ایسا قول وفعل جس سے خالق اور مخلوق دونوں خوش ہو جائیں۔

[1] ابن ماجہ ص/۲۶۹، باب بر الوالد والاحسان الی البنات رقم الحدیث ۳۶۷۱/شعب الایمان، رقم الحدیث ۸۶۷۲

☆ادب کی تین قسم ہیں(۱)ادب مع اللہ(۲) ادب مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم(۳)ادب مع الخلق

تعارف راویٔ حدیث: حضرت انس بن مالکؓ

انس بن مالک بن النضر الخزرجی الانصاری۔کنیت ابوحمزہ، لقب خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم، والدہ کا نام ام سُلیم بنت ملحان، نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک تشریف لائے تو آپ دس سال کے تھے، مسلم شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت ام سُلیمؓ کی درخواست پر آپ کے لئے دعاءفرمائی **اللھم اکثر مالہ و ولدہ وادخلہ فی الجنۃ**(اے اللہ ان کے مال واولاد میں برکت دے،اور انہیں جنت میں داخل فرما) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ان میں سے دو دعاؤں کا میں مشاہدہ کر چکا اور تیسری (مغفرت) کا امیدوار ہوں،معجم طبرانی میں کثرت مال واولاد کا حال خود حضرت انس سےؓ اس طرح منقول ہے کہ میں نے اپنی ایک سو پچیس حقیقی اولاد کو دفن کیا اور میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا ہے،کل مرویات ۲۲۸۶ متفق علیہ ۱۶۸، منفرد بخاری ۸۳، منفرد مسلم ۷۱ ہیں، آپ کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی، کل عمر ۱۰۳ر پائی، آپ بصرہ میں انتقال پانے والے سب سے آخری صحابی ہیں۔ (الاکمال لاسماء الرجال ملحقہ بمشکوۃ ۶۰۱، الاصابہ ج/۲/ص:۵۰۲، تذکرۃ الحفاظ ج/ص:۴۴، اسماء الصحابۃ الرواۃ، ص ۳۹)

فقہ الحدیث : (۱) ہر ماں باپ کے ذمہ اولاد (لڑکا ہو یا لڑکی) کے دو بنیادی حق ہیں، (الف) حیثیت کے مطابق ان کے ساتھ (خورد ونوش، رہن سہن کے لحاظ سے) ایسا اچھا برتاؤ کرنا کہ ہر دیکھنے والا سمجھے کہ یہ شخص اولاد کو اللہ پاک کی عظیم نعمت سمجھتا ہے۔

(ب)ان کی بہترین اخلاقی تربیت کرنا۔

(۲) **أَحْسِنُوا اَدَبَھُمْ** میں حسن ادب کو بطور خاص بیان کرنے میں اشارہ ہے کہ اخلاق وآداب کے اعتبار سے اولاد کی بہت زیادہ فکر کرنی چاہیے تاکہ معاشرہ ان سے نفرت نہ کرے۔

(۳) دونوں قسم کے حقوق کو بصیغۂ امر بیان کرنا،اس بات کی دلیل ہے کہ عند الشرع ان دونوں کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

(۷) سلام اور علاج کبر

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِیٌٔ مِنَ الْکِبْرِ. (مشکوٰۃ شریف ص/۴۰۰)[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سلام میں پہل کرنے والا (اس عمل کی وجہ سے) تکبر سے پاک ہے۔ (گویا یہ تواضع کی علامت ہے)

حل مفردات:

﴿**اَلبَادِی**﴾ (پہل کرنے والا، آغاز کرنے والا) بَدَأَ سے اسم فاعل ہے،

فعل و متعلقات: بَدَأَ (ف) بَدءً اً وبَدءَ ۃً شروع ہونا، پیدا ہونا، (الشَّیَٔ) شروع کرنا، آغاز کرنا۔

اسم و متعلقات: اسی سے ہے اَلمَبدَأُ اصول، قاعدہ، بنیاد، سرچشمہ، (ج) مَبَادِی، مَبَادِئُ العِلم علم کے بنیادی قواعد واصول۔

فائدہ: اسی مادہ سے اللہ کا ایک نام اَلمُبدِئُ ہے، یعنی بغیر کسی نمونہ کے پیدا کرنے والا **هُوَ الَّذِی أَنشَأَ الأَشیَاءَ وَاختَرَعَهَا اِبتِدَاءً مِن غَیرِسَابِقِ مِثَالٍ**

﴿**اَلکِبرُ**﴾ (عظمت، بڑائی، شان، تکبر، اظہار شان)

فعل و متعلقات: کَبُرَ (ک) کِبراً وَکُبراً وَکَبَارَۃً: شان و مرتبہ میں بڑا ہونا، کَبُرَ الأَمرُ: معاملہ کا بڑا سنگین ہونا، کَبُرَ عَلَیهِ الأَمرُ شاق گزرنا، گراں گزرنا۔

اسم و متعلقات: اس مادہ سے **اسم فاعل کبیر** آتا ہے جس کی ضد **صغیر** ہے (ج) کُبَرَاء، اسم تفضیل اَکبَر (ج) **أَکَابِر**۔

فائدہ: لفظ کبیر کا استعمال اجسام میں ہوتا ہے، خواہ وہ عمر میں بڑا ہو یا جسامت میں یا

---

[1] شعب الایمان للبیہقی ص/۴۳۳ ج/۶، رقم الحدیث ۸۷۷۶، باب ما جاء فی اعلام الحب رقم الحدیث ۲۳۹۲

کسی دوسری ظاہری صفت میں امثلہ یہ ہیں۔

(۱) عمر میں بڑائی کی مثال: **قال کبیرهم الم تعلموا ان اباکم قد اخذ علیکم موثقا من اللّٰه** (حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں سے سب سے بڑے نے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے والد نے تم سے خدا کا عہد لیا ہے)

(۲) جسامت میں بڑائی کی مثال: **فجعلهم جذاذا الا کبیرا لهم** (پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان بتوں کو ریزہ ریزہ کر دیا مگر بڑے بت کو (نہ توڑا)

البتہ بعد میں معنوی بڑائی کے لئے بھی استعمال ہونے لگا، چنانچہ آیات خمر میں ارشاد الٰہی ہے **قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس و اثمهما اکبر من نفعهما** (اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ ان میں نقصان زیادہ ہیں اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کے نقصان فائدوں سے کہیں زیادہ بڑے ہیں)

تعارف راویٔ حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب الھذ لی، آپ کی والدہ کا نام ام عبداللہ بنت عبدِ وُدّ ہے، آپ حضرت عمرؓ سے پہلے مشرف باسلام ہوئے، سفر وحضر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے، آپ کو **صاحب السواک والنعلین** (مسواک اور جوتی والے) کہا جاتا ہے (کیونکہ آپؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور جوتیاں اٹھانے کی خدمت انجام دیتے تھے) ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو مخاطب کرکے فرمایا "**اِنَّکَ غُلَامٌ مُعَلَّمٌ**" (تو تو پڑھا لکھا نوجوان ہے) سب سے پہلے مکہ میں علی الاعلان قرآن مجید آپ ہی نے پڑھا، آپؓ نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست ستر سورتیں سیکھی، روایات کی تعداد ۸۴۸/ ہیں، ۶۴/ متفق علیہ، ۲۱/ منفرد بخاری اور ۳۵/ منفرد مسلم۔

۳۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی، اور بقیع میں مدفون ہوئے، آپ کی وفات پر

حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا "ماترک بعده مثله" (انہوں نے اپنے پیچھے کوئی نظیر نہیں چھوڑی) (الاکمال لاسماء الرجال ملحقہ بمشکوۃ ۶۰۵، الاصابۃ ج/۴ص:۱۹۸، تذکرۃ الحفاظ ج/اص:۱۳، اسماء الصحابۃ الرواۃ، ص۴۲)

فقہ الحدیث: (۱) تکبر کا آسان اور بہترین علاج یہ ہے کہ ہر ملنے والے سے سلام کرنے میں سبقت کی جائے۔

(۲) سلام میں سبقت کرنا نہایت مختصر عمل ہے، اور تکبر سے پاک رہنا بہت بڑی کامیابی اور عظیم نفع ہے، مختصر سے عمل پر اتنے بڑے نفع کا حاصل ہونا یہ اس لئے ہے کہ "عمل کم ثواب زیادہ" یہ اس امت کی خصوصیت ہے، چنانچہ ایک حدیث پاک میں بندۂ مؤمن کے لئے عَمِلَ قَلِیلاً وَاُجِرَ کَثِیْراً (بندے نے عمل تو بہت کم کیا مگر ثواب بہت زیادہ پایا) کے کلمات وارد ہوئے ہیں۔

(۳) کارخیر میں پیش قدمی کرنا امر مستحسن ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے سابقوا إلی الخیرات (نیکی کے کام میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو) تو گویا یہ حدیث اس کی تفسیر ہے۔

(۸) بوقتِ ملاقات سب سے پہلا عمل

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسَّلاَمُ قَبْلَ الْکَلاَمِ. (ترمذی شریف ص/۹۹ ج/۲، مشکوۃ شریف ص/۳۹۹)[۱]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گفتگو شروع کرنے سے پہلے سلام ہونا چاہئے۔

حل مفردات:

﴿ **الکَلَام** ﴾ (گفتگو، بات)

فعل و متعلقات: کَلَّمَ (تفعیل) تَکْلِیْماً و کَلَاماً: کسی سے خطاب کرنا، کلام کرنا، بات کرنا۔

فائدہ: لفظ کلام گفتگو کے لئے عام ہے، عموماً مختصر اور فوری گفتگو کے لئے بولا جاتا ہے، محاورہ میں ایک اور لفظ الحِوَارُ مستعمل ہے، مگر اس کا مفہوم یہ ہے سوال وجواب کے طرز پر ہونے والی وہ گفتگو جو سوچ سمجھ کر کی جائے اور طویل ہو، جسے انگریزی میں "interview" کہتے ہیں۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر دو کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) ملاقات کے لئے سلام بمنزلۂ چابی ہے، جیسے چابی سے تالا کھولا جاتا ہے ایسے ہی گفتگو اور مذاکرے کو سلام کے ذریعہ شروع کرنا مستحسن ہے۔

(۲) مذاکرات اور مکالموں میں عموماً انسان کی اپنی باتیں ہوا کرتی ہے، اور دوسری جانب سلام اللہ کا نام ہے، اس کے پیش نظر گفتگو کا آغاز سلام سے کرنے میں لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو) کے حکم پر عمل کرنے کا ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔

---

[۱] ترمذی شریف ص/۹۹ ج/۲، باب السلام قبل الکلام رقم الحدیث ۲۶۹۹/ مشکوۃ شریف ص/۳۹۹/ مسند ابی یعلی، رقم الحدیث ۲۰۵۵

(۹) دینی محبت بڑھانے کا ایک نفسیاتی اصول

عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ رَجُلٌ اَخَاہُ فَلْیُخْبِرْہُ اَنَّہُ یُحِبُّہُ. (ابوداؤد ج/۲،ص/ ۶۹۸ ،مشکوٰۃ شریف ص/۴۲۶)[۱]

ترجمہ: حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی سے (دینی) محبت رکھے تو اس کو بتلا دینا چاہیے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔

حل مفردات:

﴿**یُحِبُّہ**﴾ (وہ اس سے محبت کرتا ہے)

فعل و متعلقات: أَحَبَّ (افعال) الشَئ پسند کرنا، چاہنا، فُلاناً محبت کرنا۔

اسم و متعلقات: الحُبُّ: محبت، دوستی، تعلق، جذبہ، خواہش، الحَبِیْب: محبوب، عاشق، دوست، (ج) أحِبَّا، و أحِبَّة – المُحِبّ: عاشق، فریفتہ، دلدادہ۔

فائدہ: (الف) محبت کہتے ہیں کسی چیز کو اچھا سمجھ کر اس کا ارادہ کرنا اور چاہنا اور اس کے حصول میں حکمت سے کام لینا، خواہ کسی بھی چیز سے ہو، (ب) مودت نام ہے انتہائی محبت کرنے کا، (ج) الفت اس محبت کو کہتے ہیں جو ہم آہنگی کی وجہ سے ہو، (د) شغف کہتے ہیں اس محبت کو جو دل کی گہرائی تک سرایت کر گئی ہو۔

﴿**الاخ**﴾ (بھائی)

اسم و متعلقات: أخ شقیق، سگا بھائی، أخ من الام، اخیافی بھائی، أخ من الاب، علاتی بھائی......دوست اور ساتھی کے معنی میں بھی آتا ہے، کہاوت ہے ان اخاک من آساک (دوست وہ ہے جو تمہاری غم خواری کرے)

فعل و متعلقات: أخا فلانا ......أُخُوَّةً بھائی بنانا، دوست بنانا، آخی فلانا

[۱] ابوداؤد شریف، ج۲،ص ۶۹۸/مشکوٰۃ شریف ص/۴۲۶/ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۱۷۱، شعب الایمان، رقم الحدیث ۹۰۱۰

مؤاخاۃً دونوں میں رشتۂ اخوت قائم کرنا، بھائی بندی کرانا۔

فائدہ: مجموعی طور پر قرآن مجید میں سات معانی (مراد) کے لئے استعمال ہوا ہے (۱) سگا بھائی جیسے فطوعت له نفسه قتل أخيه فقتله (المائدة ۳۰) (۲) خاندانی فرد جیسے وإلى عاد أخاهم هودا (۳) دینی بھائی جیسے إنما المؤمنون إخوة (الحجرات . ۱۰) (۴) جگری دوست جیسے ونزعنا مافی صدورهم من غل اخوانا على سرر متقابلين (الحجر ۴۷) (۵) مالک جیسے إن هذا أخی له تسع و تسعون نعجة (ص ۲۳) (۶) ہم مشرب و ہم خیال جیسے ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين (اسراء. ۲۷) (۷) شبیہ، ہم مثل جیسے كلما دخلت امة لعنت أختها (الاعراف ۳۸)

تعارف راوئ حدیث: حضرت مقدام بن معدیکربؓ

مقدام بن معدیکرب بن عمرو بن یزید بن معدیکرب، آپ کی دو کنیت ہیں ابو کریمہ، ابو یحییٰ، حافظ ابن حجر عسقلانی نے بغوی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ کچھ حضرات نے حضرت مقدامؓ سے یہ کہا کہ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ آپ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل نہیں ہے، فرمایا کیوں نہیں؟ بخدا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، چنانچہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ ملاطفت میرے کان کی لو پکڑ کے رگڑا، جب کہ میں اپنے چچا کی معیت میں چل رہا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے چچا سے فرمایا "اترى أنه يذكره"، (خوب سمجھو کہ یہ امر اس کو چوکنا کرتا ہے) کل روایات ۴۷ ہیں، منفرد بخاری صرف ایک، ملک شام میں آپ کی وفات ۸۷ھ میں ہوئی کل عمر ۹۱ سال کی تھی، سن وفات میں دیگر اقوال اس طرح سے ہے ۸۳ھ اور ۸۷ھ، پہلا قول راجح ہے۔ (الاصابۃ ج/۳ ص:۴۳۴، تہذیب التہذیب ج/۱ ص:۵۲۸، اسماء الصحابۃ الرواۃ، ص۸۳)

فقه الحديث:

(۱) جس سے دینی تعلق ہو اس کے سامنے تعلق کا اظہار کرنا درست ہے۔

(۲) رَجُلٌ ،أخَاهُ کی قیودات سے معلوم ہوا کہ دینی تعلق کے اظہار کے لئے اتحاد نوع ضروری ہے کہ مرد، مرد سے اور عورت، عورت سے تعلق کا اظہار کر سکتے ہیں، اختلاف نوع کی صورت میں اس کی بالکل اجازت نہیں۔

(۳) حضرات علماء کرام ؒ فرماتے ہیں کہ محبت کرنے والے کو چاہیے کہ وہ یہ کہے **إنـی أحبک فی اللّٰه** (میں اللہ کی خاطر محبت کرتا ہوں) اور سامنے والا جواب میں کہے **''أنا أحبک بالذی أحببتنی من أجله''** (جس کی خاطر تم مجھ سے محبت کرتے ہو میں بھی اسی وجہ سے محبت کرتا ہوں)

(۴) صحیح غرض کے ساتھ خلق خدا سے تعلق قائم کرنے کا جواز معلوم ہوا۔

(۱۰) مسلمان کی مصیبت پر خوش ہونے کی سزا

عَـنْ وَاثِلَةَ بْنِ الاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لاَ تُـظْهِـرِ الشَّـمَـاتَةَ لِاَخِیْکَ فَیَـرْحَـمَهُ اللّٰهُ وَیَبْتَلِیْکَ. (ترمذی شریف، ص/۷۷، ج/۲، مشکوۃ شریف ص/۴۱۴)[۱]

ترجمه: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر مسرت کا اظہار نہ کر، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر تو اپنا رحم فرمادے (عافیت دیدے) اور تجھکو اس مصیبت میں مبتلا کردے۔

حل مفردات:

﴿ **الشَّمَاتَة** ﴾ (دشمن کی مصیبت پر خوش ہونا...... **فَرُحُ العَدُوِّ بِبَلِیَّةٍ تُنْزِلُ بِمَنْ یُعَادِیْهِ**)

فعل و متعلقات: شَمِتَ (س) شَمَاتَةً (بِه و بِعَدُوِّهِ) کسی کی مصیبت پر خوش ہونا، شَمَّتَ (تفعیل) العَاطِسَ چھینکنے والے کو یَرْحَمُکَ اللّٰه وغیرہ دعاء دینا۔

اسم و متعلقات: شَامِت (ج) شُمَّاتٌ .

﴿ **یَبْتَلِیْکَ** ﴾ (تجھے مصیبت میں مبتلاء کردے)

فعل و متعلقات: اِبْتَلیٰ (افتعال) اِبْتِلَاءً آزمانا، آزمائش میں ڈال کر جان لینا۔

اسم و متعلقات: البَلَاءُ آزمائش، مصیبت، رنج وغم، زبردست کوشش، البَلِیَّةُ مصیبت، آزمائش، (ج) بَلَایَا.

فائده: بلاء اور ابتلاء اس آزمائش کو کہتے ہیں جو سخت قسم کی ہو، اس کے ہم معنی ایک اور لفظ امتحان کا بھی آتا ہے، مگر وہ ایسی آزمائش کے لئے بولا جاتا ہے جس میں نرمی ہو، نیز اس میں سابقہ تعلیم وتربیت کی آزمائش ہوتی ہے۔

---

[۱] ترمذی شریف ص/۷۷، ج/۲، باب بلا ترجمة رقم الحدیث ۲۵۰۶/ مشکوۃ شریف ص/۴۱۴/ شعب الایمان، رقم الحدیث ۶۷۷۷

تعارف راوئ حدیث: حضرت واثلہ بن الاسقع رضؓ

واثلہ بن الاسقع بن کعب بن عامر بن لیث ،آپ کی کنیت ابومحمد، ابوالفتاح، اورابو شداد ہے،جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کی تیاری فرمارہے تھے،اس وقت آپ مسلمان ہوئے اورتبوک میں شرکت بھی فرمائی،بعض کا یہ خیال ہے کہ آپ کوتین سال تک خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت نصیب ہوئی،اسی لئے بعضوں نے آپ کواہل صفہ میں شمار کیا ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ ملک شام تشریف لے گئے ،وہاں کے جہاد میں شرکت فرمائی،دمشق سے تین فرسخ پر بلاط نامی گاؤں میں سکونت پذیر تھے ،پھروہاں سے بیت المقدس منتقل ہوئے ،اور وہیں ۸۵ھ میں یا ۸۳ھ میں وفات پائی،آپ کی کل عمر ۱۰۰ یا ۱۰۵ سال کی تھی ،قتادہ فرماتے ہیں کہ **کان آخر الصحابة موتا بدمشق** (دمشق کی جماعت صحابہ میں سب سے آخر میں آپ کی وفات ہوئی) کل مرویات ۵٦ ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج/٦ص:٦٦،الاصابۃ ج/۳ص:۵۸۹،الاکمال فی اسماء الرجال ملحقۃ بمشکوۃ ص/٦۲۱،اسماء الصحابۃ الرواۃ،ص۷۸)

فقہ الحدیث: (۱) مخالفین کے ناگوار حالات پر خوش ہونا مصائب وآفات کو دعوت دینا ہے اس سے بچنا چاہیے۔

(۲) کسی کی مصیبت اور پریشانی میں ہمدردی اورغم خواری دکھلانی چاہیے نہ کہ اظہار سرور وفرحت۔

(۳) مظلوم اور بے بس آدمی کی جانب اللہ کی رحمت فورا متوجہ ہوتی ہے۔

(۴) دشمن کی مصیبت پر خوش ہونا ممنوع ہے بلکہ بڑے نقصان کا اندیشہ ہے مگر دشمن کی موت پر قلبی راحت کا احساس بایں طور کہ اب اس کے ضرر سے نجات ملی اس میں کوئی حرج نہیں علامہ ابن السلامؒ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔

(۵) حالات اچھے ہوں یا برے (اختلاف علل کی بناء پر) تغیر پذیر ہوا کرتے ہیں۔

(۱۱) گناہ میں مبتلا ہونے کا ایک سبب

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَیَّرَ اَخَاہُ بِذَنْبٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَعْمَلَہُ. (ترمذی شریف ص۷۷، ج۲،مشکوۃ شریف ص۴۱۴)[۱]

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے مسلمان بھائی کواس کے کسی گناہ پر عار دلائی،تو وہ عار دلانے والا مرنے سے پہلے خود اس گناہ میں مبتلا ہوگا۔

حل مفردات:

﴿**عَیَّرَ**﴾ (عار دلائے)

فعل و متعلقات: عَیَّرَ (تفعیل) کسی کواس کے برے فعل پر شرم دلانا،طعنہ دینا،عیب لگانا۔

اسم و متعلقات: العَارُ باعث شرم بات،عیب،طعنہ (ج) اَعْیَارٌ

﴿**ذَنْبَ**﴾ (جرم،گناہ،غلطی) (ج) ذُنُوْبٌ

فعل و متعلقات: أَذْنَبَ (افعال) گناہ کرنا،جرم کرنا،غلطی کرنا،گنہگار ہونا۔

فائدہ: ذَنْبٌ: مطلق گناہ کو کہتے ہیں چھوٹا ہو یا بڑا۔

خَطَأٌ: ایسا گناہ جو بلاارادہ سرزد ہوجائے۔

إِثْمٌ: ایسا گناہ جس کی طرف طبیعت پہلے سے آمادہ ہو اور وقت آنے پر اس کے ارتکاب سے نہ چوکنا،جرم: بڑا گناہ۔

﴿**یَعْمَلَہُ**﴾ (وہ اس کو کرے گا)

فعل و متعلقات: عَمِلَ (س) عَمَلاً: قصدا کوئی فعل کرنا،کام کرنا،پیشہ کرنا،مصروف ہونا۔

---

[۱] ترمذی شریف ص۷۷،ج۲،باب صفة القیامة رقم الحدیث ۲۵۰۵/ مشکوۃ شریف ص۴۱۴/ شعب الایمان،رقم الحدیث ٦۷۸

اسم و متعلقات: العَامِلُ (ج) عُمَّالٌ (عمل کرنے والا)

فائدہ: **العَمَلُ**: عمل وہ کام جو کوئی غرض پوری کرنے کے لئے ارادۃً کیا جائے۔

الفِعْلُ: فعل وہ کام جو کسی اثر کے نتیجہ میں ہو خواہ ارادۃً ہو یا بلا ارادہ۔

الصُنْعُ: کسی کام کو فنی مہارت سے کرنا، اور **الجُهْدُ** سعیٔ بلیغ کرنا، کسی کام کے کرنے میں اپنی تمام کوشش صرف کرنا۔

تعارف راویٔ حدیث: حضرت معاذ بن جبلؓ

معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عابد بن عدی بن کعب الانصاری الخزرجی، آپ کی کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے، اٹھارہ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے، بیعت عقبہ اور باقی تمام غزوات میں شریک رہے، اللہ پاک نے دولت علم سے مالا مال فرمایا تھا، اسی لئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرات صحابہ سے یہ فرمایا کہ **اقرء وا القرآن من اربعة من ابن مسعود و سالم مولى أبى حذيفة و أُبى بن كعب ومعاذ بن جبل** (چار آدمیوں سے بطور خاص علوم قرآن حاصل کرو عبد اللہ بن مسعود، سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل) اسی طرح ایک مرتبہ فرمایا کہ صحابہ میں حلال وحرام کا سب سے زیادہ علم معاذ بن جبل کو ہے (**عن انسؓ مرفوعا و اعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل**) ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ **عجزت النساء ان تلدن مثل معاذ لولا معاذ هلك عمر** (معاذ جیسے افراد پیدا کرنے سے خواتین عاجز ہیں، وہ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا) اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا تھا، جیسا کہ یہ قصہ بہت مشہور ہے، بعض روایات میں ہے کہ اس وقت رخصت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو دعائیہ کلمات سے اس طرح نوازا **حفظك الله من بين يديك و من خلفك وعن يمينك وعن شمالك ومن فوقك ومن تحتك وادرأ عنك شرور الانس والجن** (اللہ تعالیٰ آپ کی ہر جہ

جانب سے حفاظت فرمائے اور جن وانس کے جملہ شرور کو ہٹا دے)

دور عمری میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کی وفات کے بعد آپ کو ملک شام کا عامل بنایا گیا، اور وہیں ۱۸ھ طاعون عمواس میں وفات پائی، آپ کی عمر مبارک ۴۸ سال ہوئی، متفق علیہ احادیث ۱۵۵ ہیں، تین منفرد بخاری اور ایک منفرد مسلم ہے۔ (تہذیب التہذیب ج/۵ص:۴۶۵، الاصابۃ ج/۳ ص:۴۰۶، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقۃ بمشکوۃ ص/۶۱۶، اسماء الصحابۃ الرواۃ، ص۵۵)

فقہ الحدیث: (۱) گناہ پر عار دلانے سے سوئے خاتمہ کا اندیشہ ہے کیونکہ **لَمْ يَمُتْ حَتَى يَعْمَلَهُ** کے عموم میں یہ احتمال ہے کہ عین موت کے وقت گناہ میں مبتلاء ہو جائے۔

(۲) ہر شخص پر دوسروں کی عزت کی حفاظت بہت ہی ضروری ہے، اسی لئے کسی کو عار دلا کر ذلیل کرنے پر مذکورہ وعید بیان کی گئی، ''اور اپنی عزت آپ کرو'' کے نفسیاتی اصول پر عمل اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم بھی دوسروں کی عزت کریں۔

(۳) جس گناہ پر توبہ کر لی ہو اس پر بندوں کا عار دلانا خود اللہ کو نا پسند ہے تو کیسے مان لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت بندوں کے سامنے ایسے گناہ کا تذکرہ فرمائیں جس سے بندہ شرمندہ ہو جائے جبکہ اللہ تعالیٰ ستار العیوب ہے۔

(۴) بعض گناہ ایسے ہیں کہ اس کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے، ان میں سے ایک توبہ کئے ہوئے گناہ پر عار دلانا ہے۔

❁ ❁ ❁

(۱۲) چغل خوری کا وبال

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ. (ابوداؤدشریف ص/٦٦٨ ج/٢)[1]

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چغلی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (دو آدمیوں کے تعلقات بگاڑنے کیلئے ایک کی بات دوسرے تک پہنچانے کو چغلی کہتے ہیں)

حل مفردات:

﴿**قَتَّاتٌ**﴾ (چغل خور)

اسم و متعلقات: قَتَّاتٌ و قَتُوتٌ: چغل خور، چوری سے لوگوں کی باتیں سننے والا۔

فعل و متعلقات: قَتَّ(ن) قَتّاً جھوٹ بولنا، (۱)قَتَّ بَيْنَ النَّاسِ: لوگوں کی باتیں خفیہ طور پر سننا، (۲)قَتَّ الْحَدِيْثَ: فساد پھیلانے کی غرض سے باتیں لوگوں تک پہنچانا، بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا۔

فائدہ: قَسَّاس: وہ شخص جو لوگوں سے باتیں معلوم کرے پھر چغلی کرے۔

تعارف راوی حدیث: حضرت حذیفہ بن الیمانؓ

حذیفہ بن الیمان بن جابر العبسی۔

آپ کی کنیت ابوعبد اللہ ہے، آپ کے والد کا نام حسیل ہے، چونکہ قبیلۂ بنی عبدالاشہل کی خاتون الیمانیہ کے حلیف ہوئے تھے، اس لئے آپ کا لقب یمان ہوا، باپ اور بیٹے نے بدر کا قصد کیا مگر مشرکین نے روک دیا بالاخر سب سے پہلی شرکت جنگ احد میں ہوئی، جس میں ان کے والد حضرت یمانؓ شہید ہوگئے، حضرت عمرؓ نے آپ کو مدائن کا

[1] ابوداؤدشریف ص/٦٦٨ ج/٢، باب فی القتات رقم الحديث ۴۸۷۱/ مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۳۱۰، شعب الایمان، رقم الحدیث ۱۱۱۰۲

گورنر مقرر فرمایا، چنانچہ حضرت عثمانؓ کی شہادت تک حاکم رہے اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چالیس دن کے بعد وفات پائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پیشتر ہونے والے بہت سے احوالِ فتن آپ کو بیان فرمائے تھے، اس لئے آپؓ "صاحب سِرّ رسول" (رازدار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم) کے لقب سے مشہور تھے، مسلم شریف میں حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ لقد حدثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم بما کان وما یکون حتی تقوم الساعة (اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے ماضی کے اور آئندہ قیامت تک کے بہت سے واقعات بیان فرمائے) کل روایات ۲۲۵ ہیں، جن میں متفق علیہ ۱۲ منفرد بخاری ۸ اور منفرد مسلم ۱۷ ہیں آپ کی وفات ۳۶ھ میں ہوئی۔ (تہذیب التہذیب ج/اص:۴۵۴، الاصابۃ ج/اص:۳۱۶، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقۃ بمشکوۃ ص/۵۹۰)

فقہ الحدیث: (۱) چغل خور (چغلی کے ذریعہ) دو آدمیوں کے آپسی تعلقات بگاڑتا ہے، اور ہر ایک کے سکون واطمینان کو مکدر کر دیتا ہے، اسی لئے الْجَزَاءُ مِنْ جِنْسِ الْعَمَلِ (جیسی کرنی ویسی بھرنی) کے مطابق چغل خور کو عالم بالا میں سکون والی جگہ (جنت) سے ابتداءً دور رکھا جائے گا۔

(۲) چغلی کرنا سنگین جرم ہے اسی لئے بطور سزا دخول نار کی وعید سنائی گئی، یہ اور بات ہے کہ مولائے کریم معاف فرمادیں۔

❁ ❁ ❁

(۱۳) والدین کا مقام ومرتبہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَاالرَّبِّ فِی رِضَا الْوَالِدِ وَسُخْطُ الرَّبِّ فِی سُخْطِ الْوَالِدِ.
(ترمذی شریف ص۱۲/اج۲) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضامندی ماں باپ کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے (والدین خوش تو اللہ بھی خوش وہ ناراض تو اللہ بھی ناراض ہوتا ہے)

حل مفردات:

﴿**السُخْطُ**﴾ (ناراضگی، ناگواری، غصہ) السُخْطُ و السَّخَطُ دوضبط ہیں۔

فعل و متعلقات: سَخِطَ (س) سَخَطاً وسُخْطاً کسی سے ناراض ہونا، کسی پر غصہ ہونا، کسی سے نفرت کرنا۔

فائدہ: (۱) ضِغْنٌ: ایسی ناراضگی جسے انسان دل سے نہ نکالے بمعنی حقد، کینہ (۲) غِلٌّ: وہ قلبی ناراضگی جو دشمنی کی حدتک پہونچ جائے۔

تعارف راویٔ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ

عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم السہمی القرشی، کنیت ابومحمد اور ابو عبدالرحمٰن، آپ اپنے والد سے پہلے مسلمان ہوئے، دونوں کی عمر میں بارہ یا تیرہ سال کا تفاوت تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر مجلس میں احادیث مبارکہ ضبط فرماتے تھے، بڑے تہجد گزار تھے، راتوں کو چراغ بجھا کر لمبی لمبی نفلیں پڑھتے تھے، اس قدر روتے تھے کہ آنکھیں متأثر ہوگئیں، کل روایات ۷۰۰ ہیں، متفق علیہ ۱۷، منفرد بخاری ۸، اور منفرد مسلم ۲۰ ہے، آپ کی وفات علی اختلاف الاقوال ۵۵ھ یا ۶۳ھ یا ۶۵ھ یا ۶۷ھ یا ۷۳ھ میں

[1] ترمذی شریف ص۱۲/اج۲، باب ما جاء فی بر الوالدین رقم الحدیث ۱۹۰۰/ شعب الایمان، رقم الحدیث ۷۸۳۰

ہوئی،۔ (الاکمال لاسماء الرجال ملحقہ بمشکوۃ ۶۰۵، سیر اعلام النبلاء ج/۴ص:۲۷۷، اسماء الصحابہ الرواۃ لابی محمد علی بن احمد الاندلسی ص:۴۳، الاصابۃ ج/۲ص:۳۴۳)

فقہ الحدیث: (۱) والدین کو خوش رکھنا ایسی عظیم الشان نیکی ہے کہ اس کے عوض میں سب سے بڑی نعمت رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے، ارشاد ہے وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ (اللہ کی رضاء سب سے بڑی نعمت ہے) اس کے برعکس ان کو ناراض کرنا ایسا گناہ ہے کہ کائنات کی سب سے بڑی ہستی یعنی اللہ ناراض ہوجاتے ہیں۔

(۲) الوَالِد: جننے والا، جس سے آدمی کی پیدائش ہوئی ہو اس لفظ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حدیث پاک میں بطور خاص حقیقی والدین کی خوشی اور ناراضگی مراد ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ خوش ہیں یا ناراض اس کی ایک علامت حدیث میں مذکور بیان کردہ عمل ہے۔

(۴) مضمون کی ادائیگی میں موقع محل کے مناسب کلمات استعمال کرنے چاہیے، جیسا کہ اس حدیث میں لفظ رب اور والد کا استعمال عین موقع کے مناسب ہے، کہ رب، مربی (پالنے والے) اور والد، جننے والے کو کہتے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کا احسان بے مثال اور عظیم ہے، اور یہ طے شدہ ہے کہ ہر شخص اپنے محسن کو خوش رکھنے کی حتی المقدور کوشش کرتا ہے، لہذا حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ اپنے مربی اور اپنے جننے والے محسنین کو خوش رکھنا فطری اور طبعی تقاضا ہے اور انہیں ناراض کرنا فطرت کے خلاف ہے۔

(۱۴) اتفاق واتحاد کی مضبوطی

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضاً . (بخاری شریف ص۸۹۰ ج۲)[۱]

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایمان والا ایمان کیلئے عمارت کے مثل ہے جس کا بعض دوسرے بعض کو تھامے رکھتا ہے (گرنے نہیں دیتا، مؤمن قوی کو چاہیے کہ کمزوروں کا خیال رکھے)

حل مفردات:

﴿**اَلْبُنْیَانُ**﴾ (تعمیر، عمارت، مکان)

فعل و متعلقات: بَنَی (ض) بَنْیاً و بُنْیَاناً عمارت کھڑی کرنا، دیوار بنانا، حسی اور معنوی دونوں قسم کی بناوٹ کے لئے استعمال ہوتا ہے، جیسے بَنَی الرِّجَالَ افراد تیار کرنا، شخصیات تیار کرنا۔

فائدہ: ☆بُنْیَان: ایسی دیوار یا تعمیر جس کے اجزاء مضبوطی سے آپس میں ملے ہوئے ہوں، جِدَار: مکان یا احاطہ کی کوئی بھی دیوار، سَدٌّ: دو چیزوں کے درمیان بنائی ہوئی وہ دیوار جو آڑ ہو جائے اور مخالف کو اندر آنے نہ دے، سُوْرٌ: فصیل، شہر کے گرد ونواح کی وہ بلند دیوار جسے پھاندا نہ جا سکے اس کو سور البلد اور شہر پناہ کہتے ہیں۔

☆ مجموعی طور پر قرآن مجید میں بنیان تین معانی (مراد) کے لئے استعمال ہوا ہے (۱) عالی شان محل جیسے **فاتی اللّٰہ بنیانھم (النحل . ۲۶)** (۲) مسجد جیسے **فقالو ا ابنوا علیھم بنیانا (کھف . ۲۱)** (۳) اینٹ کا بھٹا، تنور جیسے **قالو ا ابنوا لہ بنیانا (الصافات ۹۷)**

---

[۱] بخاری شریف ص۸۹۰ ج۲، باب تعاون المسلمین بعضھم بعضاً رقم الحدیث ۶۰۲۶ / مسند احمد، رقم الحدیث ۱۹۶۲۴، کنز العمال، رقم الحدیث ۶۷۴

تعارف راویٔ حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ

عبداللہ بن قیس بن سلیم بن حصار بن حرب الاشعری۔

آپ کی کنیت ابوموسیٰ، والدہ کا نام طیبہ بنت وہب ہے، ہجرت سے پہلے مکہ معظّمہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے، اس کے بعد ایک قول کے مطابق حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی، اور قولِ مشہور کے مطابق آپ اپنے وطن یمن واپس لوٹ گئے تھے، پھر وہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد مدینہ پاک کے لئے روانہ ہوئے، مگر بادِ مخالف نے آپ کی کشتی کو حبشہ پہنچا دیا، کچھ دن مہاجرین حبشہ، مثلاً حضرت جعفر بن ابی طالبؓ وغیرہ کے ساتھ رہ کر مدینہ پاک فتح خیبر کے موقع پر تشریف لائے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے کچھ حصوں پر آپؓ کو گورنر مقرر فرمایا، اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ حکومت میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی وفات کے بعد آپؓ کو بصرہ کا گورنر بنایا، جہاں رہ کر انہوں نے اہواز اور اصفہان کو فتح فرمایا، پھر حضرت عثمانؓ کے دور میں کوفہ کے گورنر ہوئے، اللہ پاک نے مثالی حسن صوت کی نعمت سے نوازا تھا، ایک مرتبہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی عمدہ قرأت سن کر فرمایا **لقد اوتی مزمارا من مزامیر ال داؤد** (انہیں تو حضرت داؤد علیہ السلام کے حسن صوت کا ایک حصہ عنایت ہوا ہے) حضرت عمرؓ جب بھی ان کو دیکھتے تو فرماتے کہ **ذکّرنا ربنا یا ابا موسی** (اے ابوموسیٰ! ہمیں اپنی بہترین آواز سے قرآن پڑھ کر اللہ کی یاد دلاؤ)

جنگِ صفین میں مسئلہ تحکیم میں جن دو حضرات کو حکم بنایا گیا ان میں سے ایک آپ تھے، حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں کہ بطور خاص چھ حضرات سے علم حاصل کرو، پھر ان میں آپ کو بھی شمار کرایا، آپ کی کل روایات ۳۶۰، متفق علیہ روایت ۵۰، اور منفرد بخاری ۴ اور منفرد مسلم ۲۵ ہیں، آپ کی وفات علی اختلاف الاقوال کوفہ یا مکہ میں ۵۱ھ یا ۵۲ھ یا ۵۳ھ میں ہوئی، آپ کی کل عمر مبارک ۶۳ سال کی تھی۔ (تہذیب التھذیب ج/۳ ص:۲۳۴، الاصابۃ

ج/۲/ص:۳۵۱،الاکمال فی اسماء الرجال ملحقۃ بمشکوۃ ص/ ۶۱۸)

فقہ الحدیث: (۱)اتحاداورآپسی جوڑ میں دیوار کے مانند طاقت وقوت ہوتی ہے،جس کی مخالف ودشمن کے شر سے بچنے کے لئے اشد ضرورت ہوتی ہے،اس لئے بندۂ مؤمن کو چاہیے کہ جماعت کے ساتھ جڑا رہے۔

(۲) یہ حدیث آیت کریمہ **كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ** (ایمان والے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہے) کی تفسیر ہے۔

(۳) اہم مضامین کو مناسب مثالوں سے سمجھانا چاہیے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف ارشادات میں متعدد ایسی انوکھی مثالیں ملتی ہیں،حضرت امام ترمذیؒ نے اپنی سنن میں **کتاب الأمثال** کا عنوان قائم فرما کر اس طرح کی چند احادیث جمع فرمائی ہے۔

(۴) اشارۃً یہ معلوم ہوتا ہے کہ تعمیرات مضبوط اور ٹھوس ہونی چاہئے۔

❁ ❁ ❁

(۱۵) پرندہ صفت دل رکھنے والا جنتی ہے

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلَ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ. (مسلم شریف ص/۳۸۰ ج/۲)[۱]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں داخل ہونے والے کچھ لوگ ایسے ہونگے جن کے دل (نرم دلی، خوف وخشیت اور توکل کے باب میں) پرندوں کے دل کے مانند ہونگے۔

حل مفردات:

﴿**أَفْئِدَةٌ**﴾ (دل)

اسم و متعلقات: **الفُؤَادُ** (ج) **أَفْئِدَةٌ** بمعنی دل،محاورات میں بولتے ہیں **مِنْ صَمِيْمِ الفُؤَادِ**: تہ دل سے،دل کی گہرائیوں سے،

فائدہ: محققین علمائے لغت فرماتے ہیں کہ **فُؤاد** یہ **فَأدَ** سے مشتق ہے،**فأد اللَّحم** کے معنی گوشت کو آگ پر بھوننا،اور **لحم فئید** کے معنی آگ پر بھونا ہوا گوشت کے آتے ہیں،اس سے معلوم ہوا کہ یہ لفظ گرمی اور شدید حرارت پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ ابن فارس فرماتے ہیں **الفأد يدل على حمى و شدة الحرارة** لہٰذا جہاں انسان کے جذبات کی شدت اور اس کی تاثیر کا ذکر آئے گا وہاں یہ لفظ استعمال ہوگا،مثلاً (۱) **وأصبح فؤاد أم موسیٰ فارغا** اور موسی کی ماں کے دل میں قرار نہ رہا (خالی ہوگیا)۔

(۲) **مهطعين مقنعي رء وسهم لا يرتد اليهم طرفهم و افئدتهم هواءٌ** (سر اٹھائے ہوئے دوڑتے ہوں گے ان کی نگاہیں بھی ان کی طرف نہ لوٹ سکیں گی،اور دل (دہشت کے مارے اڑ رہے ہوں گے)

اسی بناء پر آیت کریمہ **ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئک كان عنه**

---

[۱] مسلم شریف ص/۳۸۰ ج/۲،باب يدخل الجنة اقوام رقم الحدیث ۲۸۴۰/ مسند احمد،رقم الحدیث ۸۳۸۳

مسؤلا میں اللہ تعالی نے فؤاد سے باز پرس کئے جانے کو فرمایا ہے اس سے ایسے ہی اعمال مراد ہیں جو شدت جذبات کے تحت انسان کر بیٹھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ متعلقہ حدیث میں فؤاد کو استعمال فرمایا، کیونکہ خوف وخشیت، توکل، نرمی، قلب کے جذباتِ صحیحہ کے نتائج ہیں۔

﴿الطَّیرُ﴾ (پرندہ)

اسم و متعلقات: الطَّائِرُ (ج) طَیرٌ وطُیُورٌ پرندہ، فضاء میں اڑنے والا ہر جانور، وہ پرندہ وغیرہ جس سے اچھا یا برا شگون لیا جائے، خیر یا شر کا حصہ۔ الطِّیَرَۃُ والطِیَرَۃُ نحوست، فال، شگون، اچھا یا برا شگون لینے کی چیز۔ المَطَار: ایرپورٹ، ہوائی اڈہ، (ج) مَطَارَات، الطَّیَّارُ: جہاز راں، پائلٹ، تیز رفتار گھوڑا۔

فعل و متعلقات: (۲) طَارَ (ض) طَیراً، طَیرَاناً اڑنا، پرواز کرنا، حرکت سے بازوؤں کا ہوا میں اٹھنا۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر ایک کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) پرندوں کے دل ہمیشہ سہمے سہمے ہوتے ہیں، نیز نرمی اور صفت توکل میں اپنی مثال آپ ہوتے ہیں کہ روزانہ صبح آشیانوں سے بھوکے پیٹ اللہ پر بھروسہ کئے ہوئے نکلتے ہیں، اور شام کے وقت آسودہ ہوکر واپس لوٹتے ہیں، اس تشریح کے مطابق یہ بات معلوم ہوئی کہ پرندوں کے یہ اوصاف (خوف وخشیت، رقت ونرمی، توکل) موجب دخول جنت ہے۔

(۲) آدمی کو چاہیے کہ جہاں کہیں سے اور جس کسی سے بھی اچھی باتیں ملے، انہیں لے لینا چاہیے، اگر چہ جس سے اچھی بات لی جا رہی ہے وہ مرتبہ میں کم ہو، دیکھئے پرندہ، انسان کی بنسبت بہت ہی کم مرتبہ ہے، لیکن حضرت شارع نے مذکورہ صفات میں اس کو نمونہ قرار دیا......اسی لئے حضرت شارع ﷺ نے **الحِکمَۃُ ضَالَّۃُ المؤمِنِ أخَذَھا مِن حَیثُ وَجَدَھا** (مفید باتیں، ایمان والے کی گم شدہ پونجی ہے، جہاں سے

ملے لے لینا چاہیے) اور **السَّعِیدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیرِہٖ** (دوسروں سے نصیحت لینے والا نیک بخت ہوتا ہے) جیسی احادیث میں اس طرح سبق آموزی کی تعلیم اور ترغیب دی ہے۔

(۳) اللہ پاک دلوں کے نگہبان ہیں، ان کو ہر ایک کی کیفیات قلبیہ کا علم ہے۔

❁ ❁ ❁

(۱۶) کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی ممانعت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّبُوْلَ قَائِماً. (ابن ماجہ ص/۲۶)[۱]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

حل مفردات:

﴿**یَبُوْلُ**﴾ (پیشاب کرتا ہے)

فعل و متعلقات: بَالَ (ن) بَوْلاً پیشاب کرنا، چربی کا پگھلنا، کثیرالاولاد ہونا۔

اسم و متعلقات: البَوْلُ (ج) أَبْوَال پیشاب، أَلْبُوْلَةُ پیشاب کا مریض جسے بہت پیشاب آتا ہو، اَلْبُوَالُ کثرت پیشاب کی بیماری، اَلْمِبْوَلَةُ پیشاب داں۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر دو کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) تعلیمات اسلامیہ میں حیاء، پردہ پوشی اور پاکیزگی کا بہت زیادہ لحاظ رکھا گیا ہے، مذکورہ ارشاد اس کی بین دلیل ہے، کیونکہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں چھینٹوں کا اُڑ کر کپڑے اور بدن پر لگنے کا احتمال رہتا ہے، نیز کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں ستر پوشی بھی کما حقہ نہیں ہو پاتی، اس لئے بیٹھ کر پیشاب کرنے کی ہدایت بیان فرمائی، اور کھڑے کھڑے پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

(۲) نیز اس حدیث میں پیشاب اور اس کے چھینٹوں سے بچنے کی پرزور تاکید بھی ہے، کیونکہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں قطرات لگنے کا صرف مظنہ اور گمان ہے، پھر بھی کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے منع فرمادیا۔

---

[۱] ابن ماجہ ص/۲۶، باب فی البول قاعداً رقم الحدیث ۳۰۹

(۱۷) نماز فجر کا وقت مستحب

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ. (مشکوٰۃ شریف ص:۶۱)[۱]

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فجر کی نماز (صبح صادق کے کچھ دیر بعد) اجالے میں پڑھو کیوں کہ اجالے میں پڑھنا بہت ہی زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

حل مفردات:

﴿**اَسْفِرُوْا**﴾ (روشنی میں کرو)

فعل و متعلقات: اَسْفَرَ بِالصَّلٰوةِ نماز کو صبح روشن ہوجانے اور تاریکی ختم ہوجانے کے بعد پڑھنا، قدرے تاخیر سے پڑھنا۔ اَسْفَرَ (افعال) اِسْفَارٌ کھلنا، منکشف ہونا، اَسْفَرَ فُلاَنٌ: صبح کو سفر کے لئے نکلنا۔ اَسْفَرَ الْوَجْهُ، چہرہ چمکنا، اَسْفَرَ الصُّبْحُ، صبح روشن ہونا۔

اسم و متعلقات: السِّفْرُ (ج) اَسْفَار کتاب، بڑی کتاب، السُّفْرَةُ، توشۂ مسافر، توشہ دان، کھانا لگا ہوا دسترخوان۔ السَّفِیْرُ قاصد، ایلچی، ثالث، مصلح۔

فائدہ: صبح کی روشنی کو اِسْفَار اور چاشت کی روشنی کو اِشْرَاق کہا جاتا ہے۔

﴿**الأَجْرُ**﴾ (ثواب، بدلہ)

اسم و متعلقات: اَلْاَجْرُ مزدوری، کرایہ، ثواب، مہر، (ج) اُجُوْر، الأَجِیْرُ (ج) اُجَرَاءُ (مزدور، کرایہ دار)

فعل و متعلقات: (۱) اَجَرَ (ن) اَجْراً و اُجُوْراً (فُلاناً عَلٰی کَذَا)، مزدوری دینا، تنخواہ دینا، (۲) اجَرَ اللّٰهُ عَبْدَه مزدوری دینا، بدلہ دینا، ثواب دینا۔

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص/۶۱/ مسندِ احمد ص/۱۲۵۴، رقم الحدیث/۱۷۴۱۱/ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۲۸۶

فائدہ: (۱) اَجْر اور اُجْرَۃ وہ بدلہ ہے جو پہلے سے طے ہو چکا ہو یا بوقتِ ضرورت اُجرت دینے والا بدلے کا اعلان کرے جسے سامنے والا قبول کرکے متعینہ کام شروع کرے۔ ’’اجر‘‘ کا لفظ دینی دنیوی دونوں طرح کے بدلے کے لئے بولا جاتا ہے جیسے وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور قَالَ اِنِّیْ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هَاتَيْنِ عَلٰى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمَانِیَ حِجَجٍ پہلی آیت میں دینی بدلہ اور دوسری آیت میں دنیوی بدلہ مراد ہے۔ جبکہ ’’اجرت‘‘ کا لفظ عموماً دنیوی بدلے پر بولا جاتا ہے۔

(۲) مجموعی طور پر قرآن کریم میں چار معانی (مراد) کے لئے استعمال ہوا ہے (۱) ایام رضاعت کا نفقہ جیسے فإن ارضعن لكم فئا تو هن اجورهن (طلاق ٦) (۲) مہر جیسے واٰتوهن أُجورهن بالمعروف (النساء ۲۵) (۳) مزدوری جیسے ليجزيك أجر ما سقيت لنا (قصص ۲۵) (۴) ثواب جیسے ولنجزين اللذين صبروا أجرهم (النحل ۹٦)

تعارف راویٔ حدیث: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ

رافع بن خدیج بن رافع بن عدی بن یزید بن جشن الانصاری الاوسی الحارثی۔

کنیت میں دو قول ہے ابوعبداللہ اور ابوخدیج، آپ کی والدہ حلیمہ بنت مسعود کا تعلق بنو بیاضہ سے تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بدر میں کم سنی کے سبب شرکت کی اجازت نہیں دی، اس کے بعد جنگ احد اور دیگر تمام مغازی میں برابر شریک رہے، جنگ احد میں آپ کو ایک تیر لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت سنائی کہ أنا أشهد لك يوم القيامة (میں بروز قیامت آپ کے لئے گواہی دوں گا) تیر تو نکالا جا چکا مگر اس کی کوئی خراش اندر کو رہ گئی جسے زندگی بھر سہتے رہے بالآخر ۵۹ھ یہ زخم پھر سے ابھر آیا اور دور معاویہ میں وفات پائی، بعضوں نے سن وفات ۳۷ھ بتلائی ہے، مگر قول اول مشہور ہے، کل عمر ۸٦ سال کی تھی، آپ اپنی قوم کے عریف یعنی چودھری تھے، کل روایات ۷۸ ہیں، متفق علیہ ۵، اور منفرد مسلم ۳ ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج/۲ص:۱۳٦، الاصابۃ ج/۱ص:۴۸۳، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقۃ بمشکوۃ ص/۵۹۴)

فقه الحديث: (۱) نماز فجر کو اجالے میں پڑھنے کی پرزور تاکید، بایں طور کہ اجالے میں پڑھنے پر اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ کے ذریعہ ثواب عظیم کی بشارت سنائی، اسی طرح اَسْفِرُوا فعل امر بصیغۂ جمع ذکر کرتے ہوئے پرزور انداز میں اس کا تقاضا اور مطالبہ کیا گیا۔

(۲) اگر عبارت میں بلا ارادہ بے اختیار مسجی مقفی کلام (قافیہ و اوزان کی رعایت کرکے بیانا ہوا کلام) زبان و قلم سے صادر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، چنانچہ اس حدیث کے جملۂ اولی کے آخر میں بِالْفَجْرِ اور جملۂ ثانیہ کے آخر میں اس کا ہم وزن لِلْاَجْرِ موجود ہے، (دراصل کچھ حضرات کلام کو مقفی و مسجی بنانے میں بہت تکلف برتتے ہیں، نتیجۃً مقصد سے توجہ ہٹ جاتی ہے، اس لئے بعض احادیث میں ایسا کرنے کو ناپسندیدہ بتایا گیا ہے)۔

❁ ❁ ❁

(۱۸) غسلِ جمعہ کی تاکید

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیَغْتَسِلْ. (نسائی شریف ج/۱ص:۱۵۵)[۱]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب تم میں سے کوئی نمازِ جمعہ کے لئے آئے تو اسے چاہیے کہ (پہلے) غسل کرلے۔

حل مفردات:

﴿**الجُمُعَةُ**﴾ (روزِ جمعہ)

اسم و متعلقات: اَلْجُمْعَةُ، الجُمُعَةُ، الجُمَعَةُ، مجموعہ، مٹھی بھر جماعت، جمعہ کا دن (ج) **جُمَعٌ – الجَمْعِيَّةُ**، انجمن، سوسائٹی (ج) **جَمْعِيَّاتٌ – المُجْتَمَعُ**، اجتماع گاہ، جلسہ گاہ، میٹنگ (ج) **مُجْتَمَاتٌ – المَجْمَعُ**، اکیڈمی، مجلس، تحقیقی ادارہ (ج) مَجَامِعُ.

تعارف راوئ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرؓ

عبداللہ بن عمر بن الخطاب بن نفیل القرشی العدوی، والدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے، آپ اتباع سنت اورورع وتقویٰ میں ضرب المثل تھے۔

آپ کے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پرفرمایا کہ عبد اللہ بن عمرؓ تو بہت ہی صالح نوجوان ہیں، کاش کہ وہ تہجد پڑھتے، اسکے بعد آپ کی کبھی تہجد فوت نہیں ہوئی، سب سے پہلے غزوۂ خندق میں شرکت فرمائی، اس سے پہلے کم سنی کے سبب شرکت نہ ہوسکی، حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں ''**ما من احد الا مالت به الدنيا ومال بها ماخلا عمر وابنه عبد الله**'' (حضرت عمرؓ اوران کے صاحب زادے دنیا

[۱] نسائی شریف ص/۱۵۵ج/۱، باب الامر بالغسل یوم الجمعة رقم الحدیث۱۳۷۳/ مسند احمد، رقم الحدیث ۵۱۶۹، السنن الکبریٰ، رقم الحدیث ۱۳۹۷

سے بہت زیادہ دور رہے) آپ کی روایات کی تعداد ۲۶۳۰، متفق علیہ ۱۷۰، منفرد بخاری ۸۱، اور منفرد مسلم ۳۱ ہیں آپ کی وفات ۷۳ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے تین ماہ بعد ہوئی۔ آپ کی شہادت میں حجاج کی سازش شامل تھی، کل عمر ۸۴/سال کی ہوئی۔

(الاکمال لاسماء الرجال ملحقہ بمشکوۃ ۶۰۵، سیر اعلام النبلاء ج/۴ ص:۳۴۶، اسماء الصحابہ الرواۃ لابی محمد علی بن احمد الاندلسی ص:۳۸، الاصابۃ ج/۴ص:۱۵۵)

حدیث پاک کا شان ورود: إذا جاء احکم الجمعه مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت میں عراق کے دوآدمیوں نے سوال کیا کہ کیا غسل جمعہ واجب ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ غسل کرلے تو بہت ہی اچھا ہے، اور میں تمہیں اس کے مشروع ہونے کی وجہ بتاؤں، وہ یہ کہ دور نبوی میں لوگ بہت ہی تنگدست تھے موٹے کپڑے پہنتے اور خود ہی سے باربرداری کرتے تھے، چھت کے بہت ہی نیچے ہونے کے سبب مسجد تنگ تھی، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موسم گرما میں خطبۂ جمعہ کے لئے تشریف لائے حاضرین کو خوب پسینہ آرہا تھا جب ہوا چلی تو پسینہ وغیرہ کی بدبو پورے مجمع میں اس طرح پھیلی کہ ہرایک اس سے پریشان ہوگیا حتی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کا شدید احساس ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ اے لوگوں! جمعہ کے دن غسل کرو اور استطاعت کے مطابق خوشبو استعمال کرو، یا اس کے مانند کلمات فرمائے۔ (البیان والتعریف فی اسباب ورود حدیث ص:۱۴۵ج/۱)

فقہ الحدیث: (۱) بروز جمعہ غسل کا اہتمام نماز جمعہ کے خاطر ہے، لہذا نماز کے بعد غسل کرنے سے اس حدیث پرعمل نہیں ہوگا۔

(۲) نماز جمعہ کی اہمیت بھی معلوم ہوئی کہ اس کے لئے دیگر نمازوں کی طرح وضوء تو ہے ہی، لیکن اس کے لئے مزید حکم یہ ہے کہ غسل کرکے نماز کے لئے آوے، البتہ یہ غسل کرنا مسنون ہے۔

(۳) فاء تعقیب مع الوصل کے لئے آتا ہے اس لئے حضرات مالکیہ نے استدلال کیا ہے کہ غسل اور نماز جمعہ کے لئے مسجد آنے میں کوئی فاصلہ نہ ہونا چاہیے، جب بھی نماز جمعہ کے لئے نکلنا ہو اس سے متصل غسل ہونا چاہیے، البتہ حضرات حنفیہ اور شافعیہ نے من اغتسل یوم الجمعة ثم راح کے پیش نظر یہ فرمایا ہے کہ دونوں کے درمیان فصل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ یہ حدیث خاص فضیلت کے لئے بیان ہوئی ہے مگر اس میں غسل اور نماز جمعہ کے لئے نکلنے میں تراخی کی گنجائش کی طرف اشارہ کرنے والا کلمہ "ثم" ہے، مذکورہ دونوں حدیث صحیح بخاری میں موجود ہے حدیث ہے **إذا جاء أحدكم الخ**: (کتاب الجمعہ، بخاری، ج/۱ص:۱۲۰ رقم الحدیث ۸۶۷ اور حدیث من اغتسل الخ۔ (کتاب الجمعہ، بخاری ج/۱ص:۱۲۱ رقم الحدیث ۸۷۱)

❁ ❁ ❁

(۱۹) نماز کا ایک اہم ادب

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُفَقِّعْ اَصَابِعَكَ وَاَنْتَ فِي الصَّلاةِ. (ابن ماجہ ص:۶۸)[۱]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی انگلیوں کو نماز میں نہ چٹخاؤ (انگلیوں کو دبا کر آواز نہ نکالو)

حل مفردات:

﴿**لَا تُفَقِّعْ**﴾ (انگلیاں مت چٹخا)

فعل و متعلقات: فَقَّعَ (تفعیل) المَفَاصِلَ، جوڑوں کی ہڈیوں کو دبا کر چٹخانا۔ تَفَقَّعَ (تفعل) الاَصَابِعَ، انگلیاں دباتے وقت چٹخنے کی آواز آنا۔

اسم و متعلقات: الفَاقِعُ، صاف، چمکدار، بھڑکدار زرد رنگ، دراصل عربی زبان میں یہ کلمہ پیلے رنگ کی تاکید کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (ج) فَوَاقِع

تعارف راویٔ حدیث: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی۔ کنیت ابوتراب اور ابوالحسن ہے، والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے، بچوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ میں مواخات کا تعلق قائم فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "أنت أخي" (آپ تو میرے ہی بھائی ہیں) تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ارشاد فرمایا کہ **أنت مني بمنزلة هارون من موسى** (آپ کا مجھ سے ایسا ہی رشتہ ہے جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسی علیہ السلام سے تھا) جس جمعہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اسی دن ۱۸/ ذی الحجہ ۲۵ھ کو آپ خلیفہ ہوئے، آپ کی مرویات ۵۳۶/ ہیں، جن

[۱] ابن ماجہ ص/۶۸، باب ما یکرہ فی الصلوٰۃ رقم الحدیث ۹۶۵/

میں سے متفق علیہ ۲۰/منفرد بخاری ۹/منفرد مسلم ۱۵/، آپ کے دور میں دارالحکومت کوفہ تھا ، جہاں ۱۸/رمضان ۴۰ھ میں جمعہ کی صبح کو آپ پر عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی نے قاتلانہ حملہ کیا جس کے تین دن بعد آپ کی وفات ہوگئی۔

آپ کی خلافت چار سال نو ماہ چند دن رہی۔ (الاکمال لاسماء الرجال ملحقہ بمشکوۃ ۶۰۲ ، الاصابۃ ج/۴ص: ۴۶۴ ، اسماء الصحابۃ الرواۃ، ص۴۴)

فقہ الحدیث: (۱) تقفع ، دبا کر آواز نکالنے کو کہتے ہیں (غَمْزُ المَفَاصِلِ حَتّٰی تَصُوت......زجاجہ) اس لئے بسا اوقات خود بخود اعضاء چٹخنے لگتے ہیں اور آواز نکلتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲) نماز میں از اول تا آخر خشوع مطلوب ہے، لہذا دوران صلوۃ اس قسم کا جو بھی فعل عبث ہوگا وہ مذموم اور قابل ترک ہے۔

❁ ❁ ❁

(۲۰) رزق الٰہی حاصل کرنے کا انوکھا طریقہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْفِقْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَیْکَ. (بخاری شریف ج/۲ص:۸۰۵)[۱]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے آدم کے بیٹے (انسان) تو (شریعت کی بتائی ہوئی راہوں میں) خرچ کرتا رہ، میں تجھے رزق دیتا رہونگا۔ (یہ حدیث قدسی ہے)

حل مفردات:

﴿اَنْفِقْ﴾ (خرچ کر)

فعل و متعلقات: نَفَقَ (ن) نَفْقاً: ختم ہوجانا - اَنْفَقَ (افعال) المَالَ: مال وغیرہ خرچ کرنا، المَالَ عَلٰی عِیَالِه اپنے بال بچوں پر مال خرچ کرنا - اَنْفَقَ (فُلَانٌ) غریب ومفلس ہوجانا، (التَاجِرُ) تاجر کا کاروبار بڑھنا۔

فائدہ: الاِنْفَاقُ: خیر کے کام میں خرچ کرنا، فقر وافلاس۔

الاِسْرَافُ: ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔

التَّبْذِیْرُ: بلا ضرورت اور بے دریغ خرچ کرنا۔

الاِهْلَاکُ: مذموم مقاصد میں بہت سا مال خرچ کرنا۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر ایک کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) انسان راہ خدا میں جو کچھ خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایسے خرچ کرنے پر رزق دینے کا بطور خاص وعدہ فرمایا، اس مضمون کو قرآن پاک نے بھی بیان کیا ہے، وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ.

(۲) کلمۂ انفاق عام ہے، اہل خانہ پر جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے وہ بھی اس میں داخل

[۱] بخاری شریف ص/۸۰۵ ج/۲، باب فضل النفقة علی الاهل رقم الحدیث ۵۳۵۲/ مشکوۃ شریف ص/۱۶۴/ مسند احمد، رقم الحدیث ۸۱۵۳، شعب الایمان، رقم الحدیث ۳۴۱۰

ہے، اسی لئے حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث پاک کو بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى اَهلِه (گھر والوں پر خرچ کرنے کی فضیلت) میں ذکر فرمایا ہے۔

(۳) حدیث پاک کی اہمیت کہ یہ حدیث قدسی ہے، یعنی وہ حدیث جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف قول کی نسبت فرمائی ہو۔

(۲۱) نفس وشیطان سے بچاؤ کا ہتھیار

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَفِىْ رِوَايَةِ اَبِىْ عُبَيْدَةَؓ مَالَمْ يَخْرِقُهَا. (نسائی شریف ج/ اص:۲۴۱)[۱]

ترجمه: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزہ ڈھال ہے (دنیا میں گناہوں سے اور آخرت میں عذاب سے بچنے کا ذریعہ ہے) مگر شرط یہ ہے کہ (گناہ کے ذریعہ) اس کو نہ پھاڑے۔

حل مفردات:

﴿جُنَّةٌ﴾ (ڈھال)

(۱) الجُنَّةُ یہ کلمہ تینوں ضبط کے ساتھ استعمال ہوتا ہے مگر ہر ایک کے معنی الگ ہیں: الجُنَّةُ (بِضَمِّ الْجِيْمِ) ڈھال، ڈھانکنے کی چیز، نقاب، ذریعۂ حفاظت (ج) جُنَنٌ – الجِنَّةُ (بِكَسْرِ الْجِيْمِ) : جنون، دیوانگی، آسیب کا اثر، المَجْنُوْن: دیوانہ، پاگل (ج) مَجَانِيْن – الجَنَّةُ (بِفَتْحِ الْجِيْمِ): باغ جس میں کھجور اور دیگر قسم کے درخت ہوں اور مطلق باغ کو بھی کہتے ہیں، آخرت کی نعمتوں کا گھر (ج) جِنَان – المِجَنُّ: بمعنی ڈھال (ج) مَجَانٌّ: ڈھال، وہ معروف ہتھیار جو دشمن کے وار کے سامنے کر کے اپنے آپ کو بچانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

﴿لَمْ يَخْرِقُهَا﴾ (اسے نہ پھاڑے)

فعل و متعلقات: خَرَقَ (ض، ن) خَرْقاً (الشَئ) پھاڑنا، سوراخ کرنا خَرِقَ (س) خَرَقاً اور خَرُقَ (ک) خُرْقًا بمعنی بے وقوف ہونا، اعتدال سے کام نہ کرنا، بے ہنر ہونا، حیران و پریشان ہونا۔

اسم و متعلقات: الخَرْقُ: سوراخ، پھٹن، شگاف، چٹیل مقام، بیابان (ج)

[۱] نسائی شریف ص ۱/۲۴۱ رقم الحدیث ۲۲۲۳، ۲۲۳۰/ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۶۹۰، شعب الایمان، رقم الحدیث ۳۶۴۳

خُرُوْقٌ – الخُرْقُ و الخُرُقُ: جہالت، بے وقوفی، رائی کی کمزوری-**خَرْقُ العَادَۃِ**: فوق العادت کام کرنا، عادت کے خلاف کام کرنا، رسم وعادت توڑنا۔

فائدہ: الخَرْقُ: کسی چیز کو بگاڑنے کے لئے پھاڑنا۔

القَدُّ: لمبائی میں پھاڑنا، الشَقُّ: کسی سخت چیز کو پھاڑنا۔

الفَرْقُ: کسی چیز کو دو یا زیادہ حصوں میں علیحدہ کرنا۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر گیارہ کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) جس طرح دشمن سے حفاظت کے لئے ڈھال کا استعمال ہوتا ہے ایسے ہی باطنی دشمن (شیطان ونفس) کے شرور وفتن سے بچاؤ کے لئے روزہ ڈھال کی طرح ہے، کہ روزہ رکھنے سے گناہوں کا جذبہ دب جاتا ہے، اسی لئے ایک حدیث میں ہے جس شخص کو شہوت کا غلبہ ہو اور اسے نکاح پر قدرت نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ مسلسل روزے رکھے، ایسا کرنے سے شہوت کا جذبہ دب جائیگا۔

(۲) جس طرح اس حدیث پاک میں روزے کو گناہوں سے بچنے کا نسخہ بتایا گیا ہے، ٹھیک اسی طرح نماز کو بھی قرآن مجید نے معاصی سے حفاظت کا مؤثر نسخہ بتایا ہے، ارشاد ہے **اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الفَحْشَاءِ وَالمُنْکَرِ** (نماز بے حیائی اور گناہوں سے روکتی ہے) اس لحاظ سے روزہ اور نماز ہم مثل ہوئے۔

(۳) روزے کی صورت میں بھوکا رہنا شہوت کو توڑتا ہے تو اس کے برعکس شکم سیری آدمی کی شہوت اور ابھارتی ہے، اسی لئے ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ما ملأ آدمی وعاء شر من بطن"۔

(۲۲) حج مبرور کی علامت اور اس کا اجر عظیم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔ (بخاری شریف ج/۱ص:۲۰۶)[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کیلئے ایسا حج کرے کہ (دوران حج) شہوت والی حرکت (ہم بستری یا اس کے تذکرے) نہ کرے اور نہ کسی گناہ میں مبتلا ہو تو وہ اپنے گھر اس طرح (بے گناہ) واپس لوٹتا ہے جیسا کہ اس دن بے گناہ تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

حل مفردات:

﴿**لَمْ یَرْفُثْ**﴾ (فحش باتیں نہ کرے)

فعل و متعلقات: رَفَثَ(ن) رَفْثاً ورُفُوثاً (فِی کَلَامِہٖ) فحش باتیں کرنا، گندی باتیں کرنا۔

اسم و متعلقات: الرَّفَثُ: فحش گوئی، جماع، عورت کے ساتھ صحبت خواہی، ہر وہ بات جس کے اظہار میں شرم محسوس ہوتی ہو۔ چنانچہ علامہ اظہری فرماتے ہیں: **الرَّفَثُ کَلِمَۃٌ جَامِعَۃٌ لِکُلِّ مَا یُرِیْدُہُ الرَّجُلُ مِنَ المَرْأَۃِ**. یعنی رفث ایسا جامع کلمہ ہے جو ان تمام باتوں کو شامل ہے جو ایک مرد اپنی بیوی سے چاہتا ہے۔

ملاحظہ: حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: یہ کلمہ مثلث الفاء ہے مگر راجح قول کے مطابق ماضی میں فتح اور مضارع میں ضمہ اولیٰ ہے۔

﴿**لَمْ یَفْسُقْ**﴾ (گناہ نہ کرے)

فعل و متعلقات: فَسَقَ (ن) فِسْقاً و فُسُوقاً (فُلَانٌ) نافرمان ہونا، حدود شریعت سے تجاوز کرنا، خیر وصلاح کے راستہ سے ہٹ جانا۔ **فَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ**: اپنے

[1] بخاری شریف ص/۲۰۶ ج/۱، باب فضل الحج المبرور رقم الحدیث ۱۵۲۱/ مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۱/ مسند احمد، رقم الحدیث ۷۱۳۶، شعب الایمان، رقم الحدیث ۴۰۸۸

رب کا نافرمان ہونا، اطاعت خداوندی سے باہر ہونا۔

ملاحظہ: فسق کے اصلی معنی ہے خروج عن الشئ جیسے فَسَقَتِ الرُّطَبَۃُ: پکی ہوئی کھجور کا چھلکے سے نکلنا۔

فائدہ: مجموعی طور پر قرآن کریم میں چار معانی (مراد) کے لئے استعمال ہوا ہے،
(۱) کفر جیسے أفمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا(السجدۃ ۱۸) (۲) معصیت جیسے فافرق بیننا وبین قوم الفاسقین(المائدۃ ۲۵) (۳) جھوٹ جیسے یٰأیّھا الذین اٰمنوا ان جاء کم فاسق بنبإ(الحجرات ۶) (۴) فحش کلامی جیسے فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق (البقرہ ۱۹۷)

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر ایک کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) حج مقبول کی نشانی یہ ہے کہ اس حج میں بغرض شہرت غیر اللہ کا خیال اور بغرض شہوت اجنبیات واجانب کے ساتھ تعلق اور دیگر معاصی کا ارتکاب نہ ہوا ہو۔

(۲) حج مقبول کی عظیم فضیلت یہ ہے کہ اس کی برکت سے حاجی پیدائشی دن کی طرح بے گناہ ہو جاتا ہے۔

(۳) فَلَمْ یَرْفُثْ (شہوت والی بات، یا شہوت والی حرکت سے گریز کرنا) کو بطور خاص ذکر کیا، جب کہ وَلَمْ یَفْسُقْ (گناہوں سے دور رہنا) میں یہ داخل ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عبادتِ حج میں اللہ تعالیٰ خصوصی طور پر یہ چاہتے ہیں کہ بندہ مجھ ہی سے اظہار محبت کرے، کسی اور کی طرف دھیان بالکل بھی نہ ہو، اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ حج عاشقانہ عبادت ہے۔

۞ ۞ ۞

(۲۳) ماہ رمضان میں عمرہ کے فضیلت

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِنَّ

عُمْرَۃً فِیْ رَمَضَانَ تَقْضِیْ حَجَّۃً اَوْ حَجَّۃً مَعِی. (بخاری شریف ج/۱ص:۲۵۱)[۱]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ثواب رکھتا ہے۔

حل مفردات:

﴿رَمَضَانَ﴾ (ماہ رمضان)

اسم و متعلقات: رَمَضَانُ: ہجری سال کا نواں مہینہ (ج) رَمَضَانَات ورَمَاضِیْنُ – الرَّمْضَاءُ: گرمی کی شدت، تپتی ہوئی زمین۔

فعل و متعلقات: رَمِضَ الصَّائِمُ: پیاس کی شدت سے روزے دار کا اندرونی حصہ جلنا، گرم ہونا۔ رَمِضَ (س) رَمَضاً (الشَئُ) کسی چیز کی حرارت سخت ہونا۔ رَمِضَتِ الاَرْضُ: زمین پر تیز دھوپ پڑنا (قَدَمُہٗ) گرم زمین پر پیروں کا جلنا۔

﴿تَقْضِیْ﴾ (پورا کرتا ہے)

فعل و متعلقات: قَضَی (ض) قَضْیاًو قَضَاءً وقَضِیَّۃً طے کرنا، پورا کرنا، فیصلہ کرنا، مقدمہ کا حکم سنانا۔ قَضَی اللّٰہُ: اللہ تعالیٰ کا حکم دینا۔ قَضَی الصَّلٰوۃَ: نماز ادا کرنا، نماز کی قضاء کرنا، قَضَی الحَجَّ والدَّیْنَ: حج یا قرض ادا کرنا، قَضَی حَاجَتَہٗ: ضرورت پوری کرنا، اپنا مقصد پالینا۔ قَضَی اَجَلَہٗ: مقررہ وقت یا حد کو پہنچنا، قَضَی نَحْبَہٗ: عمر پوری کرنا، مرجانا۔

تعارف راویٔ حدیث: حضرت عبداللہ بن عباسؓ

عبداللہ بن عباس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں، والدہ کا نام ام الفضل لبابہ بنت حارث تھا، سلسلۂ نسب یہ ہے عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی، ہجرت سے تین سال قبل آپ کی ولادت ہوئی، بوقت وفاتِ رسول

۱؎ بخاری شریف ص/۲۵۱ ج/۱، بَابُ حج النساء، رقم الحدیث ۱۸۶۳

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اختلاف الاقوال آپ کی عمر ۱۰/ یا ۱۳/ یا ۱۵/ سال کی تھی، تعداد روایات ۱۶۶۰ ہیں، متفق علیہ ۷۵ منفرد بخاری ۲۸ منفرد مسلم ۴۹ ہیں۔ بمقام طائف ۶۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی، یہ بات بہت ہی مشہور ہے کہ انتقال کے بعد ایک سفید قسم کا پرندہ آپ کے جنازہ میں داخل ہو گیا، آپ کی کل عمر ۷۱/ سال ہوئی۔ (الاصابہ ج:۴، ص:۱۲۱، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص/۶۰۴، سیر اعلام النبلاء ص/۴۳۹ ج/۴، اسماء الصحابۃ الرواۃ لابی محمد علی بن احمد الاندلسی ص/۴۰)

فقہ الحدیث: (۱) حدیث پاک سے عمرۂ رمضان کی امتیازی فضیلت معلوم ہوئی کہ ایسے عمرے سے آدمی کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(۲) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جو نیک عمل کیا جاتا ہے، اس کا مرتبہ بہت اعلیٰ ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابۂ کرام کا رتبہ سب سے بڑھا ہوا ہے کہ ان کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کا شرف حاصل ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعمال صالحہ بجالانے کی سعادت۔

(۳) بڑوں کے ساتھ حج کرنے کی اولویت ثابت ہوئی۔

(۴) فضیلت والے اوقات کی نیکی کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے، اسی لئے یہاں رمضان المبارک جیسے بابرکت مہینہ کے عمرہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہوئے حج کے مانند بتایا گیا۔

(۵) روزے کے ساتھ مجاہدہ والے دیگر اعمال صالحہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

❁ ❁ ❁

(۲۴) حلال روزی تلاش کرنے کا شرعی حکم

عَنِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ. (شعب الایمان للبیہقی ج/۶ ص:۴۲۰)[۱]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حلال روزی تلاش کرنا فرائض (اسلام کے پانچ ارکان، نماز روزہ وغیرہ) کے بعد ایک اہم فریضہ ہے۔

حل مفردات:

﴿فَرِيْضَةٌ﴾ (ذمہ داری)

اسم و متعلقات: الفَرِيْضَةُ: بندوں پر اللہ تعالیٰ کا فرض کیا ہوا عمل اور قانون، ذمہ داری، فرض، فریضۂ میراث (ج) فَرَائِض.

فعل و متعلقات: فَرَضَ (ض) فَرْضاً (الامْرَ) لازم کرنا، فَرَضَ لَهُ: کسی کے لئے کوئی چیز خاص کرنا، حصہ مقرر کرنا۔ (فَرَضَ عَلَيْهِ) فرض کرنا، ضروری قرار دینا، کسی کے منشاء کے بغیر کوئی کام سپرد کرنا، تھوپنا۔

فائدہ: مجموعی طور پر لفظ فرض قرآن میں پانچ معانی (مراد) میں استعمال ہوا ہے (۱) لازم کرنا جیسے فمن فرض فیهن الحج (البقرة ۱۹۷) (۲) حلال کرنا جیسے ما كان على النبى من حرج فيما فرض الله له (الأحزاب ۳۸) (۳) بیان کرنا جیسے سورة انزلنها و فرضنها (النور ۱) (۴) نازل کرنا جیسے إن الذى فرض عليك القرآن لرادك إلى معاد (قصص ۸۵) (۵) تقسیم کرنا جیسے فريضة من الله (النساء ۱۱)

نوٹ: راوئ حدیث کا تعارف حدیث نمبر سات کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) حلال روزی کی تلاش میں دیگر فرائض نماز وغیرہ کو چھوڑنے کی اجازت نہیں، کیونکہ حدیث میں طلب حلال کی فرضیت کو دیگر فرائض کی ادائیگی

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۲، شعب الایمان للبیہقی ص/۴۲۰ ج/۶، رقم الحدیث ۸۷۴۱

کے بعد بیان کیا گیا ہے، جیسے کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے فَرِیْضَةٌ بَعْدَفَرِیْضَةٍ.

(۲) بقدر ضرورت حلال روزی کے لئے دنیا میں مشغول ہونا مذموم نہیں ہے۔

(۳) لفظ طلب سے معلوم ہوا کہ رزق حلال کے خاطر نکلنا، اور کوشش کرنا فرض ہے۔

(۴) روزی حاصل کرتے ہوئے ہمیشہ اس کا خیال رہنا چاہیے کہ وہ حلال ہو اس میں ذرہ برابر بھی حرام کی آمیزش نہ ہو۔

❁ ❁ ❁

(۲۵) مردوں کو ریشمی لباس استعمال کرنے کی ممانعت

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ

الْحَرِيْرَ فِى الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِى الْاٰخِرَةِ. (مسلم شریف ج/۲/ص:۱۹۲)[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں ریشمی لباس سے محروم رہے گا۔

حل مفردات:

﴿**الحَرِیْرُ**﴾ (ریشم، ریشمی کپڑا)

اسم و متعلقات: الحَرِیْرَۃُ: ریشمی کپڑے کا ٹکڑا، آٹے اور دودھ گھی سے بنایا ہوا کھانا، حلوہ۔ الحَرِیْرِیُّ: ریشمی، ریشم بنانے یا بیچنے والا، الحَرَّار: ریشم فروش، ریشم ساز۔ المُحَرِّر: ایڈیٹر، مصنف، التَّحْرِیْرُ: تصنیف، لکھائی، رَئِیْسُ التَّحْرِیْر: مدیر اعلی۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر چھ کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) ریشمی کپڑا استعمال کرنا گناہ کبیرہ ہے، کیونکہ گناہ کبیرہ کی تعریف یہ ہے کہ ایسی معصیت پر کوئی وعید وارد ہوئی ہو اور یہاں ریشمی لباس استعمال کرنے پر صاف لفظوں میں وعید موجود ہے، اس لئے ایسا کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

(۲) لَبِسَ یَلْبَسُ کے معنی پہننا اور استعمال کرنا، دونوں آتے ہیں، لہذا جس طرح ریشم کا پہننا ممنوع ہے، ایسے ہی کسی اور طریقہ (مثلا بچھانا، اوڑھنا، لٹکانا) سے ریشم کا استعمال بھی ممنوع ہے۔

(۳) کچھ گناہ ایسے ہیں کہ اس کے سبب آدمی اخروی نعمت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

(۴) کسی شئی کو بے محل استعمال کرنے یا وقت سے پہلے استعمال کرنے کی بھی مذمت ثابت ہوتی ہے کہ مرد کے لئے ریشمی لباس دنیا میں جائز نہیں، البتہ آخرت میں انہی لباس سے انسان کا اعزاز ہوگا، معلوم ہوا کہ کسی شئی کو وقت سے پہلے یا اس کی صحیح جگہ کے علاوہ میں استعمال کرنا صحیح نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ مورث کو قتل کر دینے کے سبب وارث محروم ہو

---

[1] مسلم شریف ص/۱۹۲/ج/۲، کتاب اللباس والزینۃ رقم الحدیث ۲۰۷۴/ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۱

جاتا ہے،اس لئے کہ مورث کوتو بہر حال مرنا ہی تھا مگر وارث نے اس میں جلد بازی کی اور اس کے ترکہ پر قبضہ کرنے کی ظاہری صورت اختیار کی اس لئے اسے ترکہ سے محروم کر دیا گیا،مورث اگر اپنی موت مرتا تو وارث کو ضرور ترکہ ملتا ۔

(۲۶) مونچھ اور ڈاڑھی کے متعلق شرعی ہدایات

عَنِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِاِحْفَاءِ

الشَّارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحْیَۃِ. (ابوداؤد شریف ج/۲ص:۵۷۷)[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو مبالغہ کے ساتھ کاٹنے کا (کہ دیکھنے میں مونڈی ہوئی معلوم ہوں) اور داڑھیوں کو بڑھنے کے لئے چھوڑ دینے کا حکم فرمایا۔

حل مفردات:

﴿إحْفَاءٌ﴾ (جڑ سے اکھاڑنا)

فعل و متعلقات: أحْفَى (افعال) النّبَاتَ وشَارِبَه جڑ سے اکھاڑنا، بالکل صاف کرنا۔أَحْفَى فُلَاناً برہنہ پا کر دینا، بار بار سوال کر کے پریشان کرنا۔

﴿الشَّارِبُ﴾ (مونچھ)

اسم و متعلقات: الشَّارِبُ: بمعنی مونچھ،(ج) شَوَارِب، پینے والا (ج) شُرَّاب – المَشْرَبُ: پانی پینے کی جگہ،خواہش،الشُّرْبَةُ: ایک گھونٹ – الشُّرْبَةُ: چہرے کی سرخی، سیرابی کے بقدر پانی،سوپ- الشَّارِبَان: مونچھ کے دونوں کنارے۔

فعل و متعلقات: شَرِبَ(س)شُرْباً(المَاء ونَحْوَه) پینا،گھونٹ بھرنا- شَرِبَ الدُّخَان: تمباکو نوشی کرنا۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر اٹھارہ کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱)إحفاء: کہتے ہیں، کترنے میں اسطرح مبالغہ کرنا کہ سارے بال صاف ہو جائیں،اسلئے بہتر یہی ہے کہ مونچھ اس طرح صاف کی جائے کہ کوئی بال باقی نہ رہے۔

(۲) مونچھ کو صرف کترنے اور چھوٹی کرنے کی بھی اجازت ہے، کیونکہ ایک حدیث میں قَصُّ الشَّارِب کا لفظ وارد ہے،اور قص کے معنی بالوں کو قینچی وغیرہ سے کاٹنے کے

[1] ابوداؤد شریف ص/۵۷۷ ج/۲،باب فی اخذ الشارب رقم الحدیث ۴۱۹۹

آتے ہے، مگر پورے طور سے بال صاف کرنا اولیٰ ہے، اس لئے کہ حدیث پاک میں اس کا ذکر بصیغۂ امر وارد ہے (جو موجب تاکید ہے)

(۳) نظافت پسندی مذہب اسلام کے محاسن میں سے ہے، مذکورہ شرعی ہدایت اس کا ایک نمونہ ہے، کیونکہ مونچھ کے بال نہ کاٹے جائیں تو یہ بال کھانے پینے کے وقت ملوث ہوں گے، نیز لمبے بالوں میں گرد وغبار یا کوئی اور چیز چپکنے کے سبب بدنمائی پیدا ہوگی۔

(۴) إعفاء: کے معنی چھوڑنے کے ہیں، مطلب یہ ہوگا کہ ڈاڑھی کو بڑھانے کی غرض سے چھوڑے رکھنا چاہئے، مگر چھوڑنے کا امر مطلق نہیں ہے بلکہ ایک مشت کی حد کے ساتھ مقید ہے، کیونکہ روایات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ مثلاً حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہم کے متعلق منقول ہے کہ یہ حضرات ایک مشت سے زائد ڈاڑھی کو کاٹ لیتے تھے۔

❁ ❁ ❁

(۲۷) ادائیگیٔ قرض کی تاکید

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَیْنِهٖ حَتّٰی یُقْضٰی عَنْهُ. (ترمذی شریف ج/اص:۲۰۶)[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مؤمن کی روح قرض کی وجہ سے اس وقت تک (دخول جنت یا صالحین کے زمرے میں شامل ہونے سے) روک دی جاتی ہے جب تک کہ اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے۔

حل مفردات:

﴿**مُعَلَّقَةٌ**﴾ (لٹکا ہوا، اٹکا ہوا)

فعل و متعلقات: عَلِقَ (س) عَلَقاً (الشَّیْءُ بِالشَّیْءِ) کسی چیز کا کسی چیز میں اٹک کر پھنس جانا، چمٹنا - عَلَّقَ (تفعیل)(الشئَ بِالشَّئِ وعَلَیْه) کسی چیز کو دوسری چیز میں اٹکانا، عَلَّقَ الثَّوْبَ عَلَی الْمِشْجَبِ: کپڑا کھونٹی پر لٹکانا۔

اسم و متعلقات: الْمُعَلَّقَةُ: وہ عورت جس کا شوہر نہ تعلق رکھتا ہو اور نہ طلاق دیتا ہو۔ الْمُعَلِّق: حاشیہ نویس۔

﴿**دَیْنٌ**﴾ (قرض)

اسم و متعلقات: الدَّیْنُ: وہ قرض جو مدت معینہ کے ساتھ ہوا سے الدَّیْنُ اور جو بلا مدت معینہ ہوا سے ''قرض'' کہتے ہیں، مطلق قرض اور ادھار کے معنی میں بھی آتا ہے، (ج) دُیُوْنٌ - الدِّیْن (بِکَسْرِ الدَّالِ): مذہب، عقیدہ، ملت، شریعت، اسلام، ہر وہ طریقہ جس کے ذریعہ خدا کی عبادت کی جائے۔

فعل و متعلقات: دَانَ (ض) دَیْناً (فُلاناً) کسی کو قرض دینا۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر ایک کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) حقوق العباد کی اہمیت، آدمی چاہے کتنا ہی نیک ہو مگر کسی سے لئے ہوئے مال کو ادا نہ کرنے پر اس کی روح کو مقام کریم تک پہونچنے سے روک دیا جاتا ہے۔

[1] ترمذی شریف ص/۲۰۶، کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۰۷۸/شعب الایمان، رقم الحدیث ۵۵۴۴

(۲) میت کے قرض کو جلد سے جلد اداء کرنا چاہیے، یہی وجہ ہے کہ تدفین کے بعد اس کے ترکہ میں سب سے پہلا حق قرض کو اداء کرنا ہے۔

(۳) حَتّٰی یُقْضٰی عَنْهُ میت کی جانب سے اداء کرنا یہ عام ہے، وارث اداء کردے یا کوئی اور آدمی اداء کردے، چاہے وہ اس کا رشتہ دار ہو یا نہ ہو۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حَتّٰی یَقْضِیَ عَنْهُ میں فعل معروف کی بھی گنجائش ہے اس لحاظ سے حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ جب مقروض بروز قیامت اپنا قرضہ اداء کرے گا وہاں تک اس کی روح معلق رہتی ہے۔

❁ ❁ ❁

(۲۸) ہدیۂ ممنوعہ کی ایک صورت

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَقْرَضَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلَا يَأْخُذْ هَدِيَّةً. (مشکوۃ شریف ص:۲۴۶)[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کو قرضہ دے تو وہ (قرض دار سے) کوئی ہدیہ قبول نہ کرے۔ (شریعت میں یہ بھی سود کہلاتا ہے)

حل مفردات:

﴿اَقْرَضَ﴾ (قرض دیا)

فعل و متعلقات: اَقْرَضَ (افعال) قرض دینا۔ قَارَضَ (مفاعلہ) مُقَارَضَةً وقِرَاضًا قرض دینا، تجارت کے لئے مال دیکر متعینہ شرائط کے ساتھ منافع میں شرکت کرنا، مضاربت کرنا، اچھا یا برا بدلہ دینا۔

اسم و متعلقات: القَرْضُ: ادھار، وہ مال جو واپسی کی شرط پر دیا جائے۔ قَرْضُ الحَسَنِ: وہ قرض جو کسی نفع یا تجارتی فائدے کے بغیر دیا جائے۔ المِقْرَاضُ: قینچی۔

﴿هَدِيَّةٌ﴾ (تحفہ)

اسم و متعلقات: الهَدِيَّةُ: تحفہ، ہدیہ (ج) هَدَايَا) الهَدْيَةُ (بِسُكُوْنِ الدَّالِ وَبِغَيْرِ تَشْدِيْدِ الْيَاءِ): سیرت، طریقہ، نقش قدم، روش۔ الإِهْدَاءُ إِلَى فُلَانٍ: کسی کے نام تصنیف کا انتساب — الهُدَى: دین، راستہ، ہدایت، راہنمائی، الهَدْيُ: حرم میں بھیجا جانے والا قربانی کا جانور۔

فعل و متعلقات: هَدَى (ض) هُدًى وهَدْيًا وهِدَايَةً ہدایت پانا، راہنمائی حاصل کرنا، صحیح راہ پر ہونا (فُلَانًا) کسی کو راہ بتانا، راہ نمائی کرنا۔ هَدَى الهَدِيَّةَ إِلَى فُلَانٍ أَوْ بِفُلَانٍ: اعزازاً کسی کو ہدیہ یا تحفہ دینا۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر چھ کے تحت ہو چکا ہے۔

فقه الحدیث: (۱) نادار (مثلاً قرضدار) سے بے وجہ فائدہ اٹھانا منع ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف ص/۲۴۶/

(۲) ہدیہ کے عموم میں ہر قسم کی چھوٹی بڑی چیز داخل ہے، حتی کہ ایک حدیث میں ہے کہ قرضدار سے گھاس کا گٹھر بھی لینا جائز نہیں ہے۔

(۳) هَـدِيَّةٌ کی تنوین نکرہ کی ہے لہذا یہ بات معلوم ہوئی کہ قرض خواہ اور مقروض کے درمیان پہلے ہی سے ہدیہ لینے دینے کا سلسلہ قائم ہو تو پھر ایسے قرضدار سے ہدیہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، چنانچہ بعض احادیث میں اس کی تصریح وارد ہوئی ہے۔

(۲۹) خواتین کے ساتھ خلوت کی ممانعت

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِاِمْرَأَةٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّیْطَانُ. (ترمذی شریف ج/۲ص:۲۲۱)[۱]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مرد اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے (اکیلا ملتا ہے) تو وہاں ان دو کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے (خطرہ ہے کہ شیطان کسی گناہ میں مبتلا کر دے)۔

حل مفردات:

﴿**لَا یَخْلُوَنَّ**﴾ (ہرگز خلوت اختیار نہ کرے)

فعل و متعلقات: خَلَا بِـهِ وَإِلَیْـهِ وَمَعَه خَلْوًا وَ خَلْوَةً وَخُلُوًّا: کسی کے ساتھ خلوت میں ہونا، کسی سے تنہائی میں ملاقات کرنا - خَلَا (ن) خُـــلُـــوًّا وَخَلَاءً (الْمَكَانُ وَالاِنَاءُ) خالی ہونا (فُلَانٌ) فارغ ہونا، تنہا ہونا۔

اسم و متعلقات: الخَالِي: ویران، خالی (ج) أَخْلَاءُ: الخَلَاءُ: کھلی ہوئی فضاء، خلوت گاہ یا خالی جگہ جہاں کوئی نہ ہو، دیہات۔

﴿**الشَّیْطَانُ**﴾ (ابلیس ملعون)

اسم و متعلقات: الشَّیْطَانُ: ابلیس لعین جو فرشتے کا مقابل ہے اور بامرِ تکوینی حضرت انسان کو گمراہ کرتا رہتا ہے، گمراہ کن، شریر، ہر مفسد و سرکش (انسان ہو یا جن) خطرناک سانپ۔ الشَّاطِن: شریر، بدمعاش۔

فعل و متعلقات: شَطَنَ (ن) شُطُونًا (الدَّارُ) گھر کا دور ہونا (عَنِ الدَّارِ) گھر سے دور ہونا - شَیْطَنَ (فعلل): شیطان بن جانا، شیطان کے سے کام کرنا۔

فائدہ: ☆ ابلیس کو شیطان کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ خیر سے دور ہو گیا یا شر کی گہرائی میں دور تک چلا گیا۔

☆ مجموعی طور پر قرآن مجید میں چار معانی (مراد) کے لئے استعمال ہوا ہے (۱) کاہن، جیسے وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ (سورة بقره-۱۴) (۲) سرکش جن و

[۱] ترمذی شریف ص/۲۲۱ ج/۲، باب ما جاء فی کراهیة الدخول علی المغیبات رقم الحدیث ۱۱۷۱/ مشکوۃ شریف ص/۲۶۹/ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۹۳۴، شعب الایمان، رقم الحدیث ۵۴۵۴

انس، جیسے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ (سورۃ انعام-۱۱۲) (۳) سانپ، جیسے طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ (صٰفٰت-۶۵) (۴) امیہ بن خلف اور ایک قول کے مطابق ابوجہل، جیسے وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا (فرقان-۲۹)

تعارف راویٔ حدیث: حضرت عمر بن خطابؓ

عمر بن الخطاب العدوی القرشی، آپ کی کنیت ابوحفص اور لقب فاروق ہے، والدہ کا نام حنتمہ بنت ہشام، آپ مرادِ رسول اللہ ﷺ کہلاتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اسلام کے لئے دعاء فرمائی تھی، حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اللّٰهم اعز الاسلام بأبی جهل بن هشام أو عمر بن الخطاب اور یہ دعاء حضرت عمرؓ کے حق میں قبول ہوئی، بس اسی صبح آپ مشرف باسلام ہوئے، اللہ نے صحبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے بے حد علم سے نوازا، اسی لئے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میزان کے ایک پلڑے میں حضرت عمرؓ کا علم اور دوسرے میں روئے زمین کے باقی حضرات کا علم رکھ دیا جائے تو حضرت عمرؓ کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔کل روایات ۵۳۷ ہیں، جس میں ۱۰ر متفق علیہ، ۹ر منفرد بخاری، ۱۵ر منفرد مسلم، ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ میں آپ پر حضرت مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولؤلؤ نے برچھے سے حملہ کیا، بالآخر یکم محرم ۲۴ھ میں وفات ہوئی، کل عمر ۶۳ر سال ہوئی۔حضرت صہیب رومیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (الاکمال لاسماء الرجال ملحقہ بمشکوۃ ۶۰۲، اسماء الصحابہ الرواۃ لابی محمد علی بن احمد الاندلسی ص:۴۴، الاصابۃ ج/۴ص:۴۸۴)

فقہ الحدیث: (۱) حدیث پاک میں رَجُلٌ اور بِامْرَأَةٍ کی تنوین نکرہ کی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ پرائے مرد اور پرائی عورت کا خلوت میں ملنا حرام ہے......لہذا محرم مرد کے ساتھ تنہائی میں ملاقات ہو تو بشرط امن عن الفتنہ کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲) سد ذرائع کا ثبوت۔ چونکہ خلوت وتنہائی، فواحش اور معاصی کا سبب ہے اس

لئے شریعت مطہرہ نے سدّ اللباب اسی کو منع کر دیا۔

❁ ❁ ❁

(۳۰) گانا نفاق پیدا کرتا ہے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ. (مشکوۃ شریف ص:۴۱۱)[ا]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسا کہ پانی کھیتی پیدا کرتا ہے (جس کے سبب منافقوں کی طرح عبادت میں دل نہیں لگتا)

حل مفردات:

﴿الغِنَاءُ﴾ (گانا، گیت)

فعل و متعلقات: غَنّٰی (تفعیل) تَغْنِيَةً: گانا گانا، ترنم سے شعر وغیرہ پڑھنا - غَنّٰی فُلَانٌ بِفُلَانٍ: کسی کی تعریف کرنا، گن گانا، مدح کرنا، برائی کرنا، ہجو کرنا۔

اسم و متعلقات: المُغَنِّي: گویّا، گانے کا پیشہ کرنے والا - الغِنَاءُ: گانا، گیت، نغمہ، موسیقی کے ساتھ ہو یا بلا موسیقی۔

﴿النِّفَاقُ﴾ (منافقانہ طور وطریق)

اسم و متعلقات: النِّفَاقُ: ظاہر و باطن کی عدم موافقت، یہ وہ عیب ہے جو دورِ رسالت میں مدینۂ پاک کے بسنے والے مخالفین رسول کے ایک گروہ میں مارِ آستین کے طور سے پایا جاتا تھا کہ دل سے تو دشمن رسول ہوتے تھے البتہ ظاہر میں اپنے آپ کو مسلمان جتاتے تھے۔ نفاق اسلام کے آنے کے بعد آیا ہے، اس سے قبل اہل عرب اس مخصوص معنی میں اس لفظ کو نہیں جانتے تھے۔ کبھی یہ لفظ ریاء کے معنی میں بھی آتا ہے۔

المُنَافِقُ: دل میں کفر چھپائے اور زبان پر ایمان ظاہر کرنے والا، دشمنی چھپا کر دوستی ظاہر کرنے والا، باطن کے خلاف اظہار کرنے والا، دورُخا، دوہرا رویہ رکھنے والا۔

فعل و متعلقات: نَافَقَ (مفاعلة) مُنَافَقَة و نِفَاقاً: نفاق برتنا، منافقت کرنا، دورخی بات کرنا۔

﴿الزَّرْعُ﴾ (کھیتی)

اسم و متعلقات: الزَّرْعُ: کھیتی (بوئی ہوئی چیز) بیج، (ج) زُرُوْعٌ، المَزْرَعَةُ:

[1] مشکوۃ شریف ص ۴۱۱/۲، شعب الایمان للبیہقی ص ۲۷۹/ج ۴، رقم الحدیث ۵۱۰۰

کھیت، فارم، زمین، جائداد۔ المُزَارَعَةُ: بٹائی پر کاشت کرنا (یعنی مالک زمین کسی شخص کو اپنی زمین بونے کے لئے دیدیتا ہے اوراس سے پیداوار کا حصہ مقرر کر لیتا ہے)۔ الزَّرَّاعُ: کسان، کاشتکار، چغل خور (جو دلوں میں عداوت کا بیج بوتا ہے)

فعل و متعلقات: زَرَعَ (ف) زَرْعًا و زِرَاعَةً: بیج ڈالنا، زَرَعَ الاَرْضَ: زمین جوتنا، کاشت کرنا - زَارَعَ (مفاعلة) مُزَارَعَةً: کسی سے بٹائی پر کاشت کا معاملہ کرنا۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر دو کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) غنا مطلقاً ممنوع ہے، گومرد کی آواز میں ہو، لہٰذا اگر کسی اجنبیہ کی آواز میں گانا گایا جارہا ہو تو اس کی قباحت مزید ہو جائے گی۔

(۲) جس طرح ایک نیکی دوسری نیکی کو کھینچتی ہے، اسی طرح گناہ بھی دوسرے گناہ کو پیدا کرتا ہے، الّا یہ کہ آدمی استغفار کرلے۔

(۳) دور نبوت کے بعد نفاق عملی کا سلسلہ قائم رہے گا۔

(۴) تشبیہات ومحاورات استعمال کرنے میں عرفا بہت زیادہ توسع ہے، جس کی ایک قسم یہ ہے کہ کبھی تشبیہ الممدوح بالمذموم (اچھی چیز کو ناپسندیدہ شئی کے ساتھ تشبیہ دینا) ہوتی ہے تو کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے، چنانچہ حدیث پاک اِنَّ الایْمَانَ لَیَأْزِرُ اِلَی المَدِیْنَةِ کَمَا تَأْزِرُ الحَیَّةُ اِلَی جُحْرِهَا (آخر زمانہ میں ایمان مدینہ پاک میں اسی طرح سمٹ کر آجائے گا جس طرح سانپ اپنے سوراخ کو واپس لوٹتا ہے) میں تشبیہ الممدوح بالمذموم ہے کیونکہ ایمان جیسے امر عظیم کو سانپ جو کہ بدتر مخلوق ہے کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ جب کہ حدیث بالا (کما ینبت الماءُ الزرعَ) میں گناہ سے پیدا ہونے والے نفاق کو (جو کہ امر مذموم ہے) پانی کے ذریعہ اگنے والی کھیتی کے ساتھ (جو کہ امر مرغوب ہے) تشبیہ دی ہے، اس طرح یہاں تشبیہ المذموم بالممدوح ہے۔

(۳۱) تعمیری اخراجات میں احتیاط

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنَّفَقَةُ کُلُّھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلاَّ بِنَاءً فَلاَ خَیْرَ فِیْہِ. (ترمذی شریف ج/۲ص:۷۵)[۱]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زندگی کے تمام (ضروری) اخراجات اللہ کی راہ میں شمار ہوتے ہیں

(ان پر ثواب ملتا ہے) البتہ (حاجت اور ضرورت سے زائد) عمارت پر خرچ کرنے میں کوئی خیر (ثواب) نہیں ہے۔

حل مفردات:

﴿**اَلْبِنَاءُ**﴾ اس لفظ کی تحقیق اَلْبُنْیَانُ کے تحت گزر چکی ہے۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر چھ کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) خدائے تعالی کی مہربانی کا کیا پوچھنا! کہ خود بندے کے ذاتی اخراجات پر بھی ثواب کا وعدہ ہے، جیسا کہ اَلنَّفَقَةُ کے اطلاق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کیونکہ اس میں اپنے اور دیگر افراد پر استعمال ہونے والے سارے ہی اخراجات داخل ہیں۔

(۲) فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (راہ خدا میں) سے معلوم ہوا کہ اپنی اور متعلقین کی جملہ ضروریات (خورد و نوش، لباس وعلاج وغیرہ) میں جو مال صرف ہوتا ہے، یہ سب مصارف صحیحہ ہیں، گویا یہ اخراجات حکم الٰہی کے بموجب ہیں، راہ شیطانی والے نہیں ہیں۔

❁ ❁ ❁

(۳۲) اسلام میں جانوروں کا پاس ولحاظ

عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لاَ تَسُبُّوْا الدِّیْکَ فَاِنَّہُ یُوْقِظُ لِلصَّلاَۃِ. (ابوداؤد شریف ص:۶۹۶)[۲]

ترجمہ: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرغے کو برا مت کہو اسلئے کہ وہ (تہجد اور فجر کی) نماز کیلئے بیدار کرتا ہے۔

حل مفردات:

[۱] ترمذی شریف ص/۷۵ ج/۲، باب بلا ترجمۃ رقم الحدیث ۲۴۸۲، مشکوٰۃ شریف ص/۴۱۱/ شعب الایمان، رقم الحدیث ۱۰۷۱۴

﴿**الدِّیکُ**﴾ (مرغا)

اسم و متعلقات: **الدِّیکُ**: مرغا(ج) **دُیُوکٌ، وَاَدْیَاکٌ** –
المَدِیْکَۃُ: بہت مرغوں والی زمین۔

﴿**یُوْقِظُ**﴾ (جگاتا ہے، بیدار کرتا ہے)

فعل و متعلقات: **اَیْقَظَ**(افعال)**اِیْقَاظٌ** جگانا، چوکنا کرنا، اٹھانا – **یَقِظَ** (س) **یَیْقِظُ یَقْظًا ویَقَاظَۃً** بیدار ہونا، جاگنا، حاضر دماغ ہونا، محتاط ہونا۔

اسم و متعلقات: **التَّیَقُّظُ**: بیدار مغزی، حاضر جوابی، **الیَقْظَۃُ**: بیداری، جاگنا، جاگنے کی حالت – **الیَقْظَانُ و الیَقِیْظُ و الیَقُظُ**: ذہین، ہوشیار، فہیم۔

تعارف راویٔ حدیث: حضرت زید بن خالد الجہنیؓ

زید بن خالد الجہنی کینت میں تین قول ہیں ابو عبدالرحمٰن، ابوطلحہ، اور ابوزرعہ جنگ حدیبیہ اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے، فتح مکہ میں قبیلۂ جہینہ کا جھنڈا آپ ہی کے ہاتھ میں تھا کل ۸۵ سال کی عمر پائی، مدینہ پاک میں ۷۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ کل روایات ۸۱ ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج/۲ص:۲۳۹، الاصابۃ ج/۱ص:۵۴۷، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقۃ بمشکوۃ ص:۵۹۵)

حدیث پاک کا شانِ ورود: ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما تھے، آپ کے ایک مرغے نے زور سے چلانا شروع کیا یہ سن کر ایک صاحب نے اس مرغے کے لئے صیغۂ لعنت استعمال کیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے **لا تسبوا الدیک الخ** ارشاد فرمایا۔ (البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث ص:۳۰۵ ج/۳)

فقہ الحدیث: (۱) اگر جانور محض اس وجہ سے کہ وہ لوگوں کو نماز کے لئے

ا؎ ابوداؤد ص/۶۹۶، **باب فی الدیک والبھائم** رقم الحدیث ۵۱۰۱/ مشکوۃ شریف ص/۳۶۱/ مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۶۷۹، شعب الایمان، رقم الحدیث ۵۱۷۳

بیدار کرتا ہے، معزز اور قابل لحاظ ہے تو پھر اس عمل کو انجام دینے والا انسان یعنی مؤذن کیوں قابل احترام نہ ہوگا؟

(۲) شب وشتم کی مذمت، کہ جب جانور کے لئے اس کی اجازت نہیں تو بنی آدم جو بحکم قرآن **وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ** (اور یقیناً ہم نے انسان کو عزتوں سے نوازا) قابل تکریم وتعظیم ہیں انہیں گالی دینے کی کیسے اجازت ہوگی؟

(۳) کارہائے خیر کے لئے اللہ تعالی کسی خاص فرد یا جماعت کا محتاج نہیں، کسی سے بھی کام لے لیتے ہیں، دیکھئے اس حدیث میں یہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مرغ میں بوقتِ نماز بیدار کرنے کی صفت پیدا فرمائی، چنانچہ حضرات صحابہؓ اوقات صلوۃ معلوم کرنے کی غرض سے سفر میں مرغ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے، حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں **وَکَانَ الصَّحَابَۃُ یسَافِرُوْنَ مَعَہُ بِالدِیَکَۃِ لِتُعَرِّفھم أوقات الصلوۃ** (مرقات ج/۸ ص:۶۱) لہٰذا کسی عمل خیر کی سعادت حاصل ہو تو اسے محض توفیق الٰہی سمجھنا چاہیے، اپنے باکمال ہونے کا خیال نکال دینا چاہیے کہ یہ قارونی طریقہ ہے کہ اس نے یہ کہا **انما اوتیتہ علی علم عندی** (مجھے یہ سارا مال اپنی تجارتی مہارت پر حاصل ہوا)

ملاحظہ: نماز تہجد اور نماز فجر میں مرغ کا اپنی خاص آواز سے بیدار کرنا تو معروف ہے ہی، لیکن باقی اوقات صلوۃ میں بھی بیدار کرتا ہے، چنانچہ حضرات مجربین کی شہادت کے علاوہ بعض نقول سے اس کی تائید ہوتی ہے، مثلا مسند ابوداؤد طیالسی کی ایک حدیث میں ہے **لا تسبوا الدیک فإنہ یدل علی مواقیت الصلوۃ**. (فیض القدیر ج/۶ص:۵۱۷)

(۴) آدمی کو چاہیے کہ جس سے کوئی خیر حاصل ہو اس کی قدردانی کرنی چاہیے، اسے برا بھلا کہنا یا ذلیل کرنا صحیح نہیں ہے، بلکہ احسان فراموشی ہے۔

(۵) جب جانور کے بارے میں اچھے پہلو کو دیکھتے ہوئے پاس ولحاظ کا حکم ہے تو

بدرجۂ اولی انسان کے حق میں یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ اس کے اچھے پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے اکرام واحترام کیا جائے۔

❁ ❁ ❁

(۳۳) دروغ گوئی اور جھوٹ کی نحوست

عَنِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِیْلاً مِنْ نَتْنِ مَاجَاءَ بِه. (ترمذی شریف ج/۲ص:۱۸)[۱]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو اس جھوٹ کی بدبو کے سبب (رحمت کے) فرشتے اس سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔

حل مفردات:

﴿**تَبَاعَدَ**﴾ (دور ہوا)

فعل و متعلقات: تَبَاعَدَ (تفاعل) (مِنْهُ وعَنْهُ) دور ہونا، الگ ہونا- بَعِدَ (س) بَعْداً دور ہونا، بَعُدَ (ک) بُعْداً: دور کرنا- اَبْعَدَ: دور نکل جانا، حد سے تجاوز کرنا، دور کرنا، ہلاک کرنا، اَبْعَدَ (فِی) غور کرنا، معزول کرنا، زائل کرنا۔

اسم و متعلقات: اَلْاَبْعَدُ: کنایۃً برا آدمی، نیکی سے دور، بَعْدُ: قبل سے بر عکس- البُعْدُ: دوری، مسافت، فاصلہ، (ج) اَبْعَادٌ۔

فائدہ: البُعْدُ: بمعنی دوری یہ عام ہے، ہر طرح کی دوری کے لئے استعمال ہوتا ہے جبکہ القَصُوُ متعین مقام کے لوگوں سے دوری کے لئے اور النّأیُ: از راہ تکبر دور رہنا۔

﴿**المَلَک**﴾ (فرشتہ)

اسم و متعلقات: المَلَکُ: (ج) مَلَائِکَةٌ: فرشتہ- المَلِکُ (بِکَسْرِ اللَّامِ): (ج) مُلُوْکٌ: بادشاہ، صاحب اقتدار- المَلَکَةُ: کمال، صلاحیت، خاص قسم کا ملکہ، سلیقہ- مَمْلُوْکٌ: غلام، المُلُوْکِیَّةُ: بادشاہی نظام، حکومت- المَلَکُوْتُ: عالم غیب، بن دیکھی دنیا جن کا تعلق ارواح ونفوس اور عجائبات سے ہو، عظیم الشان سلطنت۔

﴿**مِیلاً**﴾ (ایک میل)

اسم و متعلقات: مِیْلٌ (ج) اَمْیَالٌ: تا حد نگاہ، جہاں تک نگاہ پہنچتی ہو، انتہائے مسافت۔

بعض نے کہا ہے کہ اتنی دوری ہو کہ آدمی ہموار زمین پر کھڑی شئی کی تمیز نہ کر سکے کہ مرد ہے یا عورت، جا رہا ہے یا آ رہا ہے، پھر اس کا اندازہ اہل ہیئت نے تین ہزار ذراع، اور حضرات محدثین نے چار ہزار ذراع بتایا ہے مگر دونوں میں کوئی تعارض نہیں، ممکن ہے کہ

---

[۱] ترمذی شریف ص/۱۸ ج/۲، باب ما جاء فی الصدق والکذب رقم الحدیث ۱۹۷۲/ مشکوٰۃ شریف ص/۴۱۳

ایک نے ہاتھ والا ذراع اور دوسرے نے پٹواری والا ذراع مراد لیا ہو، حدیث پاک میں میل سے کثرت مراد ہے۔

فائدہ: **المَلَکُ**: اصل میں مَلْأَکٌ تھا، کثرت استعمال کی وجہ سے ہمزہ حذف کر دیا، ملک پڑھا گیا (ج) مَلَائِکَۃ جمع میں کبھی ہا کو حذف بھی کرتے ہیں مَلَائِکُ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ مَلَکُ اصل میں مأْلَکَ تھا أَلُوکٌ بمعنی پیغام سے ہے۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر اٹھارہ کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) سبحان اللہ! حدیث پاک میں جھوٹ کی قباحت کو کتنے بہترین انداز میں نفسیاتی ضابطے کے مطابق بیان کیا گیا، دستور ہے کہ کسی کام کے اچھے یا برے ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کام پر کس طرح کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور کونسا طبقہ دور رہتا ہے، کیونکہ نیک عمل پر اچھے لوگ قریب ہوتے ہیں اور برے لوگ بھاگ جاتے ہیں جب کہ برے کام پر اس سے برعکس معاملہ ہوتا ہے، اور شیطان کا برا ہونا، فرشتوں کا اچھا ہونا بدیہی ہے، ان امور کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ فرشتے جو سرتاپا خیر ہیں ان کا دروغ گوئی پر بھاگنا اس فعل کے نہایت قبیح ہونے کی دلیل ہے، جیسا کہ اذان واقامت پر شیطان جو سرتاپا شر ہے کا بھاگنا اذان کی عظمت کی نشانی ہے۔

(۲) فرشتوں کا دور ہو جانا انسان کے حق میں ناپسندیدہ ہے، اور ان کی مقاربت و ہم نشینی مرغوب و مستحسن ہے، لہذا ہر ایسے عمل کو اپنانے کی بطور خاص کوشش کرنی چاہئے جس میں ان کی معیت ومصاحبت کا وعدہ ہو، اور جن برائیوں کے سبب فرشتے دور ہو جاتے ہیں اس سے اجتناب کرنا چاہیے، دونوں قسم کی احادیث اس طرح ہے۔

☆ ملائکہ کی معیت حاصل ہونے والے اعمال کی احادیث:

(الف) جو شخص نماز اداء کرنے کے بعد باوضوء اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے تو اسے حضرات ملائکہ **اللّٰھُمَّ اِغْفِرْ لَہُ وَارْحَمْہ** جیسی دعاؤں سے نوازتے ہیں۔

(ب) جو شخص صبح کو سورۂ حشر کی آخری تین آیات **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ** (تین مرتبہ) سمیت پڑھتا ہے تو ساٹھ ہزار فرشتے اس کے لئے شام تک دعائے رحمت میں لگے رہتے ہیں۔

(ج) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص قرآن کریم کو شروع دن میں ختم کرتا ہے اس کے لئے فرشتے شام تک رحمت و مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں اور جو شخص آخر دن میں ختم کرتا ہے فرشتے صبح ہونے تک رحمت ومغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔ (جامع الصغیر، حلیۃ الاولیاء، کنز العمال)

☆ وہ اعمال جس کے سبب فرشتے دور ہو جاتے ہیں: (الف) ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانے کا طباق پیش کیا گیا جس میں پیاز ولہسن بھی شامل تھا آپ نے منع کر دیا اور فرمایا **فکلوا فإنی لست کأحد منکم أخاف ان اوذی اصحابی.** (عمدۃ القاری ج/۶ ص:۱۴۸، فتح الباری ج۲/ ۱۲۸)

(ب) حضرت علیؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو (ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۶۵۰، کنز العمال، رقم الحدیث ۴۱۵۶۷) حضرت حوط بن عبد العزیٰؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے اس جماعت کے پاس نہیں رہتے جس کے پاس گھنٹی ہو۔ (ابوداؤد شریف ص:۳۴۶)

(۳) جیسے نیکی میں خوشبو ہوتی ہے ایسے ہی برائی میں بدبو ہوتی ہے، یہ اور بات ہے کہ جن وانس کو عموما اس کا ادراک نہیں ہوتا، الا ماشاء اللہ۔ جیسا کہ مسند احمد میں ایک روایت ہے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے اچانک نہایت بدبودار ہوا چلنے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانتے ہو یہ بدبودار ہوا کیا ہے؟ حضرات صحابہ نے نفی میں جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یہ تو ایمان والوں کی غیبت کرنے کی بدبو ہے۔

(۴) اچھوں کی ہم نشینی موجب تکریم وتعظیم ہے، اور بروں کی صحبت بے عزتی کا سبب ہے۔

❁ ❁ ❁

(۳۴) موت کی تمنا ممنوع ہے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لاَ یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ. (ابوداؤد شریف ج/۲/ص:۴۴۳)[۱]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی (دنیوی مصائب سے تنگ آکر) موت کی آرزو نہ کرے۔ (بلکہ یہ کہے ''اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیٰوۃَ خیراً لِیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاۃَ خَیْراً لِیْ'')

حل مفردات:

﴿**لَا یَتَمَنَّیَنَ**﴾ (ہرگز تمنا نہ کرے)

فعل و متعلقات: تَمَنَّی (تفعُّل) الشَّیْءُ: آرزو کرنا، خواہش کرنا (الحَدِیْث) بات گھڑنا، اپنی طرف سے بات بنانا۔ مَنَّی الرَّجُلَ الشَیْءَ: کسی کو کسی چیز کی امید دلانا، لالچ دلانا۔

اسم و متعلقات: الاُمْنِیَّۃُ: تمنا، آرزو، ارمان، خواہش (ج) أَمَانِی، المَنِیَّۃُ: موت، فیصلۂ الٰہی، (ج) مَنَایَا.

المَنَّانُ: (۱) احسان جتا کر اپنے انعام وحسن سلوک کو بے اثر کردینے والا (۲) بڑا محسن، انعام نواز، فیاض وبخشش کرنے والا (۳) اللہ تعالیٰ کا ایک نام۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر چھ کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) عمر کی درازگی (بغرض مقصود اصلی یعنی عبادت) مطلوب ہے، اسی لئے موت کی تمنا کرنے کو جو بلفظ دیگر جلد مرنے کی آرزو ہے منع کردیا گیا۔

(۲) جب موت کی تمنا کرنا برا ہے تو خودکشی کرنا بطریق اولی قبیح اور برا ہوگا۔

(۳) حدیث پاک میں موت کی تمنا کرنے سے منع کیا گیا ہے، یاد کرنے کو منع نہیں کیا گیا۔ دونوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے، تمنا کا مطلب تو یہ ہوا کہ آدمی یہ چاہے کہ موت جلد آجائے، اور موت کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ سوچے کہ ایک دن اس دنیا کو چھوڑنا ہے، یہ امر محمود ہے، اسی لئے حدیث پاک میں روزانہ پچیس مرتبہ موت کو یاد کرنے کو کہا گیا ہے۔

(۴) موت کی تمنا کرنے کی ممانعت حدیث پاک میں مبالغۃً کی گئی ہے، کیونکہ اس نہی کو بصیغۂ نفی ذکر کیا ہے یعنی ''موت کی تمنا نہ کرے'' کو اس طرح بیان کیا ہے کہ ''موت کی

[۱] ابوداؤد شریف ص۴۴۳ ج۲، باب کراھیۃ تمنی الموت رقم الحدیث ۳۱۰۹/ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۶۶۴، شعب الایمان، رقم الحدیث ۹۹۲۰

تمنا نہیں کرتا ہے''، ایسا کرنے میں مکلّف کے امتثال و تعمیل کا اظہار واعتراف ہے۔

(۵) زندگی اللہ کی عظیم نعمت ہے، اصول ہے کہ نعمت کو ختم نہ کرنا چاہیے بلکہ بڑھانا چاہیے، اسی لئے تمنائے موت کے ذریعہ نعمتِ حیات ختم کرنے سے روک دیا گیا۔

❁ ❁ ❁

(۳۵) اسلام کو غلط اسلحہ بازی سے کوئی نسبت نہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلاَحَ فَلَیْسَ مِنَّا. (بخاری شریف ج/۲/ص:۱۰۴۷)[۱]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہمارے کسی مسلمان بھائی پر (بے وجہ) ہتھیار اٹھائے وہ (کامل) مسلمانوں میں نہیں ہے۔

حل مفردات:

﴿السِّلَاحُ﴾ (ہتھیار)

اسم و متعلقات: السِّلَاحُ : ہتھیار، بحر وبر اور فضائی لڑائی میں کام آنے والے آلات، فوج کا ایک حصہ (ج) اَسْلِحَۃٌ – السَّالِحُ: ہتھیار بند، مسلح، السِّلَاحُ الجَوِّیُ: فضائی فوج، ایرفورس۔

فعل و متعلقات: أَسْلَحَ (افعال) فُلَاناً: ہتھیار بند کرنا، مسلح کرنا، تَسَلَّحَ (تفعُّل) ہتھیار بند ہونا، ہتھیاروں سے لیس ہونا۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر اٹھارہ کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) مسلمان کے ساتھ غلط طریقہ سے قتال کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

(۲) حَمَلَ عَلَیْنَا (ہمارے خلاف) کی قید سے معلوم ہوا کہ ہتھیار اٹھانا مسلمان کی حمایت میں ہو تو کوئی حرج نہیں، چنانچہ اسلامی لشکر یا مسلمان آبادی کی سلامتی کی غرض سے رات بھر پہرہ دینا موجب ثواب ہے۔

(۳) اس حدیث سے ان احادیث کی تائید ہوتی ہے جن میں یہ مضمون مذکور ہے کہ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کے جان و مال کی حفاظت ضروری ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے اِنَّمَا دِمَائُکُمْ وَاَمْوَالُکُمْ وَاَعْرَاضُکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِی شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِی بَلَدِکُمْ ھٰذَا۔

(۴) حَمَلَ عَلَیْنَا کے عموم میں مسلمان کو قتل کر دینا یا قتل کے درپے ہونا یا ہتھیار دکھلا کر دھمکی دینا وغیرہ سب داخل ہے۔

❁ ❁ ❁

---

[۱] بخاری شریف ص ر ۱۰۴۷ ج ر ۲، باب قول النبی ﷺ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلاَحَ فَلَیْسَ مِنَّا رقم الحدیث ۷۰۷۰/ مسند احمد، رقم الحدیث ۴۴۶۷

(۳۶) صبر کی اعلیٰ قسم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلیٰ. (ترمذی شریف ج/اص:۱۱۸)[۱]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہترین صبر یہ ہے کہ مصیبت کے شروع ہی میں اس کو برداشت کرے۔(مصیبت پر آہ وواویلا نہ کرے)

حل مفردات:

﴿**الصَّدْمَةُ**﴾ (ناگہانی مصیبت)

اسم و متعلقات: الصَّدْمَةُ: ناگہانی مصیبت، صدمہ، ایک دفعہ کا ٹکرانا، ٹکر، جھٹکا، دھکا، (ج) صَدَمَاتٌ – التَّصَادُمُ: لڑائی، دو چیزوں یا دو انسانوں میں ٹکراؤ، الصِّدَامُ: مڈبھیڑ، جانوروں کے سر کی ایک بیماری، المِصْدَمُ: جنگ جو آدمی۔

فعل و متعلقات: صَدَمَ (ض) صَدَماً: ٹکر مارنا، دھکا دینا، ٹکرانا، صَدَمَ النَازِلَةُ فُلاَنًا: مصیبت آپڑنا – صَادَمَ (مفاعلة) مُصَادَمَةً وصِدَاماً: ٹکرانا، کسی کے ساتھ متصادم ہونا، ہاتھا پائی کرنا۔

حدیث پاک کا شان ورود: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی عورت کے پاس سے ہوا جو اپنے کسی متعلق کی قبر پر رو رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صبر کی تلقین فرمائی (شدت غم کے سبب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچان سکی، اس لئے) وہ کہنے لگی کہ آپ تشریف لے جایئے، آپ کا مجھ جیسی مصیبت سے پالا نہیں پڑا، خیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چل دیئے اس کے بعد ایک صاحب وہاں سے گزرے تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے کیا بات ارشاد فرمائی؟ (یہ سن کر وہ چونکی اور) کہنے لگی: میں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا ہی نہیں! تو ان صحابی نے فرمایا کہ وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، یہ سن کر وہ عورت فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پہنچی جہاں کوئی دربان نہیں تھا از راہ معذرت کہنے لگی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بخدا میں آپ کو پہچان نہ سکی، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصبر عند الصدمة الأولى. (البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث ص:۱۵۴ج/۱)

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر چھ کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) الصبر کا الف لام برائے عہد ذہنی ہے، عموماً اس کا مقصد اظہار کمال ہے، اس اعتبار سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ مصیبت کی ابتداء میں صبر کرنا

---

[۱] ترمذی شریف ص/۱۱۸ ج/۱، باب ما جاء ان الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلی رقم الحدیث ۹۸۷/ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۳۱۷، شعب الایمان، رقم الحدیث ۹۷۸۲

ہی پسندیدہ ہے، اگر اس وقت صبر نہ کیا اور بعد میں نفس کو رفتہ رفتہ قرار آ جائے یہ کمال صبر نہیں ہے گو فی نفسہ یہ بات بھی صبر میں داخل ہے، اور باعث ثواب ہے۔

(۲) صدمہ، چوٹ لگنے اور صبر مطلق روکنے کو کہتے ہیں، ان دونوں کلمہ کی حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کامل صبر کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ خاص حادثہ کے وقت دل کو چوٹ لگنے اور پریشانی لاحق ہونے کی صورت میں عموماً جو اثرات مرتب ہوتے ہیں (آہ اور واویلا وغیرہ) اسے ظاہر نہ ہونے دینا اور مطمئن رہنا۔

(۳۷) مزاج پرسی موجبِ دخولِ جنت ہے

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَائِدُ الْمَرِیْضِ فِی مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰی یَرْجِعَ. (مسلم شریف ج ۲/ ص: ۳۱۷)[1]

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیمار کی عیادت کرنے والا لوٹنے تک جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ (مختصر وقت کا یہ عمل اسے جنت میں پہنچانے کا سبب بنتا ہے)

حل مفردات:

﴿**عَائِدٌ**﴾ (مریض کی عیادت کرنے والا)

فعل و متعلقات: عَادَ (ن) عَوْداً وعِيَادَةً (العَلِيْلَ) بیمار کی مزاج پرسی کرنا (الطَبِيْبُ المَرِيْضَ) برائے علاج بیمار کا معاینہ کرنا- عَادَ (ن) عَوْداً وعَوْدَةً: لوٹنا، واپس ہونا، دوبارہ آنا، بحال ہونا، أَعَادَ (افعال): لوٹانا، دوبارہ کرنا، بحال ہونا، عَاوَدَ (مفاعلة) (الشَّئَ) کسی چیز کا عادی ہونا۔

اسم و متعلقات: العِيَادَةُ: بیمار پرسی، مطب، ڈسپنسری، ڈاکٹر یا حکیم کے بیماروں کو دیکھنے کی جگہ، العَائِدُ: سالانہ بجیٹ، سالانہ ٹیکس جو میونسپل کمیٹی کی طرف سے لگایا جائے (ج) عَوَائِد، عَائِدٌ (ج) عُوَّادٌ وعُوَّدٌ.

﴿**مَخْرَفَةٌ**﴾ (باغ)

اسم و متعلقات: الخُرْفَةُ: چنا ہوا میوہ، المَخْرَفَةُ: باغ، الخِرَافُ: پھل چننے کا زمانہ - الخَارِفُ: کھجور کے درختوں کی نگرانی کرنے والا (ج) خُرَّافٌ - الخُرَافَةُ: چنا ہوا پھل، بے سروپا بات جو سننے میں بھلی لگے، جھوٹ، وہمی اور خیالی چیز، غلط اور بے ہودہ عقیدہ، افسانہ (ج) خُرَافَات - الخَرْفُ والخَرِفُ: کم عقل، مخلوط الحواس۔

فعل و متعلقات: خَرَفَ (ن) خَرْفاً (فِي بُسْتَانِهِ) موسم خریف میں پھل توڑنے کے وقت باغ میں قیام کرنا- خَرَفَ (الثَّمَرَ) خَرْفاً وخِرَافاً: فصل خریف میں پھل توڑنا، پھل چننا -

تعارف راویٔ حدیث:

حضرت ثوبانؓ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ثوبان بن بجدد، کنیت ابو عبد اللہ اور ابو عبد الرحمٰن ہے، آپ یمن کے رہنے والے

[1] مسلم شریف ص/۳۱۷ ج ۲، باب فضل عيادة المريض رقم الحديث ۲۵۶۸/ مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۴۰۴، شعب الایمان، رقم الحدیث ۹۱۶۸

ہیں، وہاں سے قیدی ہوکر فروخت کئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید کر آزاد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ’’اگر چاہو تو آپ کے گھر پہنچادوں اور ہمارے ساتھ رہنا چاہو تو ہم اہل بیت میں شامل ہوکر رہو‘‘، چنانچہ آپ نے اہل بیت کے ساتھ رہنا پسند فرمایا، سفرو حضر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور خدمت کی سعادت حاصل فرماتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ پاک سے ملک شام کی ہجرت فرمائی، پہلے ’’رملہ‘‘ میں قیام فرمایا، بعدہ ’’حمص‘‘ منتقل ہوئے اور وہیں رہنے لگے، تا آنکہ ۵۴ھ میں وفات پائی، سنن ابی داؤد میں آپ کی ایک حدیث اس طرح منقول ہے: **عن ثوبانؓ مرفوعا من يتكفل لي أن لا يسأل الناس و أتكفل له الجنة؟ فقال ثوبان: أنا، فكان لا يسأل أحدا شيئا** (کون شخص ہے جو ذمہ داری لیتا ہے اس بات کی کہ وہ کسی سے کچھ نہیں مانگے گا؟ تو حضرت ثوبان نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کے لئے تیار ہوں، چنانچہ زندگی بھر انہوں نے کسی سے کچھ نہیں مانگا) کل روایت ۱۲۸ ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج/اص:۳۴۳، الاصابۃ ج/اص:۲۰۵، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقۃ بمشکوۃ ص/۵۸۸، اسماء الصحابۃ الرواۃ، ص۶۰)

فقہ الحدیث: (۱) مزاج پرسی کی عظیم فضیلت ثابت ہوئی کہ عیادت کرنے والا اپنے اس عمل سے اس قدر ثواب پاتا ہے جیسے کوئی شخص پھلدار درخت پر بیٹھ کر پھلوں کو مسلسل چنتا جارہا ہو۔

فائدہ: **مخرفة**: چنے جانے والے پھل کو کہتے ہیں، البتہ **تسمية المحل باسم الحال** کے طور پر **مخرفة** سے محل ثمر یعنی درخت بھی مراد لے سکتے ہیں۔

(۲) مزاج پرسی پر مذکور ثواب کا ملنا اس بات پر موقوف نہیں ہے کہ بیمار کو عیادت کنندہ کی آمد کی اطلاع ہو۔ اسی لئے کوئی مریض بے ہوش ہو جب بھی عیادت کرنی چاہیے تاکہ ثواب مذکور کا مستحق ہو جائے، اس صورت میں متعلقین مریض کی دل جوئی تو ہو جائے گی۔

(۳) عیادت کرنے والے کو گھر لوٹنے تک ثواب کا مستحق بتایا گیا، جس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نیکی کے لئے آمد و رفت کی جو سعی ہے وہ بھی عبادت میں داخل ہے۔

❁ ❁ ❁

(۳۸) دو عظیم نعمتوں میں ہونے والی کوتاہی پر اہم تنبیہ

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ. (بخاری شریف ج/۲ ص:۹۴۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں (۱) تندرستی (۲) فرصت۔

حل مفردات:

﴿نِعْمَتَانِ﴾ (دونعمتیں)

اسم و متعلقات: النِّعْمَةُ: انعام، دولت، رزق، قابل قدر شئ، النَّعِيْمُ: نعمت، آسودہ حالی، عیش وآرام، چین وسکون - النَّاعِمُ: خوش حال، آسودہ، تروتازہ، ملائم، المُنْعِم: انعام دینے والا، فیاض، سخی۔

فعل و متعلقات: نَعِمَ(س)نَعْماً ونَعْمَةً ونَعِيْمًا نرم ونازک ہونا، تروتازہ ہونا، خوشگوار ہونا(الرَّجُلُ) خوشحال اورآسودہ ہونا - اَنْعَمَ (افعال) عَلَيْهِ: کسی کوکوئی چیز عطا کرنا، کسی چیز سے نوازنا، کوئی چیز بخشنا - اَنْعَمَ النَّظَرَ فِي الأمْرِ: کسی معاملہ میں خوب غور کرنا۔

فائدہ: مجموعی طور پر قرآن کریم میں دس معانی (مراد) کے لئے استعمال ہوا ہے (۱) المِنَّةُ (احسان)، جیسے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (مائدہ-۱۱) (۲) دین وکتاب، جیسے وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَتَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ (مائدہ-) (۳) محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جیسے اَلَّذِيْنَ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا (نحل-۸۲) (۴) ثواب، جیسے يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ (آل عمران-۱۷۱) (۵) نبوت، جیسے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (ضحٰی-۱۱) (۶) رحمت، جیسے فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً (حجرات-۸) (۷) حسن سلوک، جیسے وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى (واللیل-۱۹) (۸) وسعت معیشت، جیسے وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً (لقمان-۲۰) (۹) اسلام، جیسے وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ (احزاب-۳۷) (۱۰) آزادی، آزاد کرنا، جیسے وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (احزاب-۳۷)

﴿مَغْبُوْنٌ﴾ (دھوکہ کھایا ہوا)

---

[۱] بخاری شریف ص/۹۴۹، ج/۲، کتاب الرقاق رقم الحدیث ۶۴۱۲/ مشکوۃ شریف ص/۲۴۶/ مسند احمد، رقم الحدیث ۳۲۰۷، شعب الایمان، ۵۳۳۷

اسم و متعلقات: الغَبْنُ: دھوکہ، نقصان، وہ جگہ جہاں کوئی چیز چھپائی جائے، المَغْبُوْنُ: ٹھگ لیا جانے والا - التَّغَابُنُ: دھوکہ دہی، فریب خوردگی، الغَبْنُ: نقصان رسانی، دھوکہ دہی۔

فعل و متعلقات: غَبَنَ (ض) غَبْناً(فِي البَيْعِ) فروخت میں دھوکہ دینا، خفیہ طور پر نقصان پہونچانا، غَبِنَ (س) غَبَناً (رَأيَهُ) رائی کا ناقص وکمزور ہونا - تَغَابَنَ(تفاعل)(القَوْمُ) ایک دوسرے کودھوکہ دینا، ایک دوسرے کونقصان پہنچانا۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر تیئیس کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) تندرستی اور فرصت کی اہمیت اور قدر وقیمت ظاہر ہوئی کہ دونوں کو نعمت قرار دیا، اور ان دونوں میں عموماً بے توجہی اور لاپرواہی کے سبب جو نقصان ہوتا ہے اس پر آگاہ فرمایا۔

(۲) دونوں نعمتوں کو صحیح مصرف میں استعمال کرنے والا نفع پانے والا کہا جائے گا۔

(۳) حدیث پاک میں بندۂ مکلّف کو تاجر کے ساتھ اور تندرستی وفرصت کو رأس المال کے ساتھ تشبیہ دی ہے، اور اس لطیف انداز میں تنبیہ فرمائی کہ جیسے دنیوی تجارت میں رأس المال کو صحیح اصول کے مطابق استعمال نہ کرنے پر نقصان اٹھانا پڑتا ہے اسی طرح مذکورہ دونوں نعمتوں کو بھی ہدایات شرعیہ کے مطابق استعمال نہ کرنے سے اصل پونجی ہی ضائع ہو جائے گی۔

(۳۹) دنیا میں جنت کا پتھر

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ. (نسائی شریف ج/۲/ص:۲۹)[۱]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حجر اسود جنتی پتھر ہے۔(جنت سے اتارا گیا ہے، بحالتِ ایمان بوسہ دینے والوں کے حق میں ایمان کی گواہی دے کر داخلۂ جنت کا مستحق بنائے گا)

حل مفردات:

﴿**اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ**﴾ (سیاہ پتھر)

اسم و متعلقات: اَلحَجَرُ الاَسْوَدُ: خانۂ کعبہ کے ایک گوشہ میں لگا ہوا سیاہ پتھر جسے حجاج کرام بوقت طواف بوسہ دیتے ہیں، اَلحَجَرُ: پتھر، ڈھیلا، پتھر کی چٹان (ج) أَحْجَارٌ وحِجَارَةٌ – الحِجْرُ (بِكَسْرِ الْحَاءِ): گوشہ، گود، حفاظت وحمیت، خانۂ کعبہ کا شمالی گوشہ جو حطیم میں داخل ہے، آدمی کا سامنے والا کپڑا، عقل وخرد۔

فعل و متعلقات: حَجَرَ(ن)حَجْراً: پابندی لگانا، روکنا، تصرف سے روکنا، شرعا مال میں تصرف کرنے سے روکنا۔

نوٹ: راویٔ حدیث کا تعارف حدیث نمبر تیئیس کے تحت ہو چکا ہے۔

فقہ الحدیث: (۱) حجر اسود تمام پتھروں میں افضل ہے، کیونکہ وہ جنتی پتھر ہے، جب جنت افضل الامکنہ ہے تو اس کی چیزیں بھی افضل الاشیاء کہلائے گی۔

(۲) پتھر غیر ذوی العقول ہے، مگر جنت کے ساتھ نسبت حاصل ہونے کے سبب اسے ایک امتیازی شرف حاصل ہوا، سو اگر انسان جو مقصود کائنات ہے، اسے بھی جنت کے ساتھ نسبت حاصل ہو جائے تو اس کے مقام کا کیا پوچھنا! اس لئے بندۂ مؤمن کو چاہیے کہ جنتی اعمال بکثرت کرتا رہے۔

(۳) جنت جو کہ مخلوق ہے اس کے ساتھ نسبت سے یہ مقام حاصل ہو جائے تو خالق کے ساتھ اگر نسبت اور تعلق قائم ہو جائے تو پھر بندے کے مقام کا کیا کہنا؟

۱؎ نسائی شریف، ص۲۹/ ج۲/، باب ذکر الحجر الاسود رقم الحدیث۲۹۳۲/ مسند احمد، رقم الحدیث ۲۷۹۵، شعب الایمان، رقم الحدیث ۳۰۳۴

(۴۰) اختتام دعا پر کیا کرنا چاہئے

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ. (ابوداؤدشریف ج/اص:۲۰۹)[۱]

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید الکندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے، اور آخر میں ان کو منہ پر پھیر لیتے۔

حل مفردات:

﴿مَسَحَ﴾ (ہاتھ پھیرا)

اسم و متعلقات: المَسْحُ: مسح، ہاتھ پھیرنا، صفائی، عضو پر ہاتھ پھیرنا، بھیگا ہوا ہاتھ وضوء میں سر یا پیر یا موزوں پر پھیرنا - المَسِيْحُ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب، وہ شخص جس پر برکت کا ہاتھ پھیرا گیا ہو - المَسْحَةُ: کسی چیز کا اثر، نشان، دھبہ، المَسَّاحَةُ: مٹانے کا ربڑ، المِمْسَحَةُ: صفائی کا آلہ، جھاڑو۔

فعل و متعلقات: مَسَحَ (ف) مَسْحاً: کسی آلودہ یا بھیگی ہوئی چیز کو پونچھنا، ہاتھ پیر کو صاف کرنا، مَسَحَ عَلَى الشَّيْءِ بِالمَاءِ: کسی چیز پر پانی وغیرہ کا ہاتھ پھیرنا۔

تعارف راویٔ حدیث: ﴿۱۴﴾ حضرت یزید الکندیؓ

یزید بن سعید بن ثمامہ بن الاسود بن عبداللہ بن الحارث الکندی۔

آپ ''ابن اخت النمر'' سے مشہور تھے، بنو امیہ بن شمس کے حلیف تھے، فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے، حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں ان کو بحیثیت قاضی یہ کہتے ہوئے منتخب فرمایا: ''**اكفني بعض الامر يعني صغارها**'' (میرے بعض چھوٹے چھوٹے امور کو آپ نمٹا دو) ذخیرۂ حدیث میں آپ کی مرویات بہت ہی کم ملتی ہیں، ترمذی شریف میں آپ سے یہ روایت منقول ہے **لا يأخذن أحدكم متاع أخيه لاعبا ولا جادا** (کوئی شخص اپنے بھائی کا سامان بلا اطلاع نہ اٹھاوے، نہ حقیقتاً اور نہ استہزاءً)۔

(تہذیب التہذیب ج/۶ص:۲۰۹، الاصابۃ ج/۳ص:۶۱۹)

فقہ الحدیث: (۱) دعاء سے فارغ ہو کر دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر لینے چاہیے۔

(۲) بوقت دعاء دونوں ہاتھ اٹھانے چاہیے۔

(۳) لفظ ''کان'' استمرار کے لئے ہے، معلوم ہوا کہ ختم دعاء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایسا ہی کرتے تھے۔

---

[۱] ابوداؤد شریف ص/۲۰۹ ج/۱، باب الدعاء رقم الحدیث ۱۴۹۲/ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۹۴۳

(۴) تفاؤل نیک کا ثبوت، علمائے امت نے اس حدیث کی شرح میں تحریر فرمایا ہے کہ رب کریم سے مانگنے پر وہ یقیناً امید سے زیادہ اس قدر عطا فرماتے ہیں کہ اس کی عطاء وبخشش سے ہاتھ بھر کر چھلکنے لگے گویا اس چھلکنے والی خیر کو چہرہ پر ملنے کو کہا جا رہا ہے، اس طرح فال نیک لینا ثابت ہوا، جیسے خطبۂ استسقاء میں قلب رداء (چادر پلٹانے) کا حکم اسی غرض سے دیا گیا ہے۔

(۵) غیر محسوس خیر وبرکت کو چہرے پر پھیرنا ثابت ہوا تو محسوس خیر وبرکت مثلاً آب زمزم وغیرہ کو بغرض استبراک ضرور چہرے پر ملنا چاہیے۔

تمت بالخیر

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلیۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) قد مبارک: عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ربعة من القوم لیس بالطویل البائن ولا القصیر۔ (بخاری واحمد)

نہ پستہ قد نہ لانبے ہی کوئی مفہوم ہوتے تھے　　میانہ قد سے کچھ نکلے ہوئے معلوم ہوتے تھے

(۲) وجاہت نبی وچہرۂ انور: عن ھند بن ابی ھالة قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَخْما مُفَخَّما یتلألأ وجھُہ کتلألُؤ القمرِ لیلةَ البدر۔ (ترمذی، کنز)

وجاہت بھی فخامت بھی جمال دلبرانہ بھی　　جلال حسن بھی اور عظمتِ پیغمبرانہ بھی

وہ گول اور طول کو تھوڑا سا مائل چہرۂ انور　　مہ کامل بھی اس کے روبرو شرمندہ وکمتر

(۳) لون مبارک: عن انس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ قال: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أزْھَرَ اللونِ، لیس بالأدیمِ ولا بالأبیضِ الأمْھَقِ۔ (مسلم، بیھقی)

نہ رنگت سانولی تھی اور نہ تھے گورے بھبھوکے سے　　کہ گندم گوں بدن تھا چاند کی صورت چمکتے تھے

(۴) جبین مبارک: عن ھند بن ابی ھالة قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم واسعَ الجَبینِ۔ (بیہقی)

کشادہ اور نورانی مبارک پاک پیشانی　　کہ جس سے عاریت شمس وقمر نے لی ہے تابانی

(۵) موئے مبارک: عن البراء بن عازبؓ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عظیمَ الجُمَّة، جُمَّتہ الی شحمة أذنیہ۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

سیہ گنجان گیسو جس پہ صدقے ہوں دل ودیدہ　　ذرا مائل بہ خم بالکل نہ سیدھے ہی نہ پیچیدہ

(۶) ابرو مبارک: عن ھند بن ابی ھالةؓ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أزجَّ الحواجب سوابغ فی غیر قرن بینھا عرق یُدرُّہ الغضب (ترمذی، بیھقی)

گھنے باریک اور خمدار تھے مثلِ کماں ابرو　　ذرا کچھ فصل سے دونوں ہلال ضوفشاں ابرو

رگ پاک ایک دونوں ابروؤں کے درمیاں میں تھی　　جو غصے میں ابھر آتی تیر اک دو کماں میں تھی

(۷) ریش مبارک: عن ھند بن ابی ھالةؓ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کَثَّ اللِّحْیَةِ (بیھقی، ابن کثیر)

گھنی ریشِ مبارک تھی کہ بھر دیتی تھی سینے کو　　نظارے کو مسیحؑ وخضرؑ نے مانگا ہے جینے کو

(۸) چشم مبارک: (الف) عن ھند بن ابی ھالة قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ادعَجَ العینین (ابن کثیر، بیھقی) (ب) عن جابر بن سمرةؓ قال کنت اذا نظرت الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قلت اکحل ولیس بالأکحل (ترمذی، احمد) (ت) أوحی اللّٰہ الی عیسی ابن مریم: جد فی أمری ولا یھزل الیٰ أن قال: صدقوا النبی العربی الأَنْجَل العینین (الآیات البینات)

بہت کالی تھی پتلی اور بڑی آنکھیں حسیں آنکھیں　　کہ بے سرمہ بھی رہتی تھیں ہمیشہ سرمگیں آنکھیں

(۹) گردن مبارک: عن ھند بن ابی ھالة قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کأنَّ عنقہ جید دمیة فی صفاء الفضة (شمائل ترمذی)

نہایت خوبصورت روشن وشفاف تھی گردن　　کسی تصویر کی جیسے تراشی یا ڈھلی گردن

(۱۰) رفتار مبارک: (الف) عن ھند بن ابی ھالةؓ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خمصان الأَمصان الأخمصین مسیح القدمین ینبو عنھما الماء (احمد، بیھقی) (ب) کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا مشیٰ تقلع کانّما یمشی فی صبب (ترمذی، احمد، بغوی)

قدم آئینہ سا جس پر نہ قطرہ آب کا ٹھہرے　　تھیں کم گوشت اور ہلکی ایڑیاں تلوے ذرا گہرے

قدم قوت سے اٹھتا اور جھک پڑتا تھا دھرنے میں　　بلندی سے جو ہیئت ہوتی ہے نیچے اترنے میں

وأحسن منک لم ترقط عینی　　وأجمل منک لم تلد النّساء

خلقت مبرء کلِّ عیب　　کأنک قد خلقت کما تشاء

علیٰ محمدٍ صلوٰة الاَبرار　　صلیّ علیہ الطَّیبون الاخیار

قد کنت قواما بکی بالاسحر   یا لیت شعری والمنایا اطوار

هل تجمعنی وحبیبی الدار

مصادر ومراجع

۱) بخاری شریف
۲) مسلم شریف
۳) ترمذی شریف
۴) ابوداؤد شریف
۵) نسائی شریف
۶) ابن ماجه شریف
۷) مشکوٰۃ شریف
۸) شعب الایمان
۹) شرح اصحاب الحدیث
۱۰) متن الاربعین
۱۱) اللامع الدراری
۱۲) کشف الظنون
۱۳) تدریب الراوی
۱۴) مقدمه ابن الصلاح
۱۵) علوم الحدیث
۱۶) الرسالة المستطرفه
۱۷) خزینه للشیخوپوری
۱۸) البدر المنیر
۱۹) الجواهر الطهطاویه
۲۰) الاربعون حدیثا للدارقطنی
۲۱) جامع بیان العلم وفضله
۲۲) مقدمه دارقطنی
۲۳) فیض القدیر
۲۴) هدایة الرواة
۲۵) ظفر الامانی
۲۶) فتح القدیر للشوکانی
۲۷) الاربعین للنووی
۲۸) شرح ابن دقیق العید علی الاربعین
۲۹) کتاب الاربعین لابی بکرالآجری
۳۰) البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث
۳۱) تحقیق المقال فی تخریج احادیث فضائل الاعمال
۳۲) الاجوبة الفاضلة للاسئلة العشرة الکاملة
۳۳) النهایة لابن الاثیر
۳۴) الفائق للزمخشری
۳۵) عمدة القاری
۳۶) فتح الباری
۳۷) الوجوه والنظائر لالفاظ القرآن الکریم
۳۸) مسند احمد
۳۹) مترادفات القرآن
۴۰) اسماء الصحابة الرواة
۴۱) قاموس الوحید
۴۲) مرقاة شرح مشکوة
۴۳) تهذیب التهذیب
۴۴) تذکرة الحفاظ
۴۵) الاکمال فی اسماء الرجال

مسابقات القرآن الکریم ایک نظر میں

پہلا

شمار	صوبہ جات	تعداد مدارس	تعداد مساہمین
۱	مدھیہ پردیش	۱۱	۴۳
۲	گجرات	۳۵	۱۳۴
۳	جموں وکشمیر	۱۶	۵۱
۴	ہریانہ	۱۳	۴۲
۵	مہاراشٹر	۱۵	۷۷
۶	آسام	۸	۲۰
۷	راجستھان	۲۱	۶۷
☆	کل تعداد	۱۱۹	۴۳۴

دوسرا

شمار	صوبہ جات	تعداد مدارس	تعداد مساہمین
۱	آندھراپردیش	۵۱	۲۳۰
۲	مہاراشٹر	۵۴	۲۵۴
۳	مدھیہ پردیش	۴۳	۲۰۲
۴	راجستھان	۲۵	۱۲۰
۵	گجرات (بچوں کا گھر)	۱۰	۵۰
۶	گجرات (مدارس)	۲۰	۱۴۱
۷	جموں وکشمیر	۱۷	۷۹
۸	(مشرقی) آسام	۴۶	۲۱۱
۹	(مغربی) آسام	۲۷	۱۰۲
۱۰	مغربی بنگال	۴۹	۳۰۸
۱۱	(مشرقی) اترپردیش	۶۵	۴۱۸
۱۲	(مغربی) اترپردیش	۱۱۰	۵۷۶
۱۳	ہریانہ میوات	۴۱	۱۹۳
۱۴	کرناٹک	۲۷	۱۴۸
☆		۵۸۵	۳۰۳۲

تیسرا

شمار	صوبہ جات	تعداد مدارس	تعداد مساہمین
۱	راجستھان	۴۷	۳۳۲
۲	بنگال	۵۶	۲۳۴
۳	کوچ بہار	۲۱	۸۵
۴	آسام	۲۳	۱۲۳
۵	منی پور	۱۱	۴۱
۶	آسام	۵۸	۳۱۱
۷	مشرقی آسام	۲۴	۵۶
۸	مغربی آسام	۶۲	۲۲۲
۹	بہار	۷۳	۲۶۹
۱۰	جھارکھنڈ	۲۴	۱۲۹
۱۱	اڑیسہ	۳۷	۱۵۳
۱۲	آندھراپردیش	۴۲	۲۹۵
۱۳	جموں وکشمیر	۴۳	۲۰۲
۱۴	ہریانہ پنجاب وہماچل	۱۸	۷۶
۱۵	یوپی	۱۱۸	۷۰۵
۱۶	میوات	۸۲	۲۶۰
۱۷	شمالی گجرات (مدارس)	۹	۵۰
۱۸	گجرات (بچوں کا گھر)	۱۷	۹۷
۱۹	جنوبی گجرات (مدارس)	۱۹	۲۲۹
۲۰	کرناٹک	۴۰	۱۹۴
۲۱	مہاراشٹر	۶۸	۳۸۸
۲۲	ایم پی	۵۸	۳۰۹
☆	کل تعداد	۹۵۰	۴۷۶۰

چوتھا

شمار	صوبہ جات	تعداد مدارس	تعداد مساہمین
۱	راجستھان	۴۸	۱۴۸
۲	ہریانہ میوات	۲۳	۷۳
۳	دہلی	۳۳	۱۰۱
۴	جموں وکشمیر	۴۱	۱۳۰
۵	ہماچل پردیش	۱۸	۶۰
۶	مشرقی یوپی	۳۲	۱۱۸
۷	بہار	۸۵	۲۷۷
۸	جھارکھنڈ	۴۹	۱۴۸
۹	بنگال	۸۲	۳۰۱
۱۰	اڑیسہ	۲۴	۷۶
۱۱	آندھراپردیش	۷۹	۲۴۹
۱۲	کرناٹک	۵۸	۱۷۲
۱۳	ایم پی	۴۵	۱۴۴
۱۴	شمالی آسام	۳۱	۸۳
۱۵	مغربی بنگال	۲۲	۴۷
۱۶	بالائی آسام	۸	۲۳
۱۷	نوگاؤں مری گاؤں	۳۳	۹۳
۱۸	منی پور	۹	۲۳
۱۹	نشیبی آسام	۵۵	۱۲۲
۲۰	براک ویلی	۲۴	۶۱
۲۱	تحصیل ہوجائی	۲۹	۸۰
۲۲	فائل مسابقہ صوبہ آسام	۵۹	۱۰۷
۲۳	گجرات (معاہد)	۳۶	۸۹
۲۴	گجرات (مدارس)	۲۱	۵۶
۲۵	مہاراشٹر	۹۰	۲۸۰
☆	کل تعداد	۱۰۳۴	۳۰۶۱

پانچواں

شمار	صوبہ جات	تعداد مدارس	تعداد مساہمین
۱	ہریانہ	۴۰	۱۵۱
۲	مشرقی یوپی	۴۰	۱۸۶
۳	مغربی یوپی، اترانچل	۸۶	۳۳۲
۴	مشرقی بہار	۶۵	۲۲۹
۵	مغربی بہار	۷۹	۳۰۳
۶	جھارکھنڈ	۴۲	۱۶۴
۷	کوچ بہار	۳۷	۱۰۷
۸	جھارکھنڈ	۴۹	۱۴۸
۹	بنگال	۸۲	۳۰۱
۱۰	اڑیسہ	۲۴	۷۶
۱۱	آندھراپردیش	۷۹	۲۴۹
۱۲	کرناٹک	۵۸	۱۷۲
۱۳	ایم پی	۴۵	۱۴۴
۱۴	ایم پی	۴۴	۲۴۰
۱۵	مہاراشٹر	۶۵	۲۸۷
۱۶	گجرات	۲۱	۶۶
۱۷	مشرقی راجستھان	۲۸	۱۱۳
۱۸	آل مغربی راجستھان	۳۲	۱۲۰
۱۹	دہلی	۳۶	۹۳
۲۰	گجرات (مدارس)	۳۲	۱۴۰
۲۱	کشمیر (سرینگر)	۲۸	۱۲۰
۲۲	کشمیر (پونچھ)	۳۰	۱۱۵
۲۳	ہماچل پنجاب	۲۵	۷۹

۲۴	کیرالا	۵۶	۲۱۲
۲۵	آسام	۱۳	۲۵
☆	کل تعداد	۱۱۲۲	۴۳۹۷

چھٹا

شمار	صوبہ جات	تعداد مدارس	تعداد مساہمین
۱	منی پور	۳	۷
۲	مغربی آسام	۶	۱۱
۳	مشرقی آسام	۱۲	۱۷
۴	کوچ بہار	۴	۶
۵	شمالی بنگال	۸	۱۲
۶	جنوبی بنگال	۸	۱۲
۷	مغربی بہار	۹	۱۱
۸	مشرقی بہار	۶	۱۱
۹	جھارکھنڈ	۸	۱۲
۱۰	اڑیسہ	۷	۱۲
۱۱	مشرقی یوپی	۶	۱۱
۱۲	مغربی یوپی	۱۱	۱۳
۱۳	دہلی	۸	۱۱
۱۴	جموں	۷	۱۲
۱۵	کشمیر	۵	۱۱
۱۶	ہماچل،ہریانہ،پنجاب	۶	۱۱
۱۷	ہریانہ میوات	۷	۱۲
۱۸	مشرقی رجستھان	۸	۱۲
۱۹	مغربی راجستھان	۹	۱۳
۲۰	شمالی گجرات	۷	۱۳
۲۱	جنوبی گجرات	۱۹	۳۱
۲۲	مشرقی مہاراشٹر	۲۲	۳۱
۲۳	ایم پی	۶	۱۲
۲۴	آندھراپردیش	۱۴	۱۷
۲۵	کرناٹک	۶	۱۲
۲۶	تامل ناڈو	۷	۱۲
۲۷	کیرالا	۸	۱۴
۲۸	مغربی مہاراشٹر	۶	۱۰
☆	کل تعداد	۲۳۰	۳۶۹

ساتواں

ساتواں مسابقۃ القرآن الکریم کے موقع پر جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ، سپول بہار نے تقریباً ساڑھے پانچ سو دعوت نامے شمال مشرقی بہار کے مدارس اسلامیہ کو جاری کئے ہیں۔ اللہ رب العزت اس مسابقۃ القرآن الکریم کو احیاء قرآن والسنہ کا ذریعہ بنائے اوراس کے فیوض وبرکات کو اقصائے عالم میں پھیلائے۔

کل ریاستی مسابقات القرآن الکریم کی ایک جھلک

شمار	مسابقات	تعداد ریاست	سن انعقاد	تعداد مساہم مدارس	تعداد مساہم طلبہ
۱	پہلا	۷	۱۹۹۴	۱۹۹	۴۳۴
۲	دوسرا	۱۴	۱۹۹۸	۵۸۵	۳۰۳۲
۳	تیسرا	۲۲	۲۰۰۱	۹۵۰	۴۷۶۰
۴	چوتھا	۲۵	۲۰۰۳	۱۰۳۴	۳۰۶۱
۵	پانچواں	۲۷	۲۰۰۶	۱۱۲۲	۴۳۹۷
۶	چھٹا	۲۳	۲۰۰۹	۲۳۰	۳۶۹
☆	کل تعداد	۱۱۸	۲۴/۲۵/۲۰۱۲ء	۴۰۴۰	۱۶۰۵۳

جامعہ کی مطبوعات

نام کتاب	مصنف	مرتب
مقامات مقدسہ	حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند)	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
زکوٰۃ اوراس کا مصرف (اردو/انگریزی)	امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
خطبہ حجۃ الوداع (اردو/انگریزی)		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
قاضی مجاہدالاسلام حیات وخدمات نمبر	مدیر اعلیٰ	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
سیرت النبی نمبر		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
مسلم پرسنل لا نمبر		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
پیام انسانیت نمبر		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
رمضان کریم نمبر		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
قرآن کریم نمبر		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
مجاہد کی للکار	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی	
قرآن کریم کا اعجاز اوراس کی حقیقت (اردو/انگریزی)	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی	
ہندوستان میں مدارس اسلامیہ (اردو/انگریزی)	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی	
اسلام اورامن وآشتی، اردو/انگریزی (زیر طبع)	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی	
قادیانیت کی حقیقت (اردو/انگریزی/ہندی)	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی	
اسلام اور قادیانیت عقائد کی روشنی میں		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
مجموعۂ رسائل حضرت علامہ نور محمد خان ٹانڈویؒ		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
ہندی زبان میں کتب سیرت کا ادبی جائزہ (زیر طبع)		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
راہ عمل (زیر طبع)		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
ذکرا قائماً (20ویں صدی کے علماء گجرات کی علمی، دینی خدمات)		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
دینی مدارس ماضی، حال اور مستقبل تقاضے، چیلنجز اوران کا حل		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
قادیانیوں کو غور وفکر کی دعوت		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
متاع زندگی مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی جہد مسلسل، تحریکات، خدمات		ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب القاسمی
محمد رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	
قادیانیت منظر اور پس منظر	حضرت مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی	
چند نامور علماء	حضرت مولانا بدرالحسن قاسمی	عبدالقادر شمس قاسمی
قادیانی گروہ زندیقوں کی طرح تحریک ارتداد چلا رہا ہے		مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری
قادیانیوں کی چال سے ہوشیار رہیں!		مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری
قادیانیت انگریزوں کا خود کاشتہ پودا (اردو، ہندی)		مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری
عام مسلمانوں کو قادیانیت کی حقیقت سمجھانے کا طریقہ (ہندی)		مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری
ایمان اور کفر کی حقیقت (ہندی)		مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری
قادیانیت کے متعلق علمائے اسلام اور سرکاری عدالتوں کا فیصلہ		مولانا شاہ عالم گورکھپوری
قادیانی تحریروں کی روشنی میں قادیانیوں کی سیاسی وسماجی پوزیشن		مولانا شاہ عالم گورکھپوری
دین اسلام سے قادیانیوں کا کوئی تعلق نہیں (ہندی)		مولانا شاہ عالم گورکھپوری
تحریک تحفظ ختم نبوت اور جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ		ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب القاسمی
کوسی کا تباہ کن سیلاب اور جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ		(رپورٹ) شاہ جہاں شاد
شجرۂ طیبہ		مولانا محمد شاہد قاسمی
منہاج الصالحین یعنی تحفۂ متسابقین		مولانا مجتبیٰ بن احمد لولات رویدروی
المذاکرۃ التفسیریہ یعنی تحفۂ مسابقات		مفتی عبدالرحیم فلاحی

اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر رسائل ومجلّات طباعت کے مرحلے سے گذر کر جلد ہی منظر عام پر آنے والے ہیں۔